کلام الملوک ملوک الکلام

تزک عبدالرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملۃ والدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمن خان جی سی بی، جی سی ایس آئی

فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی شرح لاثانی و شہرۂ آفاق سوانح عمری

مولفۂ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اردو ترجمہ دو جلدوں میں مع تصاویر امیر مرحوم و نقشہ افغانستان

(جلد اول)

مترجمہ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

مترجم ناول ہاجرہ و تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صاحب طبع شد

سنہ ۱۹۰۴ء

طبع ثانی

خداوند کریم کا شکر ہے کہ اردو دان حضرات کی قدردانی و ہمت افزائی کی وجہ سے ترک عبد الرحمانی کے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی اور وہ بھی طبع اول کی دوسری جلد کے شایع ہونیکے ایکسال کے اندر جو کہ اُردو زبان کی کتابون کے لیے کوئی معمولی بات نہین ہے اور میرے لیے باعث شکرگذاری و فخر ہے۔ اس طبع ثانی مین ایک نقشۂ افغانستان بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ اسمین علاوہ دیگر مقامات کے وہ مواقع زیادہ تر دکہلائے گیے ہین جسکا امیر اعظم مرحوم نے اس کتاب مین ذکر فرمایا ہے۔ نظر ثانی مین حتی الامکان نہایت احتیاط کی گئی ہے۔

ایک اور امر قابل تشریح یہ ہے کہ جو آیات قرآنی احادیث یا اشعار و اقوال اس کتاب مین موجود ہین وہ خود حضرت ضیاء الملت والدین کے استعمال کردہ ہیں۔ مین نے جو کچھ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اصل انگریزی کتاب مین صرف اونکا مطلب یا ترجمہ لکھا ہوا تھا بجاے اوسکے بلحاظ موزونیت و مناسبت زبان اصل عبارات کو تلاش کر کے ترک عبد الرحمانی مین تحریر کیا ہے

شملہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء　　　　محمد حسن

ضیاء الملت والدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمن خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

Mohila Press.
CALCUTTA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

حضرت ضیاء الملت والدین ہزہائنس امیر عبدالرحمن خان مرحوم فرمانروا ے دولت خداداد افغانستان ایک ایسے ہمہ صفت موصوف وغیر معمولی خداداد خوبیون کے حکمران گذرے ہین کہ جنکی نظیر اس دنیا مین مشکل سے ملیگی کیا بلحاظ تدبر و سیاست دانی - اور کیا بلحاظ دوراندیشی عالی دماغی وحمیت اسلامی خواہ کسی پہلو سے اون پر نظر ڈالی جاے وہ بلاشبہ یکتاے زمانہ تھے اور اونکے تجربون و پند و نصیحت سے ہر فرد بشر فائدہ اوٹھا سکتا ہے جس قدر اون کی تعریف کی جاے بجا و درست ہے لیکن میری راے مین یہ عجیب و غریب سوانح عمری اونکے کمالات کا بہترین وصاف و شفاف آئینہ ہے اور ایسے بیجاے طول طویل مدح سرائی کے جسکے واسطے کافی الفاظ ملنا ممکن نہین ہے مین صرف اس شعر پر اکتفا کرتا ہون ؎

بس است حجت قاطع کمال و فضل ترا
ہمین کتاب کہ ہر حرف اوست در ثمین

جس وقت کہ اصل کتاب لندن مین شایع ہوئی اور اوسکی شہرت ہوئی تب ہی سے میرا ارادہ اوسے اردو لباس مین آراستہ کرنیکا تہا لیکن آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی صاحب بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ کی ہسٹری آف دی سارا سنز کے ترجمہ کی وجہ سے جسکی اونہون نے مجہے

سا میں اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس ارادہ کو میں نے تھوڑے سے عرصہ کے لیے ملتوی کیا
اور صرف امیر معظم کی وفات حسرت آیات (۱۰ یا ۳ - اکتوبر ۱۹۰۱ء) اسکی اسوقت کی اشاعت
کا باعث ہوئی ہے - میری خواہش تھی کہ دونوں جلدیں اس ترک کی یکجا شایع ہوں لیکن
بعض شائقین کے اصرار و تقاضے نے مجبور کیا کہ جلد اول جسقدر جلد ممکن ہو پیش خدمت
کیجائے - انشاء اللہ تعالی جلد دوم بھی بہت جلد ہدیہ ناظرین کی جائیگی - اوس میں ہز ہائنس
امیر حبیب اللہ خان فرمانرواے حال کی اعلیٰ قسم کی تصویر ہوگی - اور جو ہدایتیں امیر
مرحوم نے شاہزادہ نصر اللہ خاں کو سفر انگلستان کے متعلق فرمائی تھیں بطور ضمیمہ درج
کی جائینگی - ایک امر قابل ذکر یہ ہے کہ جو اسماے اشخاص یا مقامات اس کتاب میں واقع
ہوئے ہیں اونکی تصدیق و تصحیح میں مسٹر جان مرے کی طرح مجھے بھی از حد عرق ریزی کرنی پڑی
ہے اسلئے کہ بعض موقعوں پر املا ایسا خراب تھا کہ اصلی نام ہی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا اور بعض
جگہ غلطی کاتب وغیرہ کی وجہ سے ناموں کی اصلیت گم ہو گئی تھی - انکے درست کرنے میں
میرے معظم و کرم نوازش فرما جناب محمودی کرنل سردار محمد اسمعیل خان بہادر سفیر دولت افغانستان
نے نہایت توجہ و عنایت سے میری امداد فرمائی جسکا صدق دل سے میں شکرگزار ہوں - بلا
انکی بیش بہا و اعلیٰ استعانت کے اور کوئی صورت اس معاملہ میں کامیابی کی نہیں ہو سکتی تھی -
اگر اتفاق سے ترجمہ میں کہیں خطا ہوئی ہو تو امید ہے کہ ناظرین والا تمکین نظر عنایت
سے معاف فرمائینگے -

جنوری ۱۹۰۲ء

محمد حسن

امیر عبدالرحمن خان کی سوانح عمری و پالسی کے متعلق کل کاغذات اونکے سابق میر منشی سلطان محمد خان نے مجھے دیئے ہین - اول گیارہ بابون مین اوائل عمر کے حالات اونکے عجیب و غریب نشیب و فراز دنیا کے تجربے - اونکی کامیابیون اور ناکامیون کی سرگذشت - گیارہ سال تک روسی ترکستان مین بود و باش بلکہ قید - اور آخرش کابل کی تخت نشینی کی مفصل کیفیت ہے جو اونکے لکھے ہوئے ہین - اصل مسودہ مس للیاس ہملٹن - ایم - ڈی - کابل سے انگلستان لائی تہین اور سلطان محمد خان نے اوسکا ترجمہ فارسی سے انگریزی مین کیا -

باقی باب جن مین اوس کامیابی کا ذکر ہے جو اونہین اپنے ملک کی طاقت اور دولت کے ذریعون سے درست کرنے اور ترقی دینے مین ہوئی - اور اونکی داخلی اور خارجی پالسی - اونکی ذاتی طرز معاشرت و دستور العمل - اونکی پند و نصائح اپنے بیٹون کے لیے اور اونکی نسبت اپنی آرزو کی

صراحت کی گئی ہے وہ امیر نے زبانی بیان کیے تھے اور سلطان محمد خان نے وقتاً فوقتاً انہیں قلمبند کیا تھا۔

کتاب ابھی چھپنے کے لیے ہیں دیگئی تھی کہ سلطان محمد خان کابل واپس بلائے گئے اور تصحیح پروف اور اخیر تک اوسکی نگرانی کی ذمہ داری میرے متعلق ہوئی۔ کتاب کے اصل مضمون کا میں ذمہ دار نہیں ۔ اسلیے کہ مجھے واقعات مندرجہ کا ذاتی علم نہیں ہے۔ میں نے جو کام کیا وہ صرف یہ تھا کہ آدمیوں اور مقاموں کے ناموں کی تصدیق کی۔ اس میں مجھے از حد تکلیف و دقت ہوئی اسلیے کہ یہ نہایت مشکل کام تھا اور اسلیے میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین اسے نظر عنایت سے دیکھیں گے اور اگر ضرورت ہو تو چشم پوشی فرمائینگے۔ مشرقی ناموں کا املا یکساں کرنا اور انہیں کسی باقاعدہ طریقہ سے ایک ہی طرح لکھنا تقریباً ناممکن ہے اس لئے میں نے صرف اس امر کی کوشش کی ہے کہ جو اشخاص اور مقامات کے نام کتاب میں واقع ہوئے ہیں اونکے ہجا اسے اور سمجھ لیے میں کسی قسم کا شک باقی نہ رہے۔

لیکن یہ کام بھی ملا مسز سٹن مارشل کی بیش بہا امداد کے ممکن نہ ہوتا جو کہ سلطان محمد خان کے قیام کیمبرج کے زمانہ میں تھوڑے عرصہ کے لیے اونکی سکرٹری رہ چکی تھیں اور اس لیے اونکی خواہشوں اور ارادوں سے جو اس کتاب کے متعلق تھے اچھی طرح واقف تھیں ۔

مس للیاس ہملٹن ایم۔ ڈی۔ نے بھی جو کہ چند سال امیر کی طبی مشیر کابل میں رہ چکی ہیں نہایت مہربانی سے بعض ایسے سوالات کے جواب دیکر امداد کی ہے جنکی نسبت اوس ملک اور وہاں کے باشندوں سے ذاتی واقفیت ہونیکی وجہ سے وہ وثوق کے ساتھ رائے دیسکتی تھیں مسز مارشل و مس ہملٹن کی اس امداد کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

جان مرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
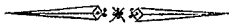
دیباچۂ مولف

میرے نزدیک اس امر کے ثابت کرنے مین وقت ضایع کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ امیر عبدالرحمٰن خان اس زمانہ کے بزرگ ولایق ترین اشخاص مین سے ہین - اون تمام مدبرون نے جو کہ اون سے ملے ہین یہی راے قایم کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب وغریب ونادر کامیابی جو اونہین افغانستان ایسے ملک کو جو کہ اون کے زمانہ کے پیشتر ایک ویران خطہ زمین وحشی قومون سے آباد تھا۔ ایک مضبوط اور بستہ اسلامی سلطنت بنانے اور صنعت وحرفت وزمانہ حال کی نئی معلومات کا مرکز بنانے مین ہوئی ہے اپنی آپ نظیر ہے اور اون کی غیر معمولی قدرتی فہم وذکا کے ثبوت کیلیئے کافی شہادت ہے -

امیر جانتے ہین کہ اونکو جو تجربے دنیا کے ہوئے ہین وہ نہایت دلچسپ وبے بہا ہین اور اسلیئے اونہون نے مناسب سمجھا کہ اپنے بیٹون جانشینون اور نیز ہموطنون کے لیے ایسی یادداشت وتحریری ہدایتین چھوڑ جائین جو کہ اونکے لیے مفید وبکار آمد ثابت ہون جنہین کہ عام فائدہ کے لیے انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکا مجھے فخر حاصل ہوا ہے -

اس کتاب کا ایک حصہ جو دا آپ کا لکہا ہوا ہے اوسکو اوس اصل تحریر کو میں عجائب خانہ برٹش کے مشرقی کتب میں کے کمرے مین داخل کرتے الا ہون باقی کتاب میرے میر منشی کے ہاتہ مین امیر نے زبانی بیان فرمائی تہی اوس نے اوسے قلمبند کیا تہا۔

چند معاملات و بعض اشخاص کی نسبت امیر کی نکتہ چینیان کسی قدر زیادہ سخت ہین لیکن مین نے اونہین قلم انداز کرنا بہتر سمجہا اولا اسوجہ سے کہ اکثر انگریزون اور لیڈیون کو جنہیں کہ امیر سے گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے اونکے خیالات سے آگاہی ہے اور اون خیالات کے متعلق اخبارون میں مختلف مضامین شایع ہونیکی وجہ سے اونکا پوشیدہ کرنا لاحاصل تہا۔ دوسرے اس کتاب کے ہدیہ ناظرین کرنے سے یہ غرض ہے کہ بلا کسی قسم کے خوشامدانہ الفاظ کے امیر کی اصل و سچی رائے لوگون کو معلوم ہو۔ امیر نہایت حق طبع شخص ہیں اور اونکے مزاج مین ظرافت بہت زیادہ ہے۔ اونکی عادت ہے کہ ہر قسم کے معاملات پر گفتگو کے وقت مذاقیہ لطیفے کہا کرتے ہیں جس سے کہ یورپین طبیعتون کو خاص دلچسپی ہوتی ہے اسلیئے مین نے انہیں اس کتاب میں اوسیطرح رہنے دیا ہے جس طرح کہ وہ لکہے یا بیان کیے گئے تہے۔

امیر کے اوایل عمر کے حالات کا ایک لفظ بہی مین نے ترجمہ مین نہیں چہوڑا ہے اسلیئے کہ بعض مصنفون نے لکہا ہے کہ امیر کی زندگی کے اوس حصہ پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے اور دنیا اوس سے واقف نہیں ہے۔ عربی و فارسی کتابون مین اکثر ایسی ضرب المثلین ہین جنکا مفہوم بلکہ لفظی معنی بہی وہی ہوتے ہیں جو کہ انگریزی زبان میں ہین اور چونکہ اس قسم کی بہت سی مثلین اس کتاب مین واقع ہوئی ہیں میں نے اون عربی و فارسی کتابون کا حاشیہ حوالہ دیدیا ہے جن سے کہ وہ اخذ کی گئی ہین۔

فارسی سے انگریزی ترجمہ کرنے مین مین نے صرف ایک ترمیم کی ہے یعنی یہ کہ جو سرخی کہ بابون کی امیر نے رکہی تہی اوسے مین نے تبدیل کر دیا ہے۔ لیکن اس تبدیلی کا

اصل کتاب یا اوسکے مطلب پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

ایک قابل لحاظ خصوصیت اس کتاب مین یہ ہے کہ اون عظیم الشان بادشاہان مغلیہ یعنی تیمور۔ بابر اور اکبر وغیرہ کے زمانہ سے آجتک کسی مسلمان فرمانروا نے اپنی تزک ایسے مشرح و واضح و دلچسپ پیرایہ مین نہین لکھی جیسی کہ امیر نے تحریر کی ہے اور مندرجہ ذیل وجوہ سے یہ تزک واقعی ایک بے نظیر اور انوکھی کتاب ہے۔ علاوہ بریں ہر شکل لحاظ سے معنی خیز ہونے کے ایک بڑی خوبی اسمین یہ ہے کہ اسکے پڑھنے مین الف لیلہ کا لطف آتا ہے اسلیے کہ امیر عبدالرحمن خان کے ایسے فرمانروا کا فخر و افتخار کو نظر انداز کر کے نہایت صفائی سے اپنے قید ہو کر بیڑیان پہننے اور خود کھانا پکانے کبھی والیسرائے اور کبھی رعایائے والیسرائے ہونے۔ ایک وقت خود جنرل فوج اور دوسرے وقت کسی جنرل کے ماتحت ہونے۔ کسی موقع پر انجنیر اور آہنگر اور کبھی فرمانروا بننے کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہین۔ ایک جگہہ اونہون نے بحیثیت باعنیان و دہقان اپنی تصویر کھینچی ہے اور دوسری جگہہ اون عالیشان مجمعون اور جلسون کا بیان کیا ہے جو روسی۔ برطانیہ۔ ایرانی اور بخارا کی سلطنتون نے اونکے استقبال وغیرہ کے متعلق کیے ایک زمانہ مین اپنے چچا امیر محمد اعظم خان کو اونہون نے کابل کی حکومت دی اور دوسرے موقع پر اپنے چچا کی وجہ سے خود کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ کبھی بادشا اور کبھی اسقدر مفلس کہ روٹی کا ٹکڑا کھانے کو نہین اور علی ہذالقیاس اسی طرح اور واقعات بھی۔ ایک خاص بات جسے دیکھکر اس کتاب کے یورپین ناظرین حیران ہون گے یہ ہے کہ امیر کی طرح مسلم تجربہ کار سپاہ اور مدبر شخص اپنی کتاب مین اپنے مذہبی خیالات و توہمات کا ذکر کرے وہ لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین اونہین امیری عطا کی۔ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ ہراتی کے مزار مقدس سکے ایک پرانے جھنڈے کے تصدق سے اونہین جنگ مین فتحیابی ہوئی۔ تلوار۔ توپ اور بندوق کی ضرب سے ایک

تعویذ کی برکت سے محصور رہے جو کہ اوسکے بازو پر بندھا ہوا ہے۔ اور نوشت و خواند ایک لڑکی کی محبت مین سیکھی جس سے اوسکی نسبت قرار پائی تھی۔ چونکہ اوسکے خط مین پردہ ہوسکتے تھے اسلئے اوسوقت تک نہایت مردہ خاطر رہتے جب تک کہ غیب سے اونہین پڑھنا لکھنا سیکھنے کی امداد نہ ہوئی۔

اخیر مین مین مسٹر ولیم رایٹ پروفیسر سینٹ انڈروز کالج و ڈاکٹر ان ہیل دکنی کا جو کیمبرج سے متعلق ہین اوس امداد کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جو کہ اونہون نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے مین مجھے دی۔ ساتھ ہی مسٹر جان مرے کا بھی ممنون و شکرگذار ہون اسلیے کہ خاص اونکی تحریک اور ہمت دلانے کی وجہ سے مین نے یہ کتاب شایع کی۔

سلطان محمد خان

مولف۔ سابق میر منشی امیر عبدالرحمن خان۔
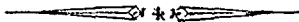
جلد اوّل

فہرست ابواب

باب	صفحہ	باب	صفحہ
باب اول - اوائل عمر کے حالات -	۱۳	باب ہفتم - میری تخت نشینی -	۱۷۷
باب دوم - بلخ سے بخارا فرار ہونا -	۵۰	باب ہشتم - نظم و نسق سلطنت	۲۰۱
باب سوم - امیر شیر علی خاں سے مقابلہ -	۶۹	باب نہم - الحاق ہرات بسلطنت افغانستان	۲۱۱
باب چہارم - امیر شیر علی خان سے مقابلہ و حالات امیر محمد اعظم خاں	۹۱	باب دہم - میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تھی -	۲۲۱
باب پنجم - اقامت سمرقند - -	۱۴۸	باب یازدہم - میرے عہد حکومت کی لڑائیاں	۲۳۲
باب ششم - واقعات بدخشان - -	۱۶۶	باب دوازدہم - فراری و جلاوطن اشخاص	۲۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تزک عبدالرحمانی

جلد اول

باب اول

اوائل عمر کے حالات

ابتدای ۱۸۵۳ء لغایتہ ۱۸۶۴ء

مین نو برس[۵] کا تہا جبکہ میرے والد نے مجھے کابل سے بلخ بلا بہیجا - اوس زمانہ مین وہ بلخ اور اوسکے مضافات کے فرمانروا و نائب السلطنت تھے - بلخ پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ شبرغان کے محاصرے مین مصروف ہین - مین بلخ مین مقیم رہا اور بعد دو مہینے کے جب شبرغان فتح کرکے وہ واپس تشریف لائے تو مین نے دس میل شہر سے باہر نکلکر جانب جنوب ایک مقام پر جو دشتِ امام کے نام سے مشہور ہے اونکا استقبال کیا - اونہین دیکہکر مین نہایت مسرور ہوا اور اونہون نے بہی مجھے بخیر و عافیت پاکر خداوند کریم کی درگاہ مین سجدہ

ط۵ امیر عبدالرحمن خان غالباً ۱۸۴۴ء مین پیدا ہوئے تھے -

شکر ادا کیا۔ دونوں ایک ساتھ بلخ واپس آ گئے۔ چند روز بعد مجھے پڑھنے لکھنے کی نہایت
کی لیکن باوجود دن دن محنت کرنے کے مین نے نوشت و خواند مین مطلق ترقی نہ کی۔
مین نہایت کند ذہن تھا۔ سبق سے سخت نفرت تھی اور ہر وقت میرا دماغ گھوڑے کی سواری
اور شکار کے دوق شوق سے پُر رہتا تھا۔ جو کچھ آج پڑھا کل بھول گیا۔ لیکن مجبوری تھی جبراً پڑھنا
ہی پڑتا تھا اور اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نہ تھی۔ میرے اوستاد نے میری
تعلیم مین مطلق بھلوتہی کی لیکن کوئی نتیجہ مرتب نہوا۔ ایک برس بعد جوالی شہر مین بمقام
تختہ پل میرے لیے ایک باغ تیار کرایا گیا اور وہی مسکن قرار پایا۔ وجہ یہ تھی کہ بلخ پرانی
قسم کا شہر تھا اور اوسکی آب و ہوا اچھی نہی نیز یہ کہ میرے والد حضرت سلطان الاولیا
علی مرتضی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اکثر اوراد و وظائف کے لیے جایا کرتے تھے اور
یہ مقدس جگہ بہ نسبت بلخ کے تختہ پل سے زیادہ قریب ہے۔ رفتہ رفتہ وہان حرم سرا اور
چھاونیان اور کچہریان اور کارخانے قایم ہوئے۔ باغ لگائے گیے اور تین سال کے
عرصہ مین ایک نیا اور خوبصورت شہر آباد ہو گیا۔ چوتھے سال موسم بہار مین میرے والد
امیر دوست محمد خان میرے دادا سے ملنے کے لیے کابل تشریف لے گیے اور مجھے اپنا
قایمقام مقرر کیا۔ اسکے بعد چھ مہینے تک میرا دستور العمل یہ رہا کہ صبح آٹھ بجے تک نوشت و
خواند مین مشغول رہتا اور پھر آٹھ سے دو بجے سہ پہر تک دربار کرتا تھا۔ دربار برخاست ہونے پر
سوتا اور قریب شام گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کے لیے باہر نکلتا تھا۔ شروع جاڑون مین
والد نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میرے جد امجد نے از راہ الطاف بزرگانہ اس طرح میری
عزت افزائی کی کہ تاشقرغان کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم صادر کیا کہ ایک ہزار سوار و دو ہزار پیدل
اور چھ توپین ہمراہ لیکر فوراً وہان چلے جاؤ۔ مین فوراً حکم بجا لایا اور تاشقرغان روانہ ہوا۔ وہان
پہونچتے ہی سردار محمد امین خان برادر وزیر محمد اکبر خان نے گورنری کا چارج مجھے دیا اور آپ

کابل کی راہ لی۔ میرے والد نے میرے لیے ایک مددگار جبار خان نامی مقرر کیا تہا۔ یہہ
ایک نہایت ہوشیار اور شین قزلباش سردار تہا جسکو اپنا خاص جہنڈا فوجی باجا اور دو سو سوار
رکہنے کا اختیار تہا اوسکا باپ محمد خان نہایت لایق شخص تہا اور کابل مین ایک کثیر جماعت
اسکے تابع تہی۔ میرا دستور العمل اوسوقت یہ تہا :۔ طلوع آفتاب سے صبح نو بجے تک
کتب بینی۔ نو سے دو بجے سہ پہر تک دربار اور مقدمات فیصل کرنا بعد دو بجے کے سونا اور پہر
مختلف قسم کی فوجی قواعد سیکہنے۔ شکار۔ اسپ سواری۔ چوگان وغیرہ مین وقت صرف کرنا۔
جمعہ کو تعطیل ہوتی تہی اور اوس روز مین عموماً تمام دن شکار کہیلتا اور شب کو تاشقرغان واپس
آتا تہا۔ میری تقرری کے پانچ مہینے بعد میرے والدین مجہے دیکہنے کے لیے آئے اور
اونکی قدمبوسی حاصل ہونے سے مجہے از حد خوشی ہوئی۔ موسم بہار تک والد میرے ہمراہ
رہے اور پہر والدہ کو میرے پاس چہوڑکر آپ بلخ تشریف لے گیے۔ مین بدستور اپنا کام انجام
دیتا رہا اور پڑہنا لکہنا بہی برقرار رکہا۔ فوج اور نیز رعایا کے ساتہہ مین ہمیشہ مہربانی کے ساتہہ
پیش آتا تہا اور چونکہ بہت سے تاشقرغان کے لوگ میرے ذاتی ملازم بہی تہے مین وہان
کے باشندون کے ساتہہ اکثر اچہا سلوک کرتا تہا اور قحط سالی کے موقعون پر مقررہ
خراج مین تخفیف کردیتا تہا۔

دو برس بعد والد واپس تشریف لائے اور میرے صوبہ کا حساب طلب کیا۔ میری نرمی
اور رعایت دیکہکر جو تخفیفین مین نے کی تہین۔ اونکی منظوری سے انکار کیا۔ مین نے مودبانہ
عرض کی کہ معاف شدہ رقمین وصول نہ کی جائین لیکن والد نے نہ مانا اور فرمایا کہ ملک کی
آمدنی قلیل اور فوج بہت زیادہ ہے ایسی صورت مین رقوم واجب الادا ضرور وصول
کرنا چاہیے۔ تین مہینے قیام کے بعد تقریباً ایک لاکہہ روپیہ وصول کرکے جسے مین معاف
کرچکا تہا وہ بلخ واپس گیے۔ اونکے جاتے ہی مین نے گورنری سے اس بنا پر استعفا دیا

کہ مجھے اپنے خیالات کے مطابق حکومت کے پورے اختیارات حاصل رہتے
اپنے مددگار کو اپنا کام سپرد کر کے میں تخت پل واپس آیا اور دوبارہ نوشت و خواند
شروع کی۔ جمعرات کو میں ہمیشہ شکار کے لیے چلا جایا کرتا تھا اور دوسرے روز شام
کے وقت ایک شب اور دو روز باہر رہکر واپس آتا تھا۔ شکار میں عموماً دو سو کتے
شکرے۔ باز۔ اور دیگر شکاری پرند۔ ایک سو خدمتگار اور سوار کل تقریباً پانچ سو میرے
ہمراہ ہوتے تھے۔ دریائے جیحون کے قریب جو جنگل ہیں ان میں ہم اکثر شکار کھیلا
کرتے تھے لیکن کبھی کبھی بوہن قرامین جو کہ تلم کی ہر دہ نہر کا اکیلا دریا ہے مچھلی پکڑتے تھے
اوسی ماہ میں وزیر یار محمد یار خان گورنر ہرات نے والد کو لکھا کہ مجھے نہایت خوشی
ہوا اگر میری لڑکی سے عبد الرحمن کی شادی ہو جائے والد نے اسے منظور کیا اور
میری نسبت ہوگئی۔ اس رشتہ داری کی وجہ سے وزیر یار محمد خان اور میرے والد
میں اور زیادہ اتحاد بڑھ گیا۔ ایک اور شخص جسے والد نہایت عزیز کہتے تھے سردار
عبد الرحیم خان تھا جو کہ سردار رحیم داد خان کے خاندان سے تھا۔ لیکن یہ شخص نہایت
مطلبیت اور دغاباز تھا اور رشک و حسد اوس کے خاندان کا موروثی مرض تھا۔ والد کے
دربار میں میرا رسوخ زیادہ ہونا اوسے نہایت ناگوار اور شاق گذرتا تھا اور اوس کا خیال
تھا کہ اگر سب فوج کی کمان ملگئی تو اوس کے اختیارات بالکل جاتے رہیں گے
اس لیے وہ اکثر میری غلط شکایتیں کیا کرتا تھا اور جھوٹی تہمتیں مجھ پر لگاتا تھا
جن کی وجہ سے بعض وقت والد بھی مجھ سے بلا وجہ ناراض ہو جایا کرتے تھے
والد کی فوج کا سردار ایک انگریز جنرل شیر محمد خان تھا جس نے کہ اپنا آبائی
مذہب ترک کر دیا تھا۔ یورپ میں اسے کیمبل کے نام سے جانتے ہیں اور میرے
دادا کی فوج نے سن ۱۲۵۰ھ میں قندہار کی لڑائی میں جو شاہ شجاع سے ہوئی تھی اسے

گرفتار کیا تھا۔ یہ اپنے فن مین نہایت ہوشیار اور ڈاکٹر بھی اچھا تھا۔
بڑا جوانمرد اور باہمت شخص تھا اور مجھسے نہایت التفات کے ساتھ پیش آتا تھا۔
اپنے وقت کا بے نظیر اور نہایت قابل افسر اور بلخ کی پوری فوج کا سپہ سالار تھا۔ فوجکی تعداد ۲۵۰۰۰
تھی جن مین پندرہ ہزار باقاعدہ تھی اور اوسمین سوار اور پیدل اور توپخانہ شامل
تھا۔ باقی ملیشیا[۱۵] کے سپاہی تھے۔ ازبک درانی اور کابلی۔ اسّی توپین تھین
جن مین سے بارہ سردار اکرم خان کی گورنری کے زمانہ مین کابل سے بھیجی گئی
تھین باقی میرے والد کی زیر نگرانی کابل مین بنی تھین۔ فوج کی نہایت اچھی
حالت تھی روز بلاناغہ قواعد سکھلائی جاتی تھی۔ ایک روز شیر محمد خان نے
والد سے درخواست کی کہ مجھے اونکے سپرد کردین تاکہ اپنی زندگی مین وہ مجھے اپنے
فن مین کامل تعلیم دیکین والد نے منظور کیا اور روز دو تین گھنٹہ اونکے پاس جانے کی
ہدایت کی جس سے اونکی غرض محض تعلیم ہی نہ تھی بلکہ یہ مقصود تھا کہ مجھے تضیع اوقات کا
موقع نہ ملے مین نے بسر و چشم قبول کیا اور خوشی سے جانے لگا۔ دو یا تین سال جراحی اور
فن جنگ سیکھنے مین گذرے۔ والد نے چند بندوق بنانے والے کابل سے بلا لئے تھے
اور میرے مکتب کے قریب ہی ایک کارخانہ کھولا تھا جہان مین دوپہر کے وقت سبق
ختم کرکے اپنے ہاتھ سے آہنگری سیکھتا تھا۔ اس طرح مین نے بندوق سازی سیکھی
اور پوری تین بندوقین اپنے ہاتھ سے تیار کین۔ یہ تینون میرے معلمون کی بنائی
ہوئی بندوقون سے بہتر خیال کی جاتی تھین۔ عبدالرحیم خان کو جس کا ذکر مین نے اوپر کیا
ہے یہ دیکھکر نہایت حسد و رشک ہوتا تھا اسلیے اوسنے میرے برخلاف سازش شروع کی

[۱۵] وہ قومی فوج جو ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی ہے۔ اور باقاعدہ فوج کی طرح سے اوسے
ہمیشہ فوجی خدمت نہین ادا کرنی پڑتی ہے۔

ایک دن والد سے کہدیا کہ میں نے شراب خواری اور گانجہ پینا شروع کیا ہے میں نے کبھی یہ کام نہیں
کئے تھے لیکن چونکہ میری عمر بہت تھوڑی تھی اور مجھے والد کے ہمیشہ ناراض ہونے سے
نہایت رنج ہوا کرتا تھا میں نے بلخ سے ہرات بھاگ جانے کا ارادہ کیا جہاں میرے
خسر رہا کرتے تھے۔ میں خفیہ طور پر سفر کی تیاریاں کر رہا تھا کہ میرے نوکروں نے والد کو خبر کر دی
اونہوں نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور جب ثابت ہو گیا کہ خبر صحیح تھی تو مجھے قید کر دیا اور
میرے سپاہی غلام اور نوکر سب مجھ سے علیحدہ کر دئے۔ میری اس حماقت کی وجہ سے جو الزام
عبدالرحیم نے مجھ پر لگائے تھے وہ بھی صحیح معلوم ہونے لگے پورے ایک سال میں جیلخانہ
میں بیڑیاں پہنکر رہا اور میری زندگی نہایت تلخ تھی۔

ابھی ایک سال کے بعد شیر محمد خان نے وفات پائی۔ عبدالرحیم کو امید تھی کہ اوسکی
جگہ اوسے ہی ملیگی لیکن والد بھی اوس سے مطلع ہو گئے تھے اور اسلئے اونہوں نے
توخی قبیلہ کے ایک معتبر اور آزمودہ کار کو سپہ سالار مقرر کیا اوسکا نام عبدالرؤف خان تھا
اور اوس کے والد جعفر خان ایک نہایت جوانمرد سپاہی قندہار کی لڑائی میں مارے گئے
تھے۔ وہ جعفر خان بھی انہیں کے بزرگوں میں سے تھے جو کہ شاہ حسام غلزئی والی
قندہار کے وزیر تھے۔ عبدالرؤف خان نے سپہ سالاری سے انکار کیا اور کہا کہ ایک سال
کی قید میرے بیٹے کے لئے کافی سزا تھی مجھے شیر محمد خان کی جگہ ملنی چاہئیے۔ والد نے اولاً اسے
منظور نہ کیا اور کہا کہ عبدالرؤف خان کے دماغ میں ضرور خلل ہے جو اونہوں نے اس قسم
کی تجویز پیش کی لیکن بہت سے اصرار کے بعد وہ راضی ہو گئے اور مجھے طلب کیا
میں سیدہا جیلخانہ سے بلا سر کے بال درست کئے یا منہ ہاتھ دہوئے اور بیڑیاں پہنے
ہوئے اوسی پوشاک میں جس میں کہ اونہوں نے مجھے آخیر مرتبہ دیکھا تھا والد کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی اون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا دو بہر تم کیوں ایسی

حرکتین کرتے ہو"، ہمین نے جواب دیا کہ دومین بالکل بے قصور ہون میری اس حالت مین ہونے کے باعث وہ لوگ ہین جو اپنے تئین آپکا بہی خواہ کہتے ہین" یہ کہہ ہی رہا تھا کہ عبدالرحیم دربار مین حاضر ہوا - اوسے دیکھکر مین نے کہا "یہی وہ دغا باز شخص ہے جسکی وجہ سے مجھے بیڑیان نصیب ہوئین - زمانہ بتلادے گا کہ یہ سچا ہے یا مین" یہ سنکر غصہ اور گھبراہٹ سے عبدالرحیم کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا لیکن کچھ کہہ نہ سکا - میرے والد نے تمام فوجی افسرون سے مخاطب ہوکر فرمایا "اس حواس باختہ بیٹے کو مین تمہارا سردار مقرر کرتا ہون" سب نے جواب دیا "درخانکرے کہ حضور کا بیٹا پاگل ہو - ہم خوب جانتے ہین کہ وہ نہایت عقلمند اور سمجھدار ہے - حضور پر بھی رفتہ رفتہ خود روشن ہوجائیگا اور یہ بھی ثابت ہوجائیگا کہ اوسے بدنام کرنے والے نمکحرام ہین" اسکے بعد والد نے مجھے رخصت کیا اور اوس نئی خدمت کے انجام دینے کی اجازت دی - مین خوشی سے پھولا نہ سمایا اور واپس آتے ہی حمام کو گیا - میرے ملازم بھی آپہونچے اور چارون طرف سے مبارکبادی کی صدا آنے لگی "

دوسرے دن مین نے فوج کا چارج لیا کارخانجات اور میگزینون کا معائنہ کیا جنرل امیر احمد خان کو جو توپخانہ کے افسر تھے اور بعدہٗ ہندوستان مین میرے سفیر ہوئے کارخانجات کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا اور محمد زمان خان کو میگزینون کا - سکندر خان (جو کچھ دن بعد روسیون اور والی بخارا کی لڑائی مین مارے گئے اور جنکے بھائی غلام حیدر[۵۱] اسوقت کابل مین کمانڈر انچیف ہین) اور اسی نام کا ایک دوسرا شخص جو بارکزئی تہا دونون پیدل فوج کے خاص افسر مقرر کیے مین خود صبح سے شام تک ہر محکمہ کا معائنہ کرتا تہا اور جو ترقیان ظہور پذیر ہوتی تہین اون کی اطلاع روزانہ والد کو دیتا تہا جس کیوجہ سے وہ مجھسے روز بروز زیادہ خوشنود ہوتے گئے - فوج مین ایسی اصلاح و ترمیم کی گئی کہ اس سے پیشتر اوسکی حالت کبھی ایسی اچھی نہ تھی اور نہ اوسکے

[۵۱] غلام حیدر خان نے ۱۳۱۶ھ مین وفات پائی -

بعد ایسی ہوئی۔ اسکا ایک باعث یہ ہے کہ آجکل کے افسر ضرورت سے زیادہ آرام طلب و آرام پسند ہیں امیر شیر علی کے زمانہ میں وہ رشوت لینے کے عادی تھے اور اپنے فرائض ادا کرنے سے غافل تھے لیکن اب جو تنخواہیں اونہیں ملتی ہیں اونپر اونہیں قانع ہونا چاہیے اور اپنا کام مستعدی اور خوبی سے کرنا چاہیے۔ ایک عقلمند شاعر نے سچ کہا ہے ؎

زنہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار

خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ میری رعیت میری نصیحت سے فائدہ اوٹھائیگی اور رفتہ رفتہ ضرور ترقی کرے گی۔

میری فوجی خدمات سے خوش ہوکر والد نے کل فوج کا پورا اختیار مجھکو عطا فرمایا اور صرف محاسبات و ملکی معاملات اپنے ہاتھ میں رکھے۔ تھوڑے دن بعد والد تاشقرغان تشریف لے گئے اور مین بھی معہ باڈی گارڈ ہمراہ گیا۔ جب وہان پہونچے تو میر اور میر اتالیق ایک خط اور تحائف لیکر حاضر ہوا۔ والد نے نہایت گرمجوشی سے ملاقات کی اور یہ پیغام دیکر اوسے بھائی کے پاس بھیجا کہ چونکہ تمہارا ملک دریائے جیحون کے کنارے پر ہے اور افغانستان سے بالکل ملحق ہے اس لیے لازم ہے کہ تم اپنے تئین بجائے بخارا کے دوست محمد جان امیر کابل کے زیر حفاظت سمجھو اور امیر کا خطبہ بھی پڑہو۔ امیر صاحب کا خطبہ پڑہنا گویا افغانستان کی توہین کرنا ہے۔ یہ پیغام سنکر میر اتالیق آگ ہوگیا اور اپنے بھائی سے اسعد ر ماراض ہوا۔ کہ اوسے قید کرنے کی کوشش کی وہ تاشقرغان کی طرف بھاگا لیکن میر اتالیق کے سوارون نے تعاقب کرکے ایک مقام پر جسے آبدان کہتے ہیں اوسے گرفتار کرلیا۔ یہ سنکر ہمنے اوسکی مدد کے لیے فوج بھیجی لیکن فوج پہونچنے سے پہلے ہی وہ قتل کردیا گیا تھا تاہم میر اتالیق کے سوارون کو شکست دیگئی اور اوسکے بھائی کی لاش لیکر فوج واپس آئی۔ اس شکست کی خبر سنکر میر اتالیق نے امیر مظفر شاہ بخارا

سے شکایت کی۔ امیر مظفر بعد وفات اپنے والد کے اوسی سال تخت نشین ہوئے تھے اور کسی بغاوت کے فرو کرنے کے لیے حصار مین مقیم تھے۔ میر اتالیق کی شکایت کو سنا اور ایک جھنڈا اور خیمہ دیکر فرمایا کہ جاؤ اپنے ملک مین اس خیمہ کو استادہ کرو اور اوسکے سامنے جھنڈا نصب کرو افغان خائف ہوجائینگے۔ اوس سادہ لوح مہر کو یقین ہوگیا کہ بس یہی کافی ہے اور قتاغان واپس آکر یہین دہمکی دی۔ والد نے اس معاملہ کی اطلاع اپنے امیر کو دی۔ حکم آیا کہ قتاغان پر فوج کشی کی جاے یہ حکم پاکر والد نے میرے چچا سردار اعظم خان گورنر کرم خوست کو لکھا کہ آکر ملاقات کرین اور مجھے مقام ہیبک تک اونکے استقبال کے لیے بھیجا۔

فوج کے قتاغان روانہ ہونے سے پہلے مین نے موسم بہار مین چھہ دن کی رخصت اس غرض سے لی کہ دیکھون تمام انتظام درست ہے یا نہین اس بارہ مین اپنی تشفی کرکے مین نے والد سے عرض کی کہ وہ خود بھی معائنہ کرلین اونھون نے میری درخواست منظور فرمائی اور میری کارروائی سے اسقدر خوش ہوئے کہ ایک مرصع پیٹی اور شمشیر مجھے عطا فرمائی اور ارشاد کیا "جاؤ خدا حافظ مین نے تمہین خدا کے سپرد کیا" مین نے اونکے ہاتھون کو بوسہ دیا اور دو روز بعد اپنے چچا اعظم خان کے ماتحت فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوکر وہان سے روانہ ہوا۔ تاشقرغان کے لوگ مجھے نہایت عزیز رکھتے تھے جب مین وہان پہونچا تو سبنے میرا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مین اپنی فوج کے ساتھہ نمازگاہ کے میدان مین خیمہ زن ہوا اور بطور اظہار شکر یہ عمائدین شہر کی دعوت کی۔ یہ لوگ میرے اور میری فوج کے بڑے وفادار خیر خواہ ثابت ہوئے۔ پندرہ دن بعد میرے چچا بھی مجھسے آکر ملے اور ہم دونون ہیبک روانہ ہوئے وہان پہونچکر تین روز قیام کیا اور سامان رسد و باربرداری کا انتظام کرکے قلعہ غوری کی طرف چلے جہان میر اتالیق کے سوار اور پیدل فوج

جمع تھی پانچ دن کے کوچ کے بعد قلعہ دکھلائی دیا - وہاں جاکر اور دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے میں نے اپنی بیس ہزار فوج معہ چالیس توپوں کے قلعہ کے سامنے صف آرا کی اور پھر ایک محفوظ مقام پر خیمے نصب کیے - سہپہر کے وقت بمراہی چند افسران میں نے قلعہ کا موقع ملاحظہ کیا توپیں وغیرہ نصب کرنے کے مقامات بتلائے اور مورچہ بندی کا حکم دیا ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ قلعہ کی خندق کی طرف سرنگیں لگائی جائیں اور رات کی رات صبح تک یہ کام ختم کر دیا جائے -

سہپہر کے وقت میر اتالیق چالیس ہزار سواروں کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر آیا اور اپنے قلعہ کے سپاہیوں کو دکھلایا تاکہ اونہیں ہمت ہو اور دلیری کے ساتھ ہمارا مقابلہ کریں -

— کیا اور اس سے پہلے کہ وہ ہمارے مورچوں پر حملہ کرتا میں نے دو ہزار سوار - بارہ چھپر باری توپیں اور چار پلٹن پیدل لیکر اوسکے عقب میں حملہ کیا - ہماری بھاری توپوں کے چلنے سے گو اس حملہ کی خبر نہ تھی - گھبرا کر اور یہ جاکر کہ میری فوج کس قدر کم تھی وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا - میں اپنی جائے قیام پر واپس آیا اور گیارہ بجے شب تک مورچوں کا معائنہ کرکے اور سفرمینا کو اپنی اپنی جگہ مستعد پاکر سونے کی تیاری کی - علی الصباح پھر آپنی فوج کو دیکھا اور دو ہزار جوان بطور ہراول کے بارہ میل کے فاصلہ پر بھیج دیئے تاکہ باربرداری کے جانوروں کی حفاظت کریں - دشمن کے اچانک حملہ کو روکیں اور اوسکی حرکات سے مجھے مطلع کریں - تین روز بعد خبر آئی کہ پندرہ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار سوار ایک مقام پر پوشیدہ تھے جو کہ چشمہ شیر کے نام سے مشہور ہے - انکا منشا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہماری باربرداری کے سامان پر حملہ کریں اسلیے میں نے فوراً غلام محمد خان یوسفزئی اور محمد عالم خان کو چار ہزار سوار اور دو توپیں دیکر اونکی طرف روانہ کیا - یہ دونوں اپنے کام میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ خفیف سی چھیڑ چھاڑ کے بعد اونہیں فتح حاصل ہوئی

اور دو ہزار قیدی ہاتھ آئے۔ باقی لغلان بھاگ گئے جہاں انکا امیر مقیم تھا۔
جب یہ خبر قتاغان ہونچی جہاں سے میر اتالیق صرف اٹھارہ میل دور تھا تو اوسکی ہمت
نے اوسے خیر باد کہا اور وہ قندز کی طرف چلا گیا۔ جو سوار مین نے چشمۂ شیر بھیجے تھے اون مین
سے ایک ہزار لغلان پر قابض رہے اور باقی خوشی خوشی اپنی خیمہ گاہ مین واپس آ گئے اونمین
سے بعضون کو جنہون نے کہ خصوصیت کے ساتھ لڑائی مین کارہاے نمایان کیے تھے
میرے عم بزرگوار نے انعام عطا فرمایا اور بعض کو خلعت۔
اوسی روز سہ پہر کے وقت مین نے مورچون کا معائنہ کیا اور اونکے پیچھے جا کر قلعہ کے
سپاہیون سے یون خطاب کیا ”تم لوگ مسلمان ہو اور مین بھی مسلمان ہون۔ تم نے دیکھ لیا
کہ تمہارے میر کو کیسی شکست ہوئی اسلیے اب یہ تمہاری حماقت کی دلیل ہوگی اگر تم میرے
ساتھی مسلمانون کو مارو اور وہ تمہین قتل کرین۔ قلعہ چھوڑ دو مین اس طرح کی شرائط کرون گا کہ تم
اونہین پسند کروگے“ اس کا اونہون نے جواب نہ دیا۔ شام کے وقت مین نے چند افسر
مامور کیے کہ علی الصباح اس طریقہ سے حملہ آور ہون۔ اولاً سکیلہ پر حملہ کرین۔ یہ مقام اندرونی
قلعہ کی خندق کے باہر تھا اور اوسکے چارون طرف بھی خندق تھی۔ اس حملہ سے پہلے بھاری
توپین طلوع آفتاب سے چلائی جائین تاکہ دشمن گھبرا جاے اور پھر اون کے رکتے ہی تھوڑے
تھوڑے سوار قلعہ کے مختلف حصون پر حملہ شروع کر دین تاکہ خاص مقام حملہ یعنی سکیلہ سے
دشمن بیخبر ہو جاے۔ بڑا حصہ فوج کا خاموشی کے ساتھ اوس مقام تک جاے اور پھر قلعہ کی
فصیلون پر چڑھکر نعرۂ ”دو یا چاریار“ بلند کرے۔ اس حکم کے مطابق صبح کو کارروائی کیگئی
دشمن کی فوج قلعہ کے باہر کے حصے سے اندر کی طرف بھاگی۔ اس اندرونی
قلعہ کے چارون طرف جو خندق تھی دس گز عمیق اور تیئیس گز وسیع تھی لیکن خوش قسمتی
سے پانی اس کا اس قدر صاف و شفاف تھا کہ میرے افسرون نے ایک بید کے

مشہوں کا پل جو سطح آب سے ایک گز نیچے بنا ہوا تھا دیکھ لیا اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے پانی میں کود پڑے اور پار ہو گئے۔ سپاہیوں نے بھی یہی کیا اور بازاروں پر قبضہ کر کے دیواروں میں سوراخ کیے اور قلعہ کے لوگوں پر بندوقیں باری شروع کی۔

ادہر یہ ہو رہا تھا ادہر میں نے قلعہ کے گورنر کو ایک خط لکھا کہ اگر تم ہتھیار رکھ دو تو میں تمہاری بوج کے جان و مال سے باز آؤنگا اور اوسے اپنی رعایا سمجھونگا یہ خط ایک قیدی کے ہاتھ بھیجکر میں نے تھوڑی دیر کے لیے لڑائی موقوف کرنے کا حکم دیا گورنر اور قلعہ کے دیگر خاص افسر خود باہر آئے اور صلح کی گفتگو شروع کی۔ میری شرائط کو منظور کر لیا اور قلعہ کے دروازے کھولدئے ایک کثیر التعداد جماعت لوگوں کی باہر آئی جن میں سے میں نے بہت سے آدمی اپنے چچا کی خدمت میں بھیجدئے۔ اونہوں نے سرداروں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار سے کم نہتی لیکن چونکہ میر آتالیق فن جنگ سے ناواقف تھا صرف دس دن کی رسد کا سامان مہیا کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اگر دس روز میں یہ حملہ نہ کیا ہوتا تو محصوراً ونہیں اطاعت قبول کرنی پڑتی۔ لیکن اون کے میر کا ظاہراً یہ خیال تھا کہ شاہ بخارا نے جو خیمہ اور جھنڈا عطا فرمایا تھا وہ ایک بڑی فوج کے زندہ رکھنے کے لیے کافی تھا خدا نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں!

میر اتالیق کے ساتھیوں کو ہمارا عمدہ سلوک دیکھکر خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا اس لیے کہ اونکے سرداروں نے افغانوں کی سنگدلی کے قصے سنا کر ہماری طرف سے نہایت بزظن کر دیا تھا۔ اب جو اونہیں ان غلط بیانیوں کی حقیقت معلوم ہوئی تو بہت سے اونمیں سے میر سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اتالیق صرف چند وفادار ہمراہیوں کے ساتھ تاشقان سے روانہ ہوا اور رستاق ہوتا ہوا ہوکر میر بڑے بدخشان کی عملداری میں

پناہ لی - یہ خبر سنکر ہم فوراً غوری سے ایبک اوسکی دار السلطنت کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر تمام ملک کے سرداروں کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کیے کہ ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کرینگے اور بعض کو اونمین سے خلعت بہی عطا کیئے - ہم نے گورنر اور قاضی وغیرہ بہی مقرر کیے اور اس سب انتظام کے بعد مین خان آباد پہونچا جا نکہ دریا کے کنارے ایک اونچے خطۂ زمین پر خیمہ زن ہوا اور دو پلٹن پیدل - ایک ہزار ملیشیا کے ازبک سوار پانچ سو افغان سوار - پانچ سو ملیشیا کے پیدل اور چھہ خچر باتری کی توپین - طالقان کی جانب روانہ کین - اس حصہ فوج کا سردار میرے چچا نے محمد امین خان پسر امیر دوست محمد خان اعظم کو مقرر کیا - دریاے بارگی پار کر کے یہ فوج طالقان پہونچگئی اور فوراً مورچہ بندی کر کے قلعہ کو مسمار کر دیا - مین اور عم بزرگوار خان آباد مین رہے اور جو انتظامات و تبدیلیان ایک تازہ مفتوحہ شہر مین ضروری ہوا کرتی ہین اونکے انصرام مین مشغول ہو گئے - ایک خاص تبدیلی یہ تہی کہ اپنے جد امجد کا نام خطبہ مین داخل کرایا -

تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ میر اتالیق اور میرہاے بدخشان کی ترغیب سے اندر آب و خوست کے باشندون نے بغاوت کی اور وہان کے گورنر پر حملہ کیا جسکی امداد کے لیے مین نے خان آباد سے چار ہزار سپاہی زیر حکم سردار محمد عمر وغیرہ روانہ کیے - میرے جد امجد نے بہی سردار محمد شریف خان کو کابل سے دو پلٹن اور ایک ہزار ملیشیا پیدل - ایک ہزار سوار اور چھہ توپون کے ہمراہ روانہ کیا - یہ دونون فوجین بمقام بزورہ ملگئین اور وہین باغیون کا مقابلہ کر کے اونکی اچھی طرح سرکوبی کی - اس لڑائی مین دشمن کے دو سو آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - اس فتح کے بعد کابل کی فوج کابل واپس گئی اور باقی خان آباد چلی آئی - صرف پانچ سو جوان گورنر اندر آب کی امداد کے لیے باقی رہے طالقان کی فتح کا حال سنکر میر اتالیق نے رستاق بہی چھوڑا اور دریاے جیحون پار کر کے کولاب

کے نزدیک ایک مقام پر جو سید کے نام سے مشہور ہے قیام پذیر ہوا۔ کولاب کا حاکم
اوس وقت میر سہراب بیگ تھا جس نے کچھ دن بعد شاہ بخارا سے شکست کھا کر اپنا ملک
چھوڑ دیا اور کابل آیا اور میرے دربار میں نہایت عزت حاصل کی چونکہ میر اتالیق کا رشتہ دار
تھا اس لیے میر کو دس ہزار سوار دیئے اور اسی قدر اہل بدخشان نے امداد کی۔ علاوہ برین
دو ہزار اپنے سپاہی میر اتالیق کے ساتھ تھے۔ اس بڑی فوج کو لے کر وہ میری خیمہ گاہ
کے قریب کے صوبون اور قلعجات حضرت امام و طالقان پر حملہ آور ہوا اور حصار رسد و باربرداری
کا سامان ہاتھ لگا لوٹ لے گیا۔ جن سوارون کو مین نے بطور ہراول کے مقرر کیا تھا اون
سے اور میر اتالیق کے سپاہیون سے اکثر مقابلہ ہو جاتا تھا اور دونوں جانب سو سو دو دو سو
آدمی مارے جاتے تھے۔ جو گرفتار ہو کر آتے تھے مین اونہین توپون سے اڑا دیتا تھا تین
سال یہ بغاوت رہی اور اس عرصہ مین پانچہزار آدمی اسی طرح توپون کے منہ چڑھے
علاوہ برین دس ہزار کے قریب میری فوج کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

اس بغاوت کے فرو کرنے مین ایک سال گذر گیا تو سردار امین خان نے لکھا کہ بدخشان
کے پندرہ ہزار خاندانوں کے مقابلہ کے لئے اونکے پاس کافی فوج نہ تھی اونکی کمک کے لیے
فوج بھیجی جاوے ورنہ اونہین پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اسکا جواب نہ آکر دو ملا وہان سے شان آباد روانہ
ہوئے۔ میرے چچا اور مجھ میں آپس مین مشورہ ہوا اور مین نے تحریک کی کہ اگر مین اون کی
جگہ بھیجا جاؤں تو انشاء اللہ تعالیٰ صرف چھ توپون اور پانچہزار سوارون سے ملک کو ٹھیک
کر دونگا۔ میرے چچا نے جواب دیا کہ یہ ایک مشکل کام ہے اور چونکہ ابھی تم بالکل بے ریش
ہو ممکن ہے کہ ہمت ہار جاؤ۔ مین نے جواب دیا کہ مین دکھلا دونگا کہ یہ کہاں تک صحیح ہے اور
اوسی روز روانہ ہو گیا۔ لمبے لمبے کوچ کرکے طالقان پہونچا۔ فوج مجھے دیکھکر خوش ہو گئی اور
سردار امین خان بھی راہ مین ملے۔ گو وہ میرے چچا تھے اور مجھ سے عمر مین بہت زیادہ تھی

لیکن چونکہ کم ہمت اور بزدل ثابت ہوئے تھے مین نے اون کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور سوائے اسکے کچھ نہ کہا کہ آپ نے ایسے مشہور شخص یعنی اپنے والد دوست محمد خان کے نام کو دھبہ لگایا۔

طالقان پہونچنے کے دو روز بعد رستاق اور بدخشان کے لوگون نے یوسف علی برادر میر شاہ فیض آبادی کی ترغیب سے دو یا تین ہزار سوار اس کام کے لیے مقرر کئے کہ میری خیمہ گاہ کے گرد و نواح مین تاخت و تاراج کرین۔ ان سوارون نے میری باربرداری اور رسد کے شتر و ٹٹووٗن پر جو کہ زیر حفاظت دو سو ملیشیا اور پچاس سوارون کے آرہے تھے یکبارگی حملہ کیا۔ میرے آدمیون نے مجھے اس واقعہ کی فوراً اطلاع دی اور حتی الامکان دشمن کا مقابلہ کیا۔ مین نے بھی سات سو سپاہی اون کی امداد کو بھیجے۔ دشمن کو شکست ہوئی اور تمام جانور بحفاظت واپس آگئے۔

دو روز بعد باغیون نے اون قریون پر حملہ کیا جو کہ ہنوز میری رفاقت کا دم بھرتے تھے مین نے پھر بہت سی فوج بھیجدی جس نے کہ اونہین منتشر کر دیا اور دس باغی اور دو سو گھوڑے گرفتار کیے۔

اس طرح تین مہینے گذر چکے تھے کہ ایک روز میرہا سے قتاغان کے ایک مذہبی پیشوا نے میری دعوت کی اور تین سو باقاعدہ اور دو سو ملیشیا سوار لیکر مین اونکے مکان پر گیا۔ میری خیمہ گاہ سے یہ مکان صرف دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ احتیاطاً مین نے سو سوار اس کام پر مقرر کیے کہ کسیقدر فاصلہ پر مکان کو گھیرے رہین اور اسکی خبر میرے میزبان کو مطلق نہوئی۔ تھوڑی گفتگو کے بعد دستر خوان بچھایا گیا لیکن ساتھ ہی میرے ایک سپاہی نے یہ خبر دی کہ اون سوارون پر دشمن کی جماعت کثیر نے حملہ کیا تھا اور وہ مجبوراً آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ مین نے فوراً اپنے میزبان اور اوس کے

بیٹوں کو گرفتار کر لیا اور اپنے آدمیوں کی مدد کے لیے روانہ ہوا - اوسی وقت ایک سوار
اپنی خیمہ گاہ بھیجکر ایک ہزار سوار - ایک پلٹن پیدل اور دو توپیں فوراً طلب کیں - اور حکم دیا
کہ پیدل اور توپیں سواروں کے پیچھے رہیں تاکہ دیر نہ ہو - مین نے یہ دیکھکر کہ باغیوں کی
فوج تخمیناً دس ہزار ہے اور ہماری طرف بڑھتی چلی آتی ہے اپنی تھوڑی سی فوج کے آٹھ
حصے کیے اور ہر حصہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر تعینات کیا - سب سے
بڑا حصہ اپنے ساتھ رکھا اور حکم دیا کہ اولاً پہلا حصہ گولی چلائے جب وہ گھر جائے جیسا کہ
مجھے امید تھی تو دوسرا حملہ کرے جب وہ بھی گھر جائے تو تیسرا بندوق بازی کرے یہانتک
کہ سب شریک جنگ ہو جائیں اس کے بعد مین اپنے حصہ فوج کے ساتھ تلواریں
کھینچ کر حملہ کرونگا -

اسی اثنا میں خیمہ گاہ سے کمک بھی آگئی اور مین نے فوراً حملہ کر دیا - باغی اسکی تاب
نہ لا سکے اور چونکہ اتنے حصوں کے ساتھ منقسم ہو کر لڑ رہے تھے اور تھک گئے تھے
ہلاک کثرت سے ہوئے اور اس سراسیمگی کے ساتھ کہ اپنے زخمیون کو بھی چھوڑ گئے - سو
باغی مارے گئے اور چار سو قید ہوئے - ہماری جانب صرف سو سپاہی کام آئے مین نے
اللہ کریم کا نہایت شکر ادا کیا کہ دشمن کی اتنی بڑی فوج پر ہمکو کامل فتح عطا فرمائی اور ہم
سب کے سب از حد خوش ہوئے - قیدیون مین وہاں بارہ رستاق کے سردار بھی تھے
میرے مقدس پیرلون کو نہایت سخت کلامی سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صرف
اوسی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے اس لیے کہ اوس نے ہمارے قتاغان کو
لکھا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ سردار فیج امامہ کی دعوت کرون اگر آپ کا بھی ارادہ اوس کے
باڈی گارڈ کو پسپا کرنے کے لیے بھیجیں تو اوسے گرفتار کرکے آپکے پاس روانہ کر دون -
سو کامیابی کی امید پر یہ سردار دس ہزار فوج کے ساتھ بیٹھے گئے تھے کہ مجھے گرفتار کر لیں لیکن خدا

گرفتار ہوگیے۔ بہت رات گئے مین اپنی خیمہ گاہ کو واپس آیا اور اپنے چچا کے پاس خان آباد
اس واقعہ کی اطلاع بہیجی۔ اور اس اپنے میزبان کو بہی بطور قیدی کے اون کے پاس روانہ
کیا۔ زخمیون کا اپنے ڈاکٹرون سے علاج کرایا اور جب اچھے ہوگیے تو بعض کو خلعت
عطا کئے اور بعض کو زادراہ و خرچ سفر دیکر رخصت کیا اور فہمایش کی کہ اپنے لوگون کو لوٹ
مار سے باز رکھین۔ ساتہہ ہی مین نے اون کے میر کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر لڑنے کا شوق
ہے تو میرے بہائی کے علانیہ جنگ آزمائی کر۔ یہ کیا کہ منافقانہ طور پر ایک شخص میرے
والد کے پاس تختہ پل روانہ کیا اور اونہین اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور ادہر متواتر بغاوت
کی ترغیب دیتے رہے۔ مین نے یہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر میرے والد نے بدخشان کی فتح
کا حکم دیا تو میر کی تمہاری یہ مجال نہین کہ چہہ گھنٹے بہی میرا مقابلہ کر سکے۔ قتاغان کے قیدیون کو
مین نے رہا نہ کیا لیکن اون کے رشتہ دارون کو جو ملک چہوڑ کر چلے گیے تہے اور شاہ بخارا
کی عملداری مین پناہ گزین ہوگے تہے اطلاع دیدی کہ اگر تم اپنے مکانون پر واپس نہ آؤ گے
تو سب قیدی قتل کر دیئے جائینگے۔ خود قیدیون سے مین نے خط لکہوائے کہ اپنے
دوستون کو بلاخوف واپس آنے پر آمادہ کرین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قتاغان کے چند ملّا وہان کے
لوگون کی طرف سے شرائط طے کرنے کے لیے آئے۔ مین نے قسم کہائی کہ اگر وہ لوگ
سلطنت افغانستان کے خلاف کوئی کارروائی نکرین اور صلح و آشتی کے ساتہہ وفادار
رعایا کی طرح رہین تو مین اونکے ساتہہ مثل اپنی رعایا کے سلوک کرونگا اور اون کے
حقوق کی حفاظت کرون گا۔ اس اطمینان کے بعد جب ملا واپس گیے تو سب کے
سب دو ہزار خاندان وطن واپس آئے اور بدستور سابق طالقان مین
بود و باش کرنے لگے۔

جو پیغام کہ مین نے بدخشان کے قیدیون کے ذریعہ سے میر یوسف علی کو بہیجا تہا

حملہ اول

اوسکا کوئی اثر نہ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی - چند ہفتہ کی صلح کے بعد
اوس نے میر قتاغان - میر کولاب اور اپنے بھائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اونکو اس امر پر
آمادہ کیا کہ ہمیں فتح پانیکا صرف ایک ذریعہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی اپنی فوج یکجا کر کے
ایک ساتھ دو مختلف مقامات طالقان اور جال پر حملہ کیا جاے - آخر الذکر مقام پر چار سو
پیدل - چار سو ملیشیا کے سپاہی - پانسو سوار اور دو خچر باتری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار
افسر سردار محمد عالم خان موجود تھین - دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تھی وہ یہ تھی - تھوڑے سے
سپاہی اطراف میں تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین دہوکہ ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن
کی نہیں ہے صرف چند لٹیرے ہین - ساتھ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے شب کے
وقت طالقان کے باغون میں پوشیدہ ہو رہین اور میر علی ولی میر اتالیق کا چچیرا بھائی
انکا سردار ہو - دوسرے روز علی الصباح اس بڑی جماعت کے سو جوان اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سوار نٹ لوٹ لیے ہو کہ چرنے کے لیے چھوڑ دیئے گئے تھے میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوارون کو پسپا کر تے اور آیندہ اونٹون کی حفاظت کے
لیے بھیجے - جب مجھے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو ہدایت کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کیے ہوے اتنے تھوڑے آدمی بھیجنا نامناسب تھا اس لیے
کہ صرف سو سپاہیون نے میرے ہراول کے اسقدر نزدیک آکر ہر کر اونٹون پر حملہ نکیا تھا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہوتی - اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلیے
تیار ہونے کا حکم دیا - میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلیے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکھلائی دیئے - یہ صرف ۱۶۰ الفرتھے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بھاگ آئے تھے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اونکے تعاقب میں بڑھتی چلی آتی تھی
میں نے اسقدر احتیاط پہلے سے کرلی تھی کہ اپنی توپین معہ دو سو پیدلون کے - ایک پہاڑی

اوسکا کوئی اثر۔ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی۔ چند ہفتہ کی صلح کے بعد
اوس نے میر قتاغان۔ میر کولاب اور اپنے بھائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اونکو اس امر پر
آمادہ کیا کہ تسخیر فتح یابیکا صرف ایک ذریعہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی اپنی فوج یکجا کر کے
ایک ساتھہ دو مختلف مقامات طالقان اور حیال پر حملہ کیا جائے۔ آخر الذکر مقام پر چار سو
پیدل۔ چار سو ملیشیا کے سپاہی۔ پانچسو سوار اور دو خچر باٹری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار
افسر سردار محمد عالم خان موجود تھین۔ دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تھی وہ یہ تھی۔ تھوڑے سے
سپاہی اطراف میں تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین دھوکہ ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن
کی ہمین سے صرف چند لٹیرے ہین۔ ساتھہ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے تب کے
وقت طالقان کے باغون میں پوشیدہ ہو رہین اور میر علی ولی میر اتالیق کا چچیرا بھائی
انکا سردار ہو۔ دوسرے روز علی الصباح اس بڑی جماعت کے سو جوان اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سوا اونٹ لوٹ لیے جو کہ چرنے کے لیے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوارون کو پسپا کرنے اور آیندہ اونٹون کی حفاظت کے
لیے بھیجے۔ جب مجھے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو فہمایش کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کیے ہوئے استنے تھوڑے آدمی بھیجنا نامناسب تھا اس لیے
کہ صرف سو سپاہیون نے میرے ہراول کے اسقدر نزدیک آکر ہرگز اونٹون پر حملہ کیا ہوتا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہوتی۔ اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلیے
تیار ہونے کا حکم دیا۔ میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلیے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکھلائی دیئے۔ یہ صرف ۱۶۰ افسر تھے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بھاگ آسکے تھے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اوسکے تعاقب مین بڑھتی چلی آتی تھی
مین نے اسقدر احتیاط پہلے سے کر لی تھی کہ اپنی توپیں معہ دو سو پیدلون کے ایک پہاڑی

اوسکا کوئی اثر نہ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی - چند ہفتہ کی صلح کے بعد
اوس نے میر قتاغان - میر کولاب اور اپنے بھائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اونکو اس امر پر
آمادہ کیا کہ مجھپر فتح پانیکا صرف ایک ذریعہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی فوج یکجا کرکے
ایک ساتھ دو مختلف مقامات طالقان اور چال پر حملہ کیا جائے - آخر الذکر مقام پر چار سو
پیدل - چار سو ملیشیا کے سپاہی - پانچسو سوار اور دو تیجر باتری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار
افسر سردار محمد عالم خان موجود تھین - دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تھی وہ یہ تھی - تھوڑے سے
سپاہی اطراف میں تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین دھوکہ ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن
کی میں ہے صرف چند لٹیرے ہین - ساتھ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے شب کے
وقت طالقان کے باغوں میں پوشیدہ ہو رہین اور میر علی دل میر اتالیق کا چچیرا بھائی
انکا سردار ہو - دوسرے روز علی الصباح اس بڑی جماعت کے سو جوان اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سو اونٹ لوٹ لیے جو کہ چرنے کے لیے چھوڑ دیئے گئے تھے - میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوارون کو پسپا کرنے اور آیندہ اونٹون کی حفاظت کے
لیے بھیجے - جب مجھے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو فہمایش کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کیے ہوئے اتنے تھوڑے آدمی بھیجنا نامناسب تھا اس لیے
کہ صرف سو سپاہیون نے میرے ہراول کے اسقدر نزدیک آکر ہر گز اونٹون پر حملہ نہ کیا ہوتا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہ ہوتی - اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلئے
تیار ہونے کا حکم دیا - میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلیے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکھلائی دیئے - یہ صرف ۱۲۰ الفر تھے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بھاگ آئے تھے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اونکے تعاقب میں بڑھتی چلی آتی تھی
مین نے اسقدر احتیاط پہلے سے کر لی تھی کہ اپنی توپین مع دو سو پیدلون کے ایک پہاڑی

کی چوٹی پر جوارتہ بز کہلاتی تھی نصب کردی تھین اور توپچیون کو ہدایت کردی تھی کہ جبتک حکم نہ دیا جاے فیر نہ کرین - علاوہ برین ایک ہزار پیدل دشمن کے میمنہ اور پانچسو میسرہ پر مقرر کیے اور بقیہ پیدل اور سوارون کے ساتھہ مورچون کے باہر مین نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ جسوقت کہ گھمسان لڑائی ہورہی تھی اور نہایت کشمکش تھی مین نے توپین دشمن کے عقب مین نصب کین اور جو سپاہی کہ میمنہ و میسرہ پر تعینات کیے تھے اونہین بندوق بازی کا حکم دیا اور خود سامنے زور سے حملہ کیا - دشمن کو میری فوج کی تعداد معلوم نہ تھی اوسکی فوج نے جو دیکھا کہ چارون طرف سے گولیان اور گولے برسنے لگے تو گھبراکر اوسکے پیر اوکھڑ گیے اور مڑی لیکن پیچھے میرے توپچی موجود تھے - یہ دیکھکر مین نے سوارون کو جوش دلایا اور پھر ایک اور حملہ کیا جس سے کہ دشمن کی صفین ہٹ گئین اور اوسے پوری شکست ہوئی یہ لڑائی نو گھنٹے رہی تین ہزار باغی قتل ہوئے اور میری جانب سو جوان کام آئے اور تیرہ زخمی ہوے - کچھہ قیدی اور پانچہزار گھوڑے ہاتھہ آئے - مین نے حکم دیا کہ باغیان مقتولین کے سرکاٹکر اون سے ایک مینار بنایا جاے تاکہ جو زندہ تھے اونکے دل مین دہشت ہو - اسکے بعد اس عظیم الشان فتح کی خوشخبری مین نے اپنے چچا کو دی اور اپنی کامیابی پر اونہین مبارکباد بہی دی -

چیال کے باغیون کی تعداد صرف بارہ ہزار تہی اسلیئے اونہون نے صرف خفیف سا مقابلہ کیا - میر بابا بیگ اور میر سلطان مراد اون کی کمان مین تھے - تھوڑی سی چھیڑ چہاڑ کے بعد وہ پراگندہ ہو گئے اور اپنے زخمیون کو لے کر بھاگ گیے - تاہم سو آدمی اون کے کھیت رہے - میر بابا بیگ گھوڑے سے گرا جس سے اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن اوسکے ساتھی اوسے اوٹھا لے گیے - اس نمایان فتح کے بعد میر بابا ے بدخشان کو یقین ہو گیا کہ میدان مین آکر تربیت یافتہ افغانی فوج کے مقابلہ کی اون مین طاقت نہ تھی اور اگر

کچھ کرسکتے تھے تو صرف اسقدر کہ لوٹ مار اور دغا بازی سے کام لیں۔
اسی درمیان میں امیر مظفر شاہ بخارا کو یہ دریافت کرنے کی خواہش ہوئی کہ افاغنہ اہل
بدخشان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور اس غرض سے دریاے جیحون
پار کرکے وہ چارہ کار میں مقیم ہوئے۔ میرے والد کے پاس صرف ساڑھے دس ہزار
فوج اور باقی تھی اور چونکہ شاہ مظفر کی طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اسلیے اونھوں نے
میرے چچا کو لکھا کہ بیس ہزار فوج جو اون کے پاس تھی اوسمیں سے بارہ ہزار جرخی سپاہی اپنے
پاس رہنے دیں اور باقی آٹھ ہزار مجھے دیکر اون کی امداد کے لیے روانہ کریں۔ اس فوج سے
ملک کی حفاظت بھی ہوسکے گی اور غنیم کے مقابلہ کے لیے بھی کافی ہوگی۔ یہ خوف بھی لگا ہوا
تھا کہ ازبک قطغن کے لوگ جو ہماری رعایا میں سے تھے کہیں بغاوت پر آمادہ نہو جائیں اس لیے
کہ شاہ بخارا بھی اسی فرقہ سے تھے۔ میرے چچا صاحب جنھیں ترکستان کے حالات سے بہت
کم واقفیت تھی یہ حالات دیکھکر گھبرا گئے اور مجھے لکھا کہ طالقان چھوڑ دو اور فوج لیکر خان آباد
روانہ ہو۔ مین نے جواب دیا کہ بہتر ہوگا کہ مین صرف اس قسم کا انتظام کر رکھوں کہ اگر ضرورت ہو تو
فوراً روانہ ہو جاؤں ورنہ ایک نو مفتوحہ ملک کو جو اتنی مصیبتوں سے حاصل ہوا تھا بلا کسی
قسم کی فوج وہاں رکھے ہوئے چھوڑ دینا نامناسب ہوگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نہ مانی
اور دوبارہ لکھا کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔ سواے حکم بجالانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا اسلیے دوسرے
روز علی الصباح تمام فوج کے ساتھ میں نے کوچ کیا۔ گولہ بارود کے لیجانے کے لیے میرے
پاس کافی تعداد باربرداری کے جانوروں کی نہ تھی اس لیے جو سامان کہ بچ رہا وہ سب پیدل
اور سواروں میں تقسیم کردیا کہ ہر شخص تھوڑا تھوڑا ساتھ لے چلے۔ میرا یہ خیال کرکے کہ راہ میں
پوری فوج کو رسد پہونچانے میں بہی وقت ہوگی میں نے سو سواروں کو حکم دیا کہ جاکر
لوٹ مار کریں اور اہل ارتہ قرغہ کے پندرہ ہزار بھیڑوں کے گلے سے جتنی بھیڑیں پکڑ سکیں

لے آئین۔

اسکے بعد مین نے فوج کے تین حصے کیے۔ ہراول پر سردار شمس الدین خان پسر سردار امین محمد خان کو افسر مقرر کیا۔ ملیشیا۔ پیدل اور سوارون کے ایک حصہ کو معہ چار توپون کے قلب فوج قرار دیا اور تیسرا حصہ پورے توپخانہ بقیہ پیدل اور ایک ثلث سوارون کے ساتھ پیچھے رہا۔ جو سہ سوار بیٹرین لانے کے لیے بھیجے گئے تھے خواجہ جنگل نامی گانون مین مجھسے آکر ملے۔ اہل طالقان کو ہمارے یکایک چلے آنے سے ہمت ہوئی اور اونکے پانچ چھ ہزار سوار ہمارے پیچھے آئے لیکن اتنا دل نہ تھا کہ حملہ کرتے۔ بہرحال اونکی اس حرکت کو روکنے کی مین نے یہ تدبیر کی کہ ایک پلٹن ایک مقام پر سڑک کے کنارہ چھپا دی اور حکم دیا کہ جب باغی اوس جگہہ سے گذرین تو اون پر گولیان برسائین۔ ایسا ہی کیا گیا اور بندوقون کی آواز سنتے ہی میری فوج نے بھی مڑکر باغیون پر سامنے سے حملہ کیا۔ اس دوہرے حملہ سے دشمن کی فوج بالکل حواس باختہ ہوگئی اور نہایت سراسیمگی سے سوار ادہر اودہر بھاگنے لگے حتی کہ ہماری گولیون سے بچنے کے لیے بعض دریا مین کود پڑے اور بعض پہاڑیون کی چوٹیون پر چڑھ گئے۔ تقریباً چار سو آدمی دشمن کے ضائع ہوئے۔

ہم نے بلاکسی قسم کی مزاحمت کے بہر خان آباد کی راہ لی۔ شب کے وقت دریا عبور کرتے ہوئے ہماری ایک توپ پانی مین گر پڑی۔ چونکہ سپاہی اوسے برآمد نکرسکے مین گھوڑے سے اوترا اور تھوڑے آدمیون کی مدد سے توپ کنارہ تک لے آیا۔ میرے کپڑے بالکل تر ہوگئے اور مین اونہین تبدیل بھی نکرسکا لیکن سپاہیون نے جنگل مین آگ لگاکر اپنے کپڑے خشک کرلیے۔ دو بجے کے قریب جبکہ خان آباد بہت نزدیک رہگیا تھا ہمکو گولیون کی آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہان چچا صاحب خیمہ زن تھے اودہر سے آتی ہے سردار شمس الدین خان نے راے دی کہ یہ ازبک سوارون کی بندوقون کی آواز ہے اور

اونہوں نے چچا صاحب کی فوج کو صرور پسپا کر دیا ہے اسلیے ہمارے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ کابل کی طرف بہاگ چلیں۔ میں نے جواب دیا کہ سنہ [illegible]ھ میں جو انگریزوں سے لڑائی ہوئی تھی اوسمیں جس جوانمردی اور شجاعت سے تم نے کام لیا تہا اوس کی اکثر تعریف میں نے لوگوں سے سنی ہے اسوقت وہ بہادری کیا ہوئی؟ یہ سنکر وہ خاموش ہو گیے اور کچھہ جواب نہ دیا۔ میں نے چند سوار اپنے چچا کی طرف روانہ کیے اور کہلا بہیجا کہ بندوق باری کی آواز آپ کی طرف سے آئی ہے اسلیے جہاں میں ہوں وہیں قیام کرونگا لیکن اگر آپکا منشا ہو تو جہاں حکم ہو وہاں لڑنے کے لیے مستعد ہوں ایک گھنٹہ بعد ایک سوار گھوڑا دوڑاتا نظر آیا اور آکر بیان کیا کہ میرے چچا صاحب نے خود بندوقیں چلانے کا حکم اس لیے دیا تہا کہ شاہ بخارا کے لشکر سے دریاے جیحون اوس پار بہاگ جانے کی خوشی منائی جائے۔

یہ واقعہ اسطرح پیش آیا تہا کہ میرے والد کا ایک ملازم غلام علی خان جو نہایت تجربہ کار اور شجاع شخص تہا اور میدان جنگ میں شیر ببر کی طرح لڑا کرتا تہا دریاے جیحون کی خاص سرحد کی متعلق چوکیوں کی نگہبانی کے لیے مامور تہا اور تیرہ شہر کی تین شہروں کا گورنر بہی تہا۔ اتفاقًا کرکی اور بساہ سرحدی چوکیوں کے معائنہ کے لیے گیا جہاں کہ شاہ بخارا کے دو ہزار سوار اوسے دکھلائی دیے۔ اوسنے فورًا گولی چلائی اور خفیف سی لڑائی کے بعد دشمن بہاگ گیے جہاں کہ امیر مظفر مقیم تہا۔ یہ کیفیت دیکھکر خود امیر نے بہی بخارا کی راہ لی اور بہت سا اسباب اور خیمے پیچھے چھوڑ گیا۔ یہ تمام مال غلام علی کے ہاتھہ لگا۔ اوس نے اسباب تو مال غنیمت کی طرح فوج میں تقسیم کر دیا اور شاہ کے خیمے میرے والد کے پاس بہیجدیے یہ خوشخبری سنکر میں فورًا روانہ ہو گیا اور مقام مقصود پر پہونچکر چچا صاحب کو اونکی اور اپنی دونوں کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ دوسرے دن اون سے اجازت لیکر دو پلٹن پیدل

ایک رجمنٹ سوار دو توپین اور پانچ سو لیٹ یا کے سپاہی طالقان بھیجے تاکہ وہان کے باشندون کو معلوم ہو جائے کہ اون کے شہر سے ہم دست بردار نہین ہو گئے ہین اور کہلا بھیجا کہ اگر بدخشان کے لوگون نے پھر گستاخی کی تو مین فوراً زیادہ فوج لے کر وہان پہونچونگا۔

مین خان آباد مقیم رہا اور فوج جسے پانچ مہینے سے نہین دیکھا تھا اوسکی درستی مین مصروف رہا جب اہل طالقان نے دیکھا کہ فوج واپس گئی اور ہماری حکومت سے کسی طرح نہین بچ سکتے تو اونہون نے میر شاد کی چچیری بہن میرے چچا کے عقد مین پیش کی اور ان بزرگوار نے اوسے بخوشی قبول کر لیا۔ مین اس شادی کے سخت خلاف تھا اور جو خراب نتائج اس قسم کے دغا بازون سے تعلق پیدا کرنے سے ظہور پذیر ہوتے ہین اونکو اپنے چچا صاحب کے روبرو بصراحت و بدلائل بیان کیا اور گزارش کی کہ لڑکر بدخشان فتح کرنیکی اجازت دیجئے تاکہ ایسے بیٹے اعتبار دشمن سے جو محض ظاہر ا ہمارا دم بھرتا ہے نجات ملے ورنہ ہمیشہ کانٹے کی طرح وہ ہمارے جسم مین کھٹکا کریگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نہ مانی اور اپنی نسبت کی شیرینی نوش فرمائی۔

میر بدخشان نے جو دیکھا کہ معاملات نے یہ صورت پکڑی تو خوش ہوکر ایک نہایت مفسد پرداز شخص میر یوسف کو بہت سے تحائف کے ساتھ میرے چچا کی خدمت مین بھیجا اور وفاداری کے عہد و پیمان و وعدے کیے۔ ساتھ ہی میر یوسف نے کچھ اس قسم کی چکنی باتین کین کہ ملک فتح کرنے کے جو ارادے چچا صاحب کے دل مین تھے وہ سب تبدیل ہو گیے۔ اسی موقع پر میری والدہ نے یہ دیکھکر کہ ملک مین اب امن ہے والد سے میرے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور بلانے کی اجازت چاہی۔ اونہون نے منظور کیا اور مجھے لکھا کہ تختہ پل جاکر قدمبوسی حاصل کرو۔ لہذا فوج کو کرنیلون اور دیگر افسرون کے ماتحت چھوڑکر مین چار سو سوارون کے ساتھ روانہ ہوا۔ راہ مین تاشقرغان

قیام کیا اور وہان سے حضرت سلطان الاولیا کے متدس مزار کی زیارت کے لیے گیا۔
اوسکے آستانہ پر جبہ فرسائی کی تاکہ اوس مزار کی روشنی سے میری آنکھون میں روشنی آئے
اور اوسکی پاک روح کی مدد سے میرے دل کو تقویت و تسکین ہو اوسکے بعد میں تخت پل
روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر والدین کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ مجھے دیکھنے کی خوشی میں اونھون نے
خوب خیرات کی اور میرے دیگر اعزا نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔
دوسرے دن میں نے میگزینوں۔ کارخانہ جات اور دیگر سامان حرب کے ذخیرون
کا معائنہ کیا اور سب کو درست اور اچھی حالت میں پایا ہر ایک کارخانہ کے داروغہ کی تنخواہ
بڑہائی اور اچھے چال چلن والے کو خلعت دیئے۔ اپنی قتاغان کی فوج کے لیے جتنے خیمون
اور دیگر چیزوں کی ضرورت تھی اوسکی تیاری کا حکم انہیں کارخانون میں دیا اور ایک ماہ سے
کم ہی مین وہ سب اشیا بہیج بھی دی گئین۔
ایک سال تک تحصیل کی فوج کا انتظام میرے سپرد رہا۔ بعد اوسکے موسم بہار مین
مین قتاغان روانہ ہوا۔ راہ مین جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا ہی ضروری ہے
عرو بنار تامی ایک مقام پر ہم فروکش ہوئے تہے اور جانورون کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا
تہا۔ میں ہوا خوری کے لیے پہاڑیوں کی طرف چلا گیا تہا جہان کہ ہمارے جانور چر رہے تھے
اور اپنے سپاہیون سے علیحدہ ہوگیا تہا کہ ایک شتر نے مجہپر حملہ کیا۔ میرے پاس اوسوقت
کوئی ہتھیار سوائے ایک پیش قبض کے نہ تہا اسلیے میں نے ایک بہت بڑے پتھر کے
چارو نطرف گہومنا شروع کیا۔ اونٹ بھی میرے پیچھے اوسی طرح آتا گہوما کہ قریب تہا کہ مین
تھک کر گر جاؤں۔ اودہر سپاہیوں کا بھی پتہ نہ تہا مجبوراً جان بچانے کے لیے مین شتر کے
سامنے کھڑا ہوگیا اور ایک بڑا پتھر اوٹھا کر اپنی پوری طاقت سے اوسکے کان پر مارا جسکے
صدمہ سے وہ پیرون کے بل گرا۔ کھڑا ہونے پایا تہا کہ پیش قبض نکال مین نے اوسکا

گلا کاٹ دیا اور میرے تمام کپڑے اوسکے خون سے رنگ گئے۔ اوسے اپنے روبرو مرتا دیکھ اور نیز اس وجہ سے کہ مین بہت خستہ ہوگیا تہا مجھے غش آگیا اور قریب ایک گھنٹہ کے مین بیہوش رہا جب مجھے ہوش آیا تو شتر کو مردہ پاکر نہایت خوش ہوا۔ میرے نوکرون نے جو اتنی دیر تک میری خبر نہ لی مین نے اسکی سزا یہ دی کہ ہر ایک کو اونمین سے تیس درے لگانے کا حکم دیا اور آیندہ کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ اگر کسی خاص کام کے لیے اپنے باڈی گارڈ سے تہوڑی دیر کے لیے علیحدہ بہی ہوجاؤن تب بہی دو یا تین معتبر اشخاص میرے قریب رہین۔ سچ ہے دنیا خطرون سے پُر ہے۔

قتاغان کی فوج مجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی۔ سپاہیون کو مین نے والد کا یہ پیغام پہونچا دیا کہ وہ اونہین اپنے بیٹون کی طرح سمجھتے تہے اور اوتنا ہی عزیز رکھتے تہے جتنا کہ محمد عبدالرحمن کو۔ یہ سنکر سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور کہا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے اس بزرگ سردار محمد افضل خان پر جان نثار کرنے کے لیے مستعد ہے۔ چچا صاحب کو بہی والد کا سلام اور کلمات شوق سنائے اور اوسکے بعد مکان واپس آیا جہانکہ فوج نے میرے لیے کہانے کا انتظام کیا تہا۔ کہانے سے فارغ ہونے کے بعد آتش بازی بہی چہوڑی گئی۔ دوسرے دن مین نے حسب معمول میگزین اور توپخانہ وغیرہ کا معائنہ کیا اور سب انتظام درست پاکر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔ اوسکے ایک روز بعد حکم دیا کہ تمام فوج ملاحظہ کے لیے جمع ہو اور قواعد کرے۔

ایک ہفتے بعد مین طالقان گیا اور فوج کو نہایت اچہی حالت مین پایا۔ میر ہائے بدخشان نے میرے جانے کی خبر پاکر چہہ خوبصورت کم عمر غلام۔ نو گہوڑے نقرئی ساز اور زین کے ساتہہ۔ نو مشکیزہ شہد۔ پانچ شکرے اور دو تازی کتے بطور تحفہ کے بہیجے۔ اس کے جواب مین مین نے بہی خلعت اور دیگر تحائف بہیجے اور ایک خط بہی لکہا جسمین یاد دلایا کہ جنیر

مرتبہ جو میں طالقان میں تھا تو آپ نے وعدہ کیا تھا کہ عید سعادت رجب میں ایک پکھراج۔ ایک سنگ سلیمانی۔ ایک لاجورد و پانچ سو روپے کی تھیں مجھے قبضہ دیدینگے لیکن چچا صاحب سے بعد دریافت معلوم ہوا کہ ہنوز ہمارا قبضہ نہیں ہوا ہے۔ میرا خط پاکر انہوں نے مجھے قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی جس پر مین نے فوراً عمل کیا اور دیگر تحائف کے ساتھ اپنے والد کی خدمت میں چند بیش قیمت جواہرات بھی ارسال کیے۔

اس کے بعد دو سال تک کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا لیکن اس مدت کے اختتام پر والد نے چچا صاحب کو واپس بلا لیا اور اپنے چھیرے بھائی سردار عبد الغیاث خان کو انکی جگہ گورنر مقرر کیا۔ میرے چچا تھوڑے دن کابل مین رہے بعد کو اپنے علاقجات واقعہ کرم کو روانہ ہوگئے۔ راہ مین مجھسے بمقام تتوری ان سے ملاقات ہوئی اسی مقام پر مجھے والد کا نامہ ملا جس مین مجھے ہیبک بلایا تھا اور وہان سے اپنے ہمراہ بلخ لیجانے کے لیے بھی لکھا تھا۔ لہذا خان آباد کے افسروں کو فوج کی نگرانی کے متعلق مناسب ہدایتین کر کے مین ہیبک پہنچا۔ والد کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور دونون تخت پل روانہ ہوگئے جہان کہ پورا موسم سرما بسر کیا۔

موسم بہار میں عین نوروز کے دن عبد الغیاث خان نے وبائی عارضہ سے قضا کی اور ہرات مین بھی بلوہ ہوا۔ سردار سلطان احمد خان میرے دادا کے بھتیجے اور ایک افسر شاہ ایران کا یہ دونون اوسوقت وہان کے گورنر تھے۔ سلطان احمد خان کی وجہ سے صوبہ قندہار مین بھی بغاوت ہو چکی تھی اسلیے میرے دادا دوست محمد خان میرے چچا کے ساتھ اوسکی سرکوبی کو روانہ ہوگئے۔ کئی مہینے تک قلعہ ہرات کا محاصرہ کیا اور اسی مین جبکہ ہم

ف ان کے بیٹے سردار رشید خان کو ۱۸۹۷ء میں میرے جلال آباد کا گورنر مقرر کیا تھا لیکن ظلم پرستی کی وجہ سے وہ موقوف کیا گیا۔

بلخ میں تھے ہمیں فتح فرح (ہرات میں ایک مقام ہے) کی خوشخبری ملی - بعد ازاں اسے شکرانہ
والد نے مجھے فوج کا سردار مقرر کرکے خان آباد بھیجا جہاں کہ ملک کی حالت میں نے نہایت
خراب پائی - ہر شہر کا گورنر اپنے ضلع کی محاصل خود کہا بیٹھا تہا اور سردار عبدالغیاث خان کو اسکی
مطلق خبر نہ ہوئی - بات یہ تہی کہ سردار مرحوم طبابت میں اپنا وقت زیادہ صرف کرتے
تھے اور گورنری کا مادہ اونمیں نہ تہا اور ایسے بزدل و کم ہمت تہے کہ میر بدخشان کی دہمکیون
سے ڈر کر ایک مرتبہ ایک چور کو جسکو مناسب سزا سے قید دیگئی تہی رہا کر دیا - اس میر کا نام
میر شاہ تہا جو کہ مرچکا تہا اور جسکی جگہہ اوسکا لڑکا میر جہاندار شاہ حکمران تہا - میرے خان آباد جانے
کے ایکسال پہلے میر یوسف علی برادر میر شاہ کو اوسکے بھتیجے میر شاہ سید نے مار ڈالا تہا اور جہاندار شاہ
کو حکومت ملی تہی حالانکہ وہ کسی قدر دیوانہ افیونی اور دایم الخمر تھا - میر بابا بیگ خان والی
قشم (جسکا باپ دونون بہائیون سے پہلے مرچکا تہا) میر شاہ کی بیوہ پر عاشق ہوا لیکن جب
اونکی نسبت کا اعلان کیا گیا تو جہاندار شاہ نہایت غضبناک ہوا - قشم پر حملہ کرکے بابا بیگ
کو قید کر لیا اور اپنی سوتیلی ماں سے فخریہ طور پر خود نکاح کر لیا - لیکن اسکے تہوڑے ہی عرصہ
بعد اور میرے یہہ پہنچنے کے کچھہ پہلے میر بابا بیگ قید سے بہاگ کر خان آباد چلا آیا - علاوہ
ان معاملات کے مجھے معلوم ہوا کہ سپاہیون کو گذشتہ سال کے آٹھہ مہینے اور اس سال کے
چار مہینے کی تنخواہ نہیں ملی تہی اسلیے سب سے پہلا کام جو مین نے کیا وہ یہہ تہا کہ جس قدر
روپیہ گورنرون کے پاس محاصل وغیرہ کا تہا اوسے جمع کیا اور سپاہیون کو تنخواہیں دیں - میرے
چچا کی فوج کے چار سو سوار اور دو پلٹنون کے افسر بہی خان آباد میں مقیم تہے اور سردار مرحوم
کی بے پروائی سے فائدہ اوٹہا کر بہت سا روپیہ وصول کرکے اپنے صرف میں لائے تہے
چونکہ میرے جانے سے اونکی بے اعتدالیاں موقوف ہوگئیں اسلیے وہ میرے مخالف
بن گئے اور اس طرح انتقام لینے کی کوشش کی کہ اولاً فوج کو بغاوت کرنے اور کابل

چلے جانے کی ترغیب دی۔ میر عزیز پسر حبیب اللہ خان جو اوسوقت خان آباد مین تہا۔ اوسکی
عمر صرف گیارہ سال تہی اپنے والد کی فوج کا برائے نام سردار تہا اور بالکل اپنے معلموں اور
محافظوں کے کہنے میں تہا جو متذکرہ بالا پلٹنوں کے افسرون سے ملے ہوئے تہے
ان شخصوں نے سپاہیوں کو یہ بات ذہن نشین کرائی کہ ملک اونکے آقا کا تہا اور حبیب الرحمن
کی اطاعت کرنا سراسر حماقت تہی اسلیئے بہتر یہ تہا کہ سب کے سب اپنے اصلی آقا کے
بیٹے یعنی امیر عزیز کے ساتہہ کابل چلے جائیں۔

جاہل سپاہیون کے دلوں پر اسکا بہت کچہہ اثر ہوا اور بدقسمتی سے اوسی زمانہ مین میرے
دادا کی وفات کی خبر آئی اس خبر کو سکر اونمین اور ہمت ہوئی اور دونون پلٹنوں کے
سپاہیون اور رسالے نے میرا مکان گہیر لیا اور بڑے بڑے پتہرون سے دروازہ توڑنے
کی کوشش کی۔ اوسوقت میری فوج برآمد ہوئی اور باغیون کو منتشر کردیا۔ وہ سب کابل
چلے گئے لیکن اونکے بے ایمان افسر جنکے بہکانے سے اونکی یہ حالت ہوئی تہی وہین
رہے۔ تین روز کے انتظار کے بعد سپاہیون نے بہی ہمت ہاردی اور مجہے خط لکہکر
اپنے قصور کی معافی چاہی اور بیان کیا کہ افسروں نے ہمین بہکایا تہا۔ مین نے جواب
میں اون لوگوں کا نام پوچہا جنہون نے اونکو بغاوت پر آمادہ کیا تہا اور وعدہ کیا کہ سوائے
اون فتنہ پردازون کے سب کو معاف کردونگا۔ لیکن اگر اونہون نے نام نہ بتائے تو مجہے
اونکی کوئی ضرورت نہ تہی اگر دل چاہے تو کابل چلے جائین۔ اسپر اونہون نے ایک فہرست
بہیجی جسمین آٹہہ کپتان اور چہوٹے افسرون اور فوج کے چند سردارون کے نام تہے اور
محمد عزیز کے معلم اور محافظین بہی شریک تہے جنہون نے کلام اللہ اوٹہایا تہا کہ میرے
خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائینگے۔ یہ جواب پاکر میں نے سپاہیوں کا قصور معاف
کردیا آٹہہ کپتانوں کو توپ کے منہ پر اڑوادیا اور سردارون کو موقوف کردیا اسلیئے کہ وہ میرے

چچا صاحب کے مدد گار رہ چکے تھے۔ الغرض کہ اوس وقت تو ملک مین امن وامان ہوگیا۔

میرے دادا کی وفات کی خبر پاتے ہی میرانالیوں نے اپنے بیٹے سلطان مراد خان کو قتاغان بھیجا کہ لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرے۔ مین نے ایک بڑی فوج یعنی تین پلٹن پیدل۔ بارہ توپین۔ ایک ہزار سوار اور دو ہزار ملیشیا کے پیدل زیر حکم سردار محمد عالم و سردار غلام خان باغیوں کی سرکوبی کے لیے مقرر کیے۔ میرا ارادہ تہا کہ شور آب کی راہ سے بمقام تارین دشمن سے مقابلہ کرون۔ بدقسمتی سے ابتداے جنگ مین ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا اور وہ یہ تہا کہ سردار عالم کی عادت تھی کہ سو سوارون کے ساتہہ اپنی فوج کے آگے رہا کرتے تھے۔ بارہا اونہین فہمایش کی گئی تھی کہ سردار کو اس طرح اپنے تئین دشمن کا نشانہ بنانا سراسر عاقبت اندیشی ہے لیکن وہ باز نہ آئے۔ ایک روز دو ہزار قتاغان کے سوارون نے جو کہ پہاڑیون کی آڑ مین چھپے ہوئے تھے نکلکر ایکبارگی حملہ کیا۔ عالم کے ساتھی باغیون کی زیادہ تعداد دیکہکر بہاگ کہڑے ہوئے لیکن خود عالم جسے پشت دکہلانے کی عادت نہ تھی معہ چند باہمت ہمراہیون کے کہڑا ہوگیا اور اوسوقت تک لڑا کہ وہ اور اُسکے ہمراہی سب قتل ہوگئے۔ جب یہ خبر مجھے ملی تو مین نے فوراً سوارون کا ایک دستہ بہیجدیا اور باغی ابہی سردار کی لاش لے جانے نہین پائے تہے کہ وہ پہنچگیا اور سخت لڑائی کے بعد اونہین شکست دی۔ باغی تارین کی طرف بہاگے اور تین سو آدمی مردہ اور زخمی پیچھے چہوڑ گئے۔

اس واقعہ کے دوسرے دن ایک بڑی لڑائی تارین مین ہوئی جس مین چالیس ہزار باغی جمع تہے۔ حملہ علی الصباح کیا گیا اور سہ پہر تک جنگ قایم رہی۔ آخرش ہمکو فتح ہوئی دشمن نے بڑی دلیری کے ساتہہ مقابلہ کیا اور متواتر حملے کیے لیکن آخر بہاگنا پڑا۔ باغیون

کی بہ نسبت میرے بہت کم آدمی ضائع ہوئے - معہ سردار غلام جان کے صرف تیس زخمی
اور قتل ہوئے - اسکا باعث یہ تھا کہ میری فوج باقاعدہ صف آرا ہوئی تھی برخلاف دشمن کی
فوج کے کہ قواعد جنگ سے واقف نہونے کی وجہ سے سب ایک جگہہ جمع تھے جسکی وجہ
سے ہماری توپوں نے خوب اپنا جوہر دکھلایا - اوس روز مجھکو اپنی فوج پر بڑا فخر و ناز رہتا -
اونکے لڑنے کا انداز و ڈہنگ قابل تعریف تھا - صرف وہی لوگ اسے سمجھ سکتے ہین
جو جانتے ہین کہ چالیس ہزار آدمیوں کے حملے کے مقابلہ مین ہمت نہ ہارنا کار بے دارد
ایک بیابان میں چالیس ہزار آدمیوں کا آنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ چلا آتا ہے - جو
جاسوس مین نے مخبری کے لیے قتاغان مین مقرر کیے تھے اونمین سے ایک کو سلطان مراد بیگ
نے گرفتار کیا تھا جب میری فتح کی خبر پہنچی تو کسی ذریعہ سے اوسکو بھاگ آنے کا موقع ملا
اور گہوڑا دوڑا دوڑا سیدہا میرے پاس پہنچا لیکن آتے ہی بیہوش ہوگیا - جب ہوش مین آیا تو
بیان کیا کہ قید کے زمانہ مین اوسکے ہر روز چالیس درے لگائے جاتے تھے اور اسکی
تصدیق اس طرح ہوئی کہ اوسکا تمام جسم مثل کوئلے کے سیاہ ہو رہا تھا - اوس نے یہ بھی بیان کیا
کہ قتاغان کے تمام لوگ اور حاکم اس کوشش مین تھے کہ شہر چھوڑ کر چلے جائین اور
اسطرح اپنی جان بچائین - مین نے فوراً نائب غلام خان درانی کو جو کہ ہوشیار شخص تھا
لیکن کسی قدر کاہل الوجود تھا سوار اور توپخانہ دیکر اوس شہر پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا
جس طرف سے کہ یہ لوگ شہر چھوڑ کر بدخشان جاتے اور طالقان کی پیدل فوج کو بھی
ساتھ جانے کا حکم دیا - الغرض اونکے بھاگنے کی راہ مسدود کرکے مین نے قاضی قلندر
کو سوراب کی راہ سے معہ دو تین میر ہاے بدخشان کے جو قتاغان کے باشندون مین
سے معتبر اور بارسوخ تھے روانہ کیا اور اونہین خط دیے کہ باغیون سے معافی قصور کا
وعدہ کرین - جب اون لوگون نے یہ دیکہا کہ بھاگنے کا راستہ بند ہوگیا اور شہر چھوڑنا

ناممکن تھا اور اونکی فوج بھی اس قابل نہ تھی کہ میری فوج کا مقابلہ کرتی علاوہ برین قاضی وغیرہ کے ذریعہ سے جو وعدے مین نے کیے وہ بھی تشفی بخش تھے تو وہ میرے پاس آگئے اور اپنے قصور پر نادم ہوکر معافی چاہی۔

جواب مین مین نے اعلان عام کیا کہ دو شرائط پر مین بغاوت سے چشم پوشی کرون گا اولاً یہ کہ وہ خدا اور رسول کی قسم کھائین کہ وہ خود اور نیز اونکی اولاد گورنمنٹ افغانستان کی باوقار رعایا رہیگی اور اپنے سردارون اور امرا کے بہکانے سے گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل مین نہ لائے گی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بے ادبی کی پاداش مین بارہ لاکھ روپیہ جرمانہ ادا کرین۔

تھوڑی دیر بعد سب نے متفق اللفظ ہوکر میری شرائط کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ہمیشہ آپکی اور آپ کی اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے اور آپکے دشمنون کے مقابلہ مین جان سے دریغ نکرینگے۔ ساتھ ہی میری اس عنایت کا بھی شکریہ ادا کیا کہ مین نے اونکا مال و متاع جس مین شتر اور گھوڑے بھی شامل تھے اور جو تخمیناً دو کرور روپیہ کا ہوگا ضبط نہین کیا۔

مین نے یہ عہدنامہ والد کے پاس بھیجدیا اور لوگ میرے مطیع ہوکر امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ پہلا کام مین نے یہ کیا کہ پندرہ لاکھ روپیہ جو رعایا پر باقی تھا وصول کیا اور فوج کی تنخواہین دین۔

اسی زمانہ مین بدخشان کے بعض کپڑے کے سوداگرون نے مجھے بہت کچھ تکلیف دی۔ جو سوداگر کہ بدخشان اور قتاغان کے درمیان تجارت کرتے تھے اونکا معمول تھا کہ ہفتہ مین دو چار دن گھوڑون پر سوار ہوکر آیا جایا کرتے تھے اور یہ عجیب بات تھی کہ عرصے اور تھی خاص دونون مین اوس راستہ پر ہمیشہ لاشین ملا کرتی تھین۔ اس کے انسداد کے لیے

میں نے چند سپاہی تعینات کیے کہ جب کر اس راز کو دریافت کریں اور تھوڑے سواری
سادہ پوشاک میں مقرر کیے کہ وہ اوسی سڑک سے آمد و رفت کریں اور کوئی اونپر حملہ کرے
تو چھپے ہوئے سپاہیوں کو مطلع کریں۔ الغرض جو میرا خیال تھا وہ صحیح ثابت ہوا۔ ایک
روز انہی بدخشان کے سوداگروں نے میرے سواروں پر حملہ کیا اونھوں نے فوراً ایک تیز
رفتار گھوڑے پر ایک شخص کو سپاہیوں کے پاس بھیجا جنھوں نے موقع پر پہونچکر پچاس سوداگر
گرفتار کیے اور لاکر میرے حضور میں پیش کیے۔ اونکے اسلحہ معہ زین اور لگام میں نے
سواروں میں تقسیم کر دیے۔ گھوڑے توپخانہ میں دیدیے اور دس ہزار روپیہ نقد جو اونکے
پاس تھا ضبط کر کے سرکاری خزانہ میں داخل کیا۔ میرے سوالات کے جواب میں اونہوں
نے اقرار کیا کہ گذشتہ دو سال سے اونھوں نے راہزنی اختیار کی تھی اور وجہہ یہ تھی کہ وہ
افغانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص فی دو دو ہزار روپیہ اپنی
جان بخشی کے لیے دینا چاہا لیکن چونکہ اونھوں نے میری بے قصور رعایا کے ساتھ
بہت زیادتیاں کی تھیں میں نے اونہیں توپوں سے اڑانے کا حکم دیا۔ یہ سزا میں
بازار کے دن دیگئی تاکہ اونکا گوشت کتے کھائیں اور ہڈیاں بازار ختم ہونے تک وہیں
پڑی رہیں۔ جب ہڈیاں دفن کر دیگئیں تو میر جہاندار شاہ نے جسے ان واقعات کی مفصل
کیفیت معلوم نہ تھی وہی شخص میرے پاس بھیجا جو کہ عبد الغیاث خان کے پاس فرنگی دیکر اوس
قیدی کے چھڑانے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ ایک خط لایا جس میں میر جہاندار شاہ نے
دریافت کیا کہ میری رعایا کو گرفتار کرنے کی تمہیں کیونکر جرأت ہوئی خط پاتے ہی قیدی میرے
حوالہ کر دو ورنہ تمہارے والد اور چچا کو لکھدونگا کہ تم مجھہ بہی خواہ کے خلاف اہل بدخشان کو
بغاوت کی ترغیب دیتے ہو۔ میں نے یہ خط دربار عام میں پڑھا اور قاصد سے پوچھا
کہ جس وقت میرے خط لکھا تھا اوس وقت اونکی صحت بالکل صحیح اور حواس درست تھے

یا نہین اوس نے جواب دیا "میرے آقا میر صاحب کا حکم ہے کہ فوراً قیدی ہمے آو اگر آپ نہ دینگے تو وہ آپکے خلاف فوراً عمل درآمد کرینگے۔" مین نے کہا "غصہ نہ ہو ذرا سوچ لو" لیکن اوس نے ایک نہ سنی اور پھر گستاخانہ کہا "فوراً قیدی دیدیجئے آپکی یہ ہمت کہ ہمارے آدمی قید کر لین؟" یہ سنکر مین نے اور کچھہ نہ کہا صرف توکرون کو حکم دیا کہ اوسکی ڈاڑھی اور مونچھین اوکھاڑ ڈالین اور بھوین عورتون کی طرح رنگ دین۔ پھر مین اوسے اوس مقام پر لیگیا جہانکہ سوداگرون کی ہڈیان دفن کی گئی تھین اور اوسکی ڈاڑھی اور مونچھونکے بال ایک پارچہ زربفت مین دیکر کہا کہ جاو تمہیر کے پاس بطور تنبیہ اور جواب خطاب کیلئے جاو۔ اوسکے ساتھہ مین نے دو پلٹن پیدل۔ دو ہزار سوار رسالہ ایک ہزار ازبک سوار دو ہزار ازبک پیدل اور بارہ توپین زیر کمان محمد زمان خان وسکندر خان طالقان روانہ کین اور نائب غلام احمد خان کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جب وہ وہان پہونچے تو اونہون نے اوس قاصد کو میر جہاندار شاہ کے پاس بھیجا میر صاحب نے اوسے خوب گالیان دین اور قیدیون کے نہ لانے کا سبب پوچھا اوس نے اپنا چہرہ کھولکر دکھایا اور وہ پارچہ زربفت میر کے قدمون پر ڈالکر کہا "وہ آپکے احمقانہ پیغام کا یہ نتیجہ میرے لیے ہوا اور اگر آپ احتیاط نہ کرینگے تو یہی حالت آپکی بھی ہوگی" میر یہ دیکھکر آگ ہو گیا اور فوج کو فوراً خان آباد پر چڑہائی کا حکم دیا لیکن اوسی وقت اوس سے کہدیا گیا کہ افغانی فوج بالکل قریب ہے اور لوگ اوسکے تابع ہو گئے ہین۔

جب معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح ہے تو میر نے مجبور ہو کر ہمت ہار دی۔ اوسکے سردار بجائے تسلی وتشفی دینے کے یون ہمکلام ہوئے "وہ آپکے والد نے اس خوفناک شخص سے اپنی لڑکی دیکر جان بچائی آپنے سخت غلطی کی جو اس قسم کا پیغام اوسکے پاس بھیجا" میر نے کہا کہ تم میرے والد کے صلاح کار تھے مجھے بھی مناسب صلاح دو کہ اسوقت کیا کرنا چاہیئے اسپر اونہون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہ تجویز کی کہ میر کا بھائی بیس سردار چالیس کنیز

اور چالیس غلام بچے ہمراہ لے کر میرے سلام کو آئے۔ بہت سے چینی تحائف مثل ریشم
قالین اور چینی برتنوں کے پیش کرے۔ میر جہاندار شاہ خط لکھکر معافی چاہے اور اپنی ہمشیر
یا بھتیجی میری یا میرے عقد میں دے تاکہ اس فریب سے وہ اور اوسکا ملک بچ جائے
اور میرا اتالیق کا سا حال ہو۔ میر جہاندار شاہ کو مجبوراً اس صلاح پر کاربند ہونا پڑا اور فوراً بہت بہا
کو معہ تحائف اور خط معذرت کے روانہ کیا۔ ساتھ ہی میرے فوجی افسروں کو لکھ بھیجا کہ للہ
خدا اوسوقت تک کوئی کارروائی نکرو جب تک کہ میر بھائی جان آباد نہ پہونچ جائے اور تمہارے
پاس دوسرا حکم نہ آئے۔ میرے افسروں کو یہ خط بدخشاں میں بمقام گلوگان ملا جہاں وہ
تین دن میں پہونچ گئے تھے۔ وہاں اونہوں نے قیام کیا اور ایک قاصد میرے پاس اس
خبر کو پہونچانے کے لیے بھیجا۔ اسی درمیان میں میر شاہ کا بھائی بھی تین ہزار ملازمین اور خط
کے ساتھ میرے ہاں پہونچگیا۔ خط میں میر شاہ نے یہ عذر پیش کیا کہ دو میں ہمیشہ مخمور رہتا ہوں
اسلیے جو حرکت مجھسے سرزد ہوئی وہ میری بیہوشی کی حالت میں تھی میں بالکل بیخبر تھا کہ کیا کر رہا ہوں
میں مسکرایا اور سرداروں سے کہا کہ یہ معذرت نہایت معقول ہے۔ چونکہ خان آباد کے
باشندوں سے جھگڑا خریدنے کی کوئی وجہ نہ تھی میں نامہ بر اور اوسکے ساتھیوں سے مہربانی
کے ساتھ پیش آیا اور اوسکے میر کی معذرت قبول کر لی۔ اونکو خلعت بھی عطا کئے لیکن
میر کی بھتیجی کو عقد میں لانے سے یہ کہکر انکار کیا کہ تمہارے خاندان کی ایک لڑکی کا میرے
چچا سے نکاح ہو چکا ہے دونوں خاندانوں میں یہی تعلق کافی ہے۔ غرضکہ بدخشان کی فتح کا
اوس وقت یوں تصفیہ ہو گیا۔

اسی زمانہ میں جو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا ضرور ہے اور اوسکے
بیان کرنے میں مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے۔ ایک روز میں دربار کر رہا تھا کہ امیر اعظم
کی لڑکی کا ایک خط مجھے ملا۔ یہ کابل میں تھی اور میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ اوس نے

قاصد کو ہدایت کر دی تہی کہ خود میرے ہاتہہ مین خط دے اور کسی دوسرے شخص کو نہ دکہلائے
اور جواب مجہہی سے لکہا کر اور خط بند کرا کر لیجائے - جیسا کہ مین نے پیشتر ذکر کیا ہے مجہے
پڑہنے لکہنے کا کبہی شوق نہ تہا اور جو تہوڑا بہت سیکہا تہا اوسے بہی بہول گیا تہا - مین بیان نہین
کر سکتا کہ خط پاکر مجہے کس قدر ندامت ہوئی - میرا دل دہڑکنے لگا اور مین نے اپنے تئین
نہایت لعنت ملامت کی کہ مجہے فخر ہے کہ مین ایسا اچہا شخص ہون لیکن درحقیقت
مردانگی سے بعید ہے کہ جاہل رہون - اوس رات کو جب مین سونے کے لیے لیٹا تو بہت
رویا اور اپنے خدا کی درگاہ مین نہایت عاجزی اور انکسار سے دعا مانگی اور ارواح اولیاء اللہ
سے سفارش کی درخواست کی - جو دعا مین نے مانگی وہ یہ تہی "اے خداوند پاک مجہے
روشنی عطا کر تاکہ میرا دل اوس سے منور ہو جاے اور مین پڑہنا لکہنا سیکہ جاؤن - مجہے
یقین ہے کہ تو اپنی مخلوق کی آنکہون مین مجہے شرمسار نکریگا" آخرش روتے روتے
صبح کے قریب میری آنکہہ لگ گئی اور مین نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکہا - میانہ
قامت لیکن بالکل راست - آنکہین بادام اور ابرو نہایت باریک ریش دراز چہرہ سفیداوی
اور انگلیان پتلی اور لانبی تہین - بہورے رنگ کا عمامہ زیب سر تہا ایک دہاری دار کپڑا
کمر سے بندہا ہوا تہا - اور ایک لنبا عصا ہاتہہ مین تہا جسکے سرے پر ہرے کا ایک ٹکڑا لگا ہوا
تہا مجہے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بزرگ میرے سرہانے کہڑے ہو کر آہستہ سے فرماتے ہین
"عبدالرحمن اوٹہہ اور لکہہ" مین چونک پڑا اور کسی کو نہ پاکر پہر سو گیا - پہر وہی بزرگ تشریف لائے
اور فرمایا "مین کہتا ہون لکہہ اور تو سوتا ہے" مین نے کچہہ پس و پیش کی اور جاگ گیا لیکن کسی کو
نہ دیکہکر دوبارہ سو رہا - تیسری بار بہی وہی بزرگ دکہلائی دیئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے
"اگر اس مرتبہ تو سویا تو اس عصا سے تیرے سینہ مین سوراخ کر دونگا" یہ سنکر مین خوف زدہ
ہو کر اوٹہہ بیٹہا اور پہر نہ سویا ملازمون کو بلا کر کاغذ قلم منگوایا اور مکتب مین جو حروف لکہا کرتا تہا

اور میں سوچنے لگا۔ خدا کی قدرت کہ تمام حروف کی شکل میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی۔ پھر میرے حافظے نے مدد کی اور جو کچھ میں نے پڑھا تھا یاد آنے لگا اور ایک ایک نقطہ کرکے کاغذ پر لکھا۔ اس طرح طلوع آفتاب تک میں نے ساٹھ ستر سطریں لکھیں۔ بعض حروف اچھی طرح ملا سکتا تھا اور بعض درست ہی تھے لیکن جب میں نے ان پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ سب پڑھ سکتا ہوں اور غلطیاں بھی معلوم کر لیں جو کہ بہت تھیں۔ میں نے قاعدہ پھاڑا اور پھر لکھا اور اتنا مسرور ہوا کہ خوشی سے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ اس روز صبح اٹھکر میں نے گورنروں کے دو ایک خط جو میرے نام آئے تھے کھولے اور یہ دیکھکر کہ ان کا مضمون میں سمجھ سکتا تھا مجھے بیحد خوشی ہوئی جب دربار کا وقت آیا تو حسب معمول میرا سکرٹری جو خط پڑھا کرتا تھا آیا لیکن میں نے کہا "میں اپنے خطوط آج خود پڑھونگا تم میری غلطیاں درست کرتے جاؤ" اس نے مسکرا کر کہا "لیکن بندگان حضور کہاں پڑھ سکتے ہیں" یہ سنکر میں نے ایک خط کھولا اور کہا "اچھا سو میں پڑھ سکتا ہوں یا نہیں" یہ کہکر میں نے پڑھنا شروع کیا اور جواب لکھایا۔ اس طرح دو سو خطوط پڑھے اور سو کے جواب دیئے۔ چند روز بعد مجھے سکرٹری کی مدد کی بھی ضرورت نہ رہی اور میں آپ اپنے خط پڑھنے اور ان کے جواب دینے لگا تھوڑے عرصہ کے بعد میں نے دوبارہ قرآن شریف پڑھا اور انبیا اور اولیا کے نام خیرات کی اس اعانت غیبی کی خبر میں نے اپنے پدر بزرگوار کو بھی دی اور جو خط لکھا وہ ان بزرگ کے ذریعے بھیجا جو استاد میری نگرانی کے لیے مقرر ہوئے تھے۔ میرے والد کو میرا خط پڑھکر اولاً شک ہوا لیکن ان بزرگ نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپکا بیٹا کبھی کوئی غلط بات نہیں لکھ سکتا۔ اگر آپ سے جھوٹ کہے تو آیندہ کسطرح آپکو اپنی صورت دکھلائیگا؟" آخر میرے والد کو یقین ہوا اور میرے سابق نگران حال کو پانچ ہزار تنگے[۵۱] اور ایک بیش قیمت خلعت عطا ہوا

[۵۱] ایک ستارے کا سکہ جو چار پیسے یا ¼ کابلی روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

سے مجھے ایک سنہری کام کی مرصع تلوار دس پارچہ ہاے کمخواب و چند پارچہ ہاے پشمینہ بھیجے
مین نے خداوند کریم کی حمد و ثنا کی اور والد کی مہربانی کا بذریعہ خط شکریہ ادا کیا۔ قتاغان اور
بدخشان مین بغاوت فرو ہوکر ابھی امن و امان ہوا تھا کہ کولاب مین سرتابی کے آثار ظاہر ہوئے
اوس ملک کا میر شاہ خان تھا۔ موسم سرما مین اہل قتاغان کی بھیڑین دریاے جیحون کے
کنارے پر چرا کرتی تہین۔ میر نے دو ہزار سوار بھیجے کہ تیرہ ہزار بھیڑین پکڑ لائین۔ یہ خبر پاکر
مین نے دو ہزار سوار بھیجے کہ اون سے بھیڑین چھینکر اونکے مالکون کو دیدین۔ لیکن وہ غارتگر
دریا تیر کر دوسری طرف چلے گیے تھے۔ میرے سوارون نے بھی ایک ایسے مقام پر
گھوڑون پر عبور کیا جہان کہ پانی کم تھا اور ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین دشمن کے
پانچسو آدمی کام آئے بہت سے قید کر لیے گیے اور بھیڑین بھی چھین لی گئین۔ میری فوج
فوراً واپس نہ آئی بلکہ اس امر کی منتظر رہی کہ شاید اور فوج بھیجی جاے اور کولاب کی فتح کا
حکم دیا جاے لیکن چونکہ والد کے پاس سے کوئی مزید حکم اسکے متعلق نہ آیا مین نے فوج
کو واپس آنے کے لیے لکھا۔ بھیڑین اونکے مالکون کو واپس کردین۔ اونہون نے چھ ہزار
یہ کہکر میرے نذر کین کہ ملک کا رواج ہے کہ جو مال غنیمت لٹیرون سے ملے اوسکے
ایک ثلث کی گورنمنٹ مستحق ہوتی ہے لیکن مین نے اونکے لینے سے انکار کیا اور بجاے
اونکے آٹھ ہزار اشرفیان قبول کرلین جنمین سے تین ہزار فوج مین تقسیم کین اور باقی خود رکھین
مین نے میر شاہ کو تاکید کی کہ اگر پھر کبھی ایسا واقعہ پیش آیا تو مین کولاب چھین لونگا۔ جواب
مین میر نے نہایت انکسار کے ساتھ معذرت چاہی تحائف بھیجے اور وعدہ کیا کہ پھر کبھی
ایسا نہوگا۔ اس کے بعد قیدیون کو مین نے بعوض ایک لاکھ تنگے (یا پانچہزار پونڈ) فروخت
کردیا گویا کہ مجھے اس معاملہ مین دس ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا۔

اس واقعہ کے بعد ملک کے مختلف حصون مین کچھ عرصہ تک بالکل امن رہا اور یہہ

موقعہ مناسب پاکر مین نے بار برداری کے جانورون مین تین ہزار ٹٹو اور دو ہزار شتر
اور زیادہ کر دیئے۔ اسی زمانہ مین میرے والد کا ایک خط ملا جس مین انھون نے قطغان
تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ آنے سے ایک ماہ بیشتر مجھے مطلع فرمائینگے
مین نے جواب دیا کہ فیلامتی تشریف بیاورید"

باب دوم

بلخ سے بخارا فرار ہونا

۱۸۶۳-۶۵ء

اس مین ناظرین کو ہرات کی جانب مائل کرنا چاہتا ہون جس وقت اس ملک پر
حملہ ہوا میرے جد امجد[1] بیمار تھے۔ سردار شیر علی خان اپنے والد کی خوب خدمت کرتے تھے
لیکن دوسرے بیٹون سردار اعظم خان۔ امین خان اور اسلم خان کو سوتیلے بھائی سے
اتنی نفرت تھی کہ امیر دوست محمد خان کے دشمن یعنی سلطان محمد گورنر ہرات کے ساتھ

[1] دوست محمد خان نے ۹ جون ۱۸۶۳ء کو وفات پائی۔

سازش کرنے لگے - اونکے والد کو اس قسم کی حرکت سے سخت صدمہ ہوا - اپنے باپ کے دشمنون کا دوست ہونا! خدا نہ کرے کہ میری عادت کبھی ایسی خراب ہو! امیر دوست محمد خان ہرات مین خواجہ انصاری کے مزار کے پاس دفن کیے گئے - اسکے بعد جب اونکے بیٹون نے دیکھا کہ امیر ہونا ناممکن ہے تو اونہون نے شیر علیخان کو امیر گردانا اور بلا اون کی اجازت کے اپنے اپنے علاقہ پر چلے گئے - امیر شیر علی نے یہ دیکھکر کہ بھائی اونہین چھوڑکر چلے گیے اپنے بیٹے یعقوب کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور آپ قندہار چلے آئے لیکن وہان بھی اونکے بھائیون نے اون سے ملاقات نہ کی۔

سردار اسلم خان ہزارہ نہر کے گورنر تھے اور اعظم خان کرم خوست کے - وہان پہونچکر اونہون نے وہین سے کابل مین مفسدہ پردازی شروع کی جبانکہ سردار محمد علی خان پسر بزرگ امیر شیر علی خان کو میرے دادا نے ہرات جاتے وقت گورنر مقرر کیا تھا - محمد علی خان نے اپنے والد کو قندہار خط لکھا کہ فوراً کابل تشریف لایئے ورنہ فتنہ بپا ہوگا - یہ سنکر امیر شیر علی خان بھائیون کو سزا نہ دیکر کابل روانہ ہوئے اور خیال کیا کہ پہلے سوتیلے بھائی کو سزا دیجائے بعدہٗ اپنے بھائیون کی سرکوبی کیجائے گی۔

غزنی پہونچکر اونہون نے اپنے خلوصِ دل و راستبازی کے ثبوت مین میرے چچا سردار اعظم خان کے پاس قرآن شریف بھیجا اور کہلا بھیجا کہ چونکہ آپ برادر بزرگ ہین مین ہمیشہ آپکی اوسی طرح عزت کرونگا آپ مجھسے ایک مرتبہ غزنی مین ملاقات کرین دوبارہ یقین دلانے سے سردار اعظم خان نے امیر شیر علی خان سے ملاقات کی اور دونون نے پھر کلام مجید درمیان رکھکر قسمین کھائین - سردار اعظم خان اپنے علاقہ پر چلے گیے اور اپنے بڑے بیٹے سرور خان کو امیر شیر علی خان کے پاس چھوڑ گیے - اسکے بعد امیر شیر علی خان کابل واپس آئے - جب شیر علی خان غزنی پہونچے تھے تو سردار اسلم خان

ہاسیان مین تھے لیکن وہان سے بہاگ کر بلخ چلے گئے اور اپنے اہل و عیال کو پیچھے چھوڑ گئے میرے والد اس وقت بلخ مین تھے۔ مین نے لکھا کہ اسلم خان مفسد ہے اوسے منہ نہ لگائے اور اپنے پاس نہ آنے دیجئے لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب وہ میرے دامن عاطفت مین آنا چاہتا ہے تو کسطرح اوسے نکال دون۔ اسی درمیان مین امیر شیر علیخان نے میرے چچا سردار اعظم خان کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا تھا اوسے فسخ کر دیا اور سرداری رفیق الدین جو کہ ایک نہایت ہوشیار شخص تھا اون سے لڑنے کیلئے فوج روانہ کی سردار اعظم چونکہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے اعلیحضرت قیصرۂ ہند کی عملداری مین ہندوستان بہاگ گئے۔ ادہر امیر شیر علیخان نے گنادار۔ زرمت اور لوگر پر قبضہ کر لیا۔ یہ علاقہ والد کو میرے دادا نے دیئے تھے اور اس وقت انکا منتظم احمد نامی ایک کشمیری شخص تھا جو میرے والد کا پروردہ تھا۔ امیر شیر علی خان کی اس قسم کی بے انصافیان اون کے ساتھیوں کے خیالات اون کی طرف سے برگشتہ کر گئیں اور بہت سے مفسد دغا باز لوگ موجود تھے جو میرے والد کو بھی اونکی طرف سے بدظن کرنے کیلئے ہر وقت آمادہ تھے ان لوگوں مین میرے چچا سردار اسلم خان۔ عبد الرؤف اور سردار امین خان کہ اوزبڑے مفتری تھے حسب تحریر سابق جب میرے والد مجھ سے ملنے کیلئے خان آباد تشریف لائے تو یہ فتنہ پرداز بھی اونکے ہمراہ تھے۔ ساتھ ہی احمد ایک خط امیر کے پاس سے لایا جسمین شیر علی خان نے والد کو یقین دلایا کہ ہرگز میرا ارادہ نہین ہے کہ ترکستان آپ سے لے لیا جائے۔ میرے دل مین کسی قسم کی برائی آپکی جانب سے نہین ہے۔ یہ احمد بڑا نمکحرام تھا اور صرف اس کام پر مقرر تھا کہ والد کی مخبری کرے اور اگر امیر شیر علی خان کے خلاف کسی قسم کی سازش وغیرہ ہو تو اوسے توڑنے کی کوشش کرے۔ میرے والد

لہ شاہان معاملہ کے توفادارکے افسروں کی بالا دست تھا۔ ان میلئے کو لنڈا کہا جاتا ہے۔ (مولف)

اور اونکے صلاح کار ہمیشہ یکجا ہوکر آپس مین صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے اور مجھکو شریک نکرتے تھے کہ مبادا مین اونکی تجاویز سے اختلاف راے ظاہر کرون - اگر مجھکو بیشتر معلوم ہوا ہوتا کہ وہان کس قسم کی گفتگو کی جاتی ہے تو مین ضرور اوسکی مخالفت کرتا اسیلئے کہ مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا کہ یہ بات والد کے ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ کابل کے بہت سے سردار آپ کو امیر قرار دینے کے لیے بالکل آمادہ و مستعد ہین اور یہ کہ بہترین طریقہ آپکے لیے یہ ہے کہ قتاغان واپس دیکر میر اتالیق سے صلح کرلین اور بلخ اور قتاغان کی فوجین لیکر کابل روانہ ہون جب میر اتالیق کے روبرو یہ تجویز پیش کی گئی تو اونہون نے فوراً منظور کرلیا اور زیادہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ خبر آئی کہ امیر شیر علی خان ترکستان کی طرف آرہے ہین -

والد نے مجھے اپنی جگہہ تختہ پل روانہ کیا اور امیر شیر علی خان سے خود مقابلہ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا - مین نے سخت اصرار کیا کہ آپ اپنے اس ارادہ سے باز آئین اور مجھے مقابلہ کو جانے دین اسیلئے کہ اگر مجھے شکست ہوئی تو آپ میری مدد کرسکین گے لیکن اگر بدقسمتی سے آپ کو ناکامیابی ہوئی تو مین کام نہ سنبھال سکونگا - میرے والد نے میرے اعتراض کو تسلیم کیا لیکن اونکے تمام دوستون نے میری راے پر عمل نکرنے دیا اور سمجہایا کہ چونکہ بہ نسبت عبدالرحمن کے آپ کابل کے لوگون کی عادات سے زیادہ واقف ہین اسیلیے معاملہ کی گفتگو اون سے بہتر کرسکین گے - اس صلاح کا اون پر بہت زیادہ اثر ہوا اور اوسے صحیح تسلیم کرکے میری ایک نہ سنی اور مجھے تختہ پل بہیجدیا -

خان آباد کی گورنری کے زمانہ مین مین نے چودہ لاکہہ روپیہ جمع کیا تہا اور فوج کی تنخواہین بھی بالکل ادا کردی تھین - والد نے اس روپیہ کو ساتہہ لے جانے کیلئے بکس تیار کرائے اور باجگاہ روانہ ہوئے جو کہ کابل اور بلخ کے درمیان واقع ہے - اونکی فوج کے افسر غلام احمد - نائب محمد - کرنل سہراب اور کرنل ولی محمد تھے - ان افسرون کو ایک کوچ کے

یہ دیا کہ اس وقت تو مین والد کے پاس واپس جانا چاہتا ہون لیکن انشاء اللہ تعالیٰ پھر ملونگا
جب والد مرحوم تشریف پہونچے تو مین قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا اور یہ سمجھانے کی کوشش
کی کہ امیر شیر علی آپ کو دہوکا دے رہے ہین مجھے اجازت دیجئے کہ وہ آئین تو اونہین
گرفتار کرون۔ لیکن میرے والد نے قرآن شریف اوٹھایا اور کہا ”تمہین قسم ہے اس
کتاب پاک کی ایسا معیوب اور نازیبا کام نکرو“ مین نے جواب دیا ”آپ دیکھین گے
کہ میرے چچا اس زبون حرکت سے باز نہ آئین گے“ دوسرے دن امیر شیر علی بھی پہونچگئے
اور شب مزار شریف پر بسر کی۔ میرے والد مجھ سے تحصیل مین ملنے آئے اور وہان سے
بھائی کو تحائف بھیجے اور کہلا بھیجی کہ آپ سے رخصتی ملاقات کے لیے آؤنگا۔ مین نے
عرض کی کہ ایسا نہ کیجئے لیکن حسب معمول میری صلاح گوش گذار نہوئی۔ وہ تاشقرغان روانہ
ہوئے اونکے وہان پہونچتے ہی امیر نے وہ سب عہد و پیمان توڑ ڈالا اور والد کو قید کر لیا۔
فوج یہ خبر سنکر آگ ہوگئی اور درخواست کی کہ امیر کے مقابلہ مین اوسے لیجایا جائے۔
مین اسی غرض سے فوراً روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قیام کیا لیکن میرے والد نے ذریعہ خط مجھے
ہدایت کی کہ لڑنا نہین چاہیے اور اگر مین نے نافرمانی کی تو عمر بھر ندی سے عاق کر دینگے میں نے
یہ خط فوج کو پڑھکر سنایا اور تعمیل حکم کا ارادہ ظاہر کیا لیکن سپاہی سخت ناراض ہوئے اور سوا
پانچ چھ سو ہمراہیوں کے بقیہ فوج نے مجھے چھوڑ کر کابل کی راہ لی۔ نصف شب کو ایک اور
خط والد کا مجھے ملا جسمین حکم تھا کہ جو باوفا ساتھی تمہارے ہمراہ جانا چاہین اونہین لیکر بخارا چلے
جاؤ۔ مین فوراً روانہ ہوا اور اس قدر تیزی کے ساتھ مسافت طے کی کہ طلوع آفتاب تک سرحد
صرف آدھی دور رہگئی۔ جب مین دولت آباد نامی ایک مقام پر پہونچا تو ایک پہاڑی کے
چارون طرف تقریباً دو ہزار سوار دیکھے اور اوس پہاڑی پر بھی تھوڑے سے لوگ جمع تھے۔ مین نے
ایک شخص دریافت حالات کے لیے بھیجا تو معلوم ہوا کہ یہ بلخ کے ازبک سوار تھے جو لشکر

مین اون کی طرف گیا مجھے دیکھکر اونھون نے سلام کیا اور کہا کہ ایک شادی کی تقریب مین ہم یہان آئے ہین۔ پھر مین نے پہاڑی کی چوٹی پر جو سوار تھے اونکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ افغان ہین اور ان لوگون سے بالکل علیحدہ ہین۔ اس سے مین نے قیاس کیا کہ یہ ضرور نائب غلام اور عبدالرحیم خان ہونگے جو مجھہ سے گذشتہ شب رخصت ہوئے تھے مین نے ایک شخص اونکے بلانے کو بھیجا لیکن اونھون نے جواب دیا کہ جب تک اوس پیغام کی تحریری تصدیق نکی جاے ہم نہین آسکتے۔ مین نے اس بارہ مین اونکی تشفی کر دی اور وہ آکر میرے ساتھہ ہوئے۔ غلام احمد تنہا تھا اسلیے کہ رات کو دوسرے ساتھی چھوٹ گئے تھے۔ ہم فوراً دریاے جیحون کی طرف روانہ ہوئے اور ازبک سوار بھی میرے ہمراہ چلنے کے لیے آمادہ ہوگئے لیکن مین نے اونکو باز رکھا۔ اس پر اونھون نے اصرار کیا اور کہا کہ ہم آپ کی فوج مین داخل ہونا چاہتے ہین لیکن مین نے اونکو منع کیا اور کہا کہ مجھکو تمھاری امداد کی ضرورت نہین ہے مین خوب جانتا تھا ازبک افغانون سے دل سے نفرت رکھتے ہین اور اونہین نقصان پہونچانے کے ہمیشہ ساعی رہتے ہین۔ غرضکہ وہ راضی ہوگیے اور ہم نے کوچ کیا۔ نہر دہ نہر کے بعد راہ مین اور کوئی قریہ یا کسی قسم کی آبادی سواے صحراے لق ودق کے جیحون تک نہ تھی اس لیے ایک مقام پر جبکہ خربزون کا ایک کھیت ملا تو مینے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ دو دو خربزے و تربوز گھوڑون کے توبڑون مین ساتھہ لے لین مبادا صحرا مین کہین پانی نہ ملے۔

نصف راہ طے کرچکے ہونگے کہ ایک مقام پر آدھے سوار خربزے کھانے کے لیے اُترے مین نے اونہین باز رکھنے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ مقام محفوظ نہین اگر گھوڑون ہی پر بیٹھکر خربزے کھاؤ تو بہتر ہو لیکن نائب غلام احمد نے عذر کیا اور کہا کہ ہمین سایہ مین بیٹھکر آرام کرینگے آپ آگے بڑہین تھوڑی دیر مین ہم سب بھی آملتے ہین۔ یہ کہکر اونھون نے جنگلی درختون کے

سایہ مین جا درین بچھائیں اور بیٹھ گئے ۔ مین نے تیس سوار اور جقدر روپیہ ہمارے پاس تھا سب ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا اور اوس ناکارہ غلام احمد کو دو سو چالیس سوارون کے ساتھ وہین چھوڑا ۔ ان سوارون کے خاص افسر ناظر حیدر ۔ عبدالرحیم ۔ کرنل سُہراب ۔ کرنل نظیر کمیدان سکندر جرجی اور کمیدان حیدر میر سکندر جرجی تھے اور علاوہ ان کے چالیس کپتان اور رسالدار بھی تھے ۔ یہ کہنا بے موقع ہوگا کہ تختہ پل مین میں اپنے سہ سالہ بیٹے کو اوسکے چچیرے بھائی سردار عظیم خان کے ساتھ چھوڑ آیا تھا جسکی عمر پندرہ سال تھی ۔ یہ دونوں لڑکے سکندر خان ارکزئی اور غلام علی کے زیر نگرانی تھے ۔ ہم تو یا دس میل آگے نکل آئے ہونگے کہ ایک سوار پیچھے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا کہ جن ارکزئی سوارون کو آپ نے اپنے ساتھ لانے سے انکار کیا تھا وہ بجائے اپنے گھر جانے کے ہمارے پیچھے ہو لیے تھے اونہون نے غلام اور اوسکے سوارون کو سوتا پاکر اون پر حملہ کیا ہے ۔ اب آپ چلکر مدد کرین ۔ مین نے جواب دیا کہ میرے ملازم بھی کس قدر عقلمند ہین کہ بجائے اپنی جان بچانے اور بھاگ آنے کے چاہتے ہین کہ واپس جاکر اونکے ساتھ مین بھی اپنی جان دیدون ۔ لڑائی کے وقت صرف بہادری کام مین آتی بلکہ سپاہی کو اتنی سمجھ بھی ہونی چاہیے کہ بوقت ضرورت بھاگ جائے کسی خوفناک حالت سے جان بچانا بھی عقلمندی مین داخل ہے ۔ مین نے اوس سوار کو سمجھا دیا کہ جب تین سو سوارون سے نہیں لڑا تو اب تیس سوار لے کر کیا لڑونگا میرے ساتھیون مین سے صرف ایک افسر نظیر خان اپنے بھائی سہراب کی وجہ سے اوس سوار کے ہمراہ گیا ۔

اسکے بعد ہم نے پھر اپنی راہ لی اور جب دریائے جیحون تھوڑی دور رہ گیا تو مین نے اپنے ساتھیون کو ٹھیرنے کے لیے کہا اور آپ کشتی کرایہ کرنے کے لیے صرف ایک سوار کو ساتھ لے کر آگے بڑھا ۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ملاح زیادہ آدمی دیکھکر ڈر جاتے ۔ مین نے

جا کر دیکھا تو صرف ایک کشتی موجود تہی اور اوسکے کرایہ کے لیے ہی کشمش اور بادام بیچنے والے
ترکمان سوداگر حجت کر رہے تہے حتی کہ ایک نے تو اپنا مال اور دس شتر کشتی پر سوار ہی کر دیے تہے
مین گھوڑے سے اوتر کر کشتی پر گیا۔ ملاحون نے ترکی زبان مین پوچھا "تم کون ہو"؟ مینے
اوسی زبان مین جوابدیا "سوداگر" اسکے بعد آپس مین بات بڑہی اور مین نے اپنے سوار کو باقی
ماندہ لوگون کے لانے کے لیے بہیجا۔ سوداگر اور ملاح اونہین دیکھکر دنگ رہ گیے لیکن پہر
بہی کشتی چہین لینے کی کوشش کی۔ مین نے اپنی بندوق اونکی طرف سیدہی کی اور دہمکایا
کہ تم کشتی پر آے اور مین نے گولی چلائی۔ الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اوسنے جواب دیا "سردار عبدالرحمن پسر افضل خان"
یہ سنتے ہی اونہون نے مجھے سلام کیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ مین نے معاف
کر دیا اور اپنے آدمیون کے دو حصے کیے ایک حصہ تو مع گھوڑون کے میرے ہمراہ
کشتی پر آیا اور دوسرے کو مجبوراً حکم دیا کہ پیچہے رہے اور ملاحون سے پہاوڑے وغیرہ
مانگ کے اپنی حفاظت کے لیے ریت کی دیوارین بنا لین۔
دریا کے دوسرے کنارہ پر ہم پہونچا ہی چاہتے تہے کہ ایک کشتی سامنے دکہائی دی۔
مین نے اپنے ساتہیون مین سے ایک شخص کو جو کہ بڑا تیر شنا ور تہا دریافت حال کے لیے
بہیجا۔ معلوم ہوا کہ اوس مین عبدالرحیم تہا جو شاہ بخارا کی طرف سے ایک ایلچی کے ہمراہ آرہا
تہا ہم یہ سنکر بہت خوش ہوے اور چہہ گھنٹے دریا کے سفر کے بعد دس نبجے شاہ بخارا کی عملداری
مین پہونچگیے۔ کشتی بانون نے ہمارے قیام کے لیے اپنے مکانات خالی کر دیے لیکن مینے
اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے آنے تک کنارہ ہی پر ٹہیرنا بہتر سمجہا دس اشرفیان اونہین دین
اور کہا کہ اپنے اور ہمارے گھوڑون کے لیے خوراک لے آؤ۔ عبدالرحیم اور وہ ایلچی بہی اونکے
ساتہہ گیے اس لیے مین نے عبدالرحیم کو دو سو تنگے دیے۔ اور ہدایت کی کہ دس ٹہریان

خرید کر گوشت پکوالیں اور تین سو روٹیاں بھی لے آئیں اس لیے کہ میرے سوار دو ست دن پہونچ جائینگے۔

میر شیر آباد کو جو شاہ بخارا کے ماتحت تھے میں نے بذریعہ خط اپنے آنے کی اطلاع دی اور دو سو سوار طلب کیے تاکہ میرے سواروں کو دریا کی دوسری جانب سے لے آئیں۔ جواب میں اونہوں نے چار سو سوار اور چھ کشتیاں دوسرے روز علی الصباح بھیجدین۔ دن نکلتے ہی بندوقوں کی آواز سنائی دی اور دس بارہ ہی چل چکی ہونگی جو میں نے اپنے سواروں کو جگایا اور اونہیں یقین دلانے لگا کہ تمہارے ساتھی کشتیوں پر سوار ہونے کی خوشی میں فیر کر رہے ہیں میں نے کشتیبانوں سے کہا کہ اگر تم سب کشتیاں اوس پار جانے کے لیے مجھے لا دو تو فی کشتی پچاس اشرفیاں دونگا لیکن اونہوں نے جواب دیا کہ دوسری جانب لڑائی ہو رہی ہے ہم اپنی جان معرض خطر میں نہ ڈالینگے۔ میں چند لحظہ ہچکچایا اور میرا اپنے غلام سے جسکا نام حسن تھا ہزار اشرفیوں کا توڑہ لانے کے لیے حکم دیا اشرفیاں کشتیبانوں کے سامنے شمار کیں اور اون سے وعدہ کیا کہ اگر تم کشتیاں لا دو تو یہ سب اشرفیاں تمہاری ہیں۔ پھر بھی وہ سمجھے کہ اونہیں دہوکا دے رہا ہوں اسلئے میں نے اطمینان دلایا کہ تم انہیں ابھی لیجا سکتے ہو بشرطیکہ اپنے آدمی کشتیاں لانے کے لیے بھیجدو۔ الغرض اس طریقہ سے تیس کشتیاں منگئیں اور ہم سوار ہو کر اتنی تیزی کے ساتھ گیے کہ دو گھنٹے سے کسی قدر زیادہ میں دو ثلث دریا طے کر لیا۔

دریا پار کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ میرے وہ سوار جنہیں میں نے جنگل میں سوتا چھوڑا تھا اور جس پر ازبک سواروں نے حملہ کیا تھا لڑتے ہوئے پیچھے ہٹتے تھے اور اسیطرح دریاے جیحون تک چلے آئے تھے۔ دشمن نے یہ دیکھکر کہ کوئی کشتی نہیں ہے جس کے سبب لڑائی موقوف کی اور یہ خیال کیا کہ صبح کو میرے سواروں کو گرفتار کرلینگے یہی صبح کا

بندوق بازی تھی جو ہین نے سنی تھی۔ میرے سوار میری کشتیان دیکھکر نہایت دلیری سے لڑے اور اونکے دوسرے ساتھیون نے بھی جنہون نے ریت کی دیوارین بنائی تھین اون دیوارون کی آڑ سے گولیان برسائین حتیٰ کہ دشمن گھبراکر نہایت سراسیمگی سے بھاگا اسکے بعد ہم سب بخیریت واپس آئے اور جو کھانا کہ مین نے تیار کرایا تھا سوارون نے نہایت سیر ہوکر کھایا اسلیے کہ چھتیس گھنٹے سے وہ بھوکے تھے۔

کشتی بانون کے مکانون مین ہم دوسرے دن سہ پہر تک خوب آرام سے سوئے اور پہر بخارا روانہ ہوئے۔ راہ مین ایک شب علی آباد مین قیام کیا جہانکہ میر شیرآباد اور اونکے سردار میرے استقبال کے لیے آئے تھے وہان سے مین میر کے مکان پر گیا جو کہ میرے رہنے کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور دس روز اونکا مہمان رہا۔ اسی درمیان مین شاہ بخارا کا ایک خط مجھے ملا جس مین اونہون نے ملاقات کے لیے بلایا تھا اور اوسے دیکھتے ہی مین روانہ ہوگیا پہلے دن شور آب مین قیام کیا دوسرے روز سر آب رہا۔ اور ایک ایک شب بلاک چخبار گلہ چشمہ حفیظان۔ قراشیخ۔ غذار۔ اور کدوکلی مین ٹھہرا۔ پانچ روز قرشی مین رہا اور وہان سے خوجہ اور کاکرہوتا ہوا بخارا پہونچا۔ وزیر۔ قاضی اور کوتوال معہ چند خاص افسرون کے کاگرنامی مقام پر میرے استقبال کے لیے موجود تھے ایک مکان خاص میرے قیام کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک شخص میری مہانداری کے لیے بھی مقرر تھا۔ وہ بھی حاضر ہوا اور آداب بجالایا نو روز تک میری دعوت کی گئی اسکے بعد شاہ نے میرے اور میرے افسرون کے لیے خلعت بھیجے اور دس ہزار تنگے میرے لیے۔ ایک ایک ہزار ہر اعلیٰ افسر کے لیے پانچ پانچ سو ہر کم درجہ والے افسر کے لیے اور دو دو سو فی سوار کے واسطے۔ علاوہ اسکے اونہون نے دو گھوڑے مطلا ساز بھی میرے لیے بھیجے۔ جواب مین مین نے ایک سونے کے دستہ کی تلوار ایک مطلا ساز جس مین بارہ ہزار اشرفیون کے وزن کا سونا تھا ایک سونیکا ملمع کیا ہوا پیش قبض۔ دو سو

اشرفیان - ایک مرصع بڑی قیمتی چار سو پونڈ - اسپ بائے ہوئے دو دو گہوڑے مطلا انگریزی زین - نو نو پارچے کمخواب و کشمیری کپڑے کے - نو کشمیری شال - نو شالی عمامے - نو پارچے سرپیچ کے اور نو کلاہ زری میں کپڑے - شاہ نے کچھ کپڑے ہی بھیجے تھے جن میں تین قمیص اور پائجامے تھے - پائجاموں میں ازاربند تھے اور میں نے سنا کہ شاہ بہی اوسی قسم کے پائجامے پہنتے تھے - پس میں متعجب ہوا اسلیے کہ اونہیں چار مختلف رنگ کا کپڑا لگا ہوا تھا سرخ - سفید - قرمزی اور سبز -

جب میں اور میرے ساتھی یہ کپڑے پہن چکے تو ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ شاہ یاد فرماتے ہیں - محل میں پہونچے تو وزیر نے میرا استقبال کیا اور شاہ کے کمرے تک لے گیا - شاہان بخارا کے ہاں رسم ہے کہ بادشاہ دو تین غلام بچوں کے ساتھ ایک بڑے مکان میں بیٹھتا ہے - تمام ملازمین مکان کے چاروں طرف دیوار کے نیچے چھوٹے چھوٹے اونچے چبوتروں پر بیٹھتے ہیں - سردار وزیر و دربان رہتے ہیں جو وقتاً فوقتاً جہانکتے رہتے ہیں کہ شاہ آنکھ سے اشارہ کرے تو حکم بجا لائیں - اگر شاہ اشارہ کرے تو وہ دوڑکر جاتے ہیں اور پھر شاہ کی طرف پشت کرکے واپس آتے ہیں اور حاجی (رئیس خدمت ماشی) کو حکم سناتے ہیں -

جب ان دربانوں کے قریب میں پہونچا تو وہ شاہ کے پاس دوڑے گئے اور پھر واپس آکر حاجی سے کہا کہ شاہ نے انکے تحائف قبول فرمائے - پھر مجھ سے کہا کہ دونوں گھوڑوں کی باگیں ہاتھ میں لو اور نذر دکھانے کے تھیلے پشت پر رکھو اور شاہ کو سجدہ کرو - میں نے جواب دیا کہ تھیلے ایک آدمی کا بوجھ ہیں - گھوڑوں کے واسطے دو سائیس درکار ہیں اور کسی انسان کو کوئی کیوں نہو میں سجدہ ہرگز نہیں کرسکتا - مجھے خدا نے پیدا کیا ہے اور سوا اسکے اوسکے کوئی سجدہ کا مستحق نہیں ہے -

دربان نے جوکہ اس قسم کا جواب کبھی پہلے کسی سے نہیں سنا تھا میری گفتگو سنکر

ناہبت کثیر دیتا ہے دیکھو کہ مین ازکما بین اپنا پیغام خود شاہ کو پہونچا دونگا ورنہ کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آخرش وزیر نے اکبر جی سے کچھ کہا اور وہ پھر شاہ کے پاس گیا اور واپس آکر کہا کہ شاہ نے آپکے حاضر آداب کو منظور فرمایا۔ مین مکان مین داخل ہوا اور مطابق رسم تمام سلام علیکم کہکر شاہ سے مصافحہ کیا۔ اونہون نے مجھے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ مین مودبانہ بیٹھا اور گفتگو مین بھی آداب دربار کو نظر انداز نہ کیا۔ ایک گھنٹہ بات چیت کے بعد مین مکان واپس آیا۔

اسکے دو مہینے بعد شاہ کا ایک ملازم پیغام لایا کہ چونکہ بادشاہ سلامت آپ پر نہایت مہربان ہین اسلیے مناسب ہے کہ آپ ایک ہزار اشرفیان اور تین خوبصورت غلام بچے نذر کرین۔ مین نے جواب دیا "یہ تینون لڑکے بجاے میرے بیٹون کے ہین۔ اشرفیان دینا بادشاہون کا کام ہے۔ مطابق رسم کے مین نے بادشاہ کی خدمت مین تحائف پیش کیے اور اب عطیہ شاہی کی امید رکھتا ہون" دس روز بعد وہی شخص آیا اور کہا دو بادشاہ نے سلام کہا ہے اور وہ چاہتے ہین کہ آپکو ایک درباری عہدہ عطا کیا جاے تاکہ روز آپ اونکی خدمت مین حاضر ہوسکین۔ وہ آپ سے نہایت خوش ہین۔ مین نے کہا کہ مین نے کبھی نوکری نہین کی اور اس لیے آداب ملازمت سے بالکل بے بہرہ ہون۔ اسپر اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ ملازمت قبول کرین تو آپ کو جاگیر دی جائیگی۔ مین نے کہا کہ مین شاہ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہون مجھے جاگیر یا روپیہ کی ضرورت نہین ہے۔ وہ شخص بولا کہ اگر آپ نے ملازمت نہ کی تو غالباً آپ کو نقصان پہونچیگا لیکن مین نے اس خیال کی تردید کی اور کہا کہ صرف اون ہی لوگون کو نقصان پہونچ سکتا ہے جو کوئی برا کام کرین اور مین تو خود شاہ کی حفاظت و پناہ مین ہون۔ ہان اور جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا جس حالت مین کہ اپنے جد امجد امیر کابل کے لیے مین نے اس قسم کی خدمت کبھی نہ کی تو اب کس طرح ممکن

ہوسکتا ہے۔ دوسرے مالدرص اگر مین نے ملازمت کی بہی تو دوسرے افسرون کی طرح مین تمام دن بیکار نہین رہونگا جسکی وجہ سے اور درباریون کو سست وکاہل دیکہکر بادشاہ صدر وراون سے ناراض ہوجائینگے۔ میری حالت تو اسکے مصداق ہے [۵]

نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم		نہ باشتر بہ سوارم نہ چواشتر زیر بارم

یہ باتین سنکر اوس شخص کو یقین ہوگیا کہ اوسکی پند ونصیحت بالکل بے سود تہی اور جو گفتگو کہ مجہہ سے ہوئی اوسے لکہکر ساتہہ لے گیا۔

جب مین بخارا پہونچا تہا تو مین نے ایک معتبر شخص بیس اشرفیان ماہوار پر صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ تمام شاہی خبرین مجہے پہونچایا کرے اور چونکہ شاہ بخارا کے دربار مین سب کام زبانی ہوتا ہے اور تحریری نہین اسیلیے ہر شخص جسے دربار مین بار ہو وہان کے حالات سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ ماہ رمضان مین شاہی افسر بالکل کام نہین کرتے تہے صرف روزہ رکہتے تہے لیکن مجہے کوتوال کے مخبرون کے خوف سے مطلق اطمینان خاطر نہ تہا اس لیے کہ جس روز سے مین نے ملازمت سے انکار کیا تہا خفیہ طور پر میری نگرانی ہوتی تہی بلکہ مین نظربند تہا۔ لیکن بظاہر مین نے اس کا مطلق خیال نہ کیا اور اپنے نوکرون سے بہی ذکر نہ کیا۔

عید کے روز ملازمان شاہی میرے لیے دو جوڑے کپڑے معہ عمامہ ورومال بطور خلعت کے لائے اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ کل علی الصباح عید کی مبارکباد مین آپ اگر شریک ہون مین وہان پہونچا تو دیکہا کہ چالیس شخص ایک بڑے کمرے مین بیٹہے ہین اور اونمین ایک شخص محمد خان[۵] بلخ کا ایک مصنف ہی موجود ہے۔ میرے اور میرے ہمراہیون

[۵] ابتدا مین یہ شخص میر سربل تہا لیکن بغاوت کی۔ اور غلام علی اور کرنل ولی محمد خان سرداران فوج افغانی سے شکست کہاکر بخارا مین پناہ گزین ہوا۔

کے بیٹھنے کے لیے سب سے نیچے چبوترے پر جگہہ مقرر تہی اور سب سے اونچے چبوترے
پر محمد خان دس آدمیون کے ساتہہ تہا۔ جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو تمام لوگ
کہڑے ہوگیے اور اونکے ہاتہہ کو بوسہ دیا۔ مین نے بہی یہی کیا۔ اسکے بعد وہ چلے گئے
اور مٹہائی کی کشتیان اور خون لائے گئے دستر خوان بچہائے گئے اور سب چیزین اون پر
چنی گئین۔ نوکر علیحدہ ہوگئے اور حاضرین نے فوراً کہانا شروع کر دیا۔ جو لوگ کہ کسی قدر دور
تہے اونہون نے اپنے اپنے رومال بہر لیئے اور اپنی جگہہ پر جا کر بیٹہہ گئے اور بعینہ جانورون
کی طرح کہانے لگے اسلیے کہ جانورون کو بہی طشتری یا رکابی کی ضرورت نہین ہوتی ہے
مین متعجب ہو کر یہ کیفیت دیکہہ رہا تہا کہ ایک شخص نے کہا وہ بادشاہ کی طرف سے یہ ایک
متبرک دعوت ہے آپ بہی کیون نہین کہاتے ہو" مین نے ایک ٹکڑا مٹہائی کا اوٹہا لیا
اور کہا کہ بس اور نہین چاہیئے۔ پہر جسقدر جلد ممکن ہوسکا عیدگاہ گیا جہان کہ بادشاہ کے
حکم سے میرے لیے ایک خاص جگہہ منتخب کی گئی تہی۔ مین نے دیکہا کہ نائب غلام محمد اور کیدان
سکندر خان معہ چالیس ساتہیون کے جو پیشتر میرے ملازم تہے وہان موجود ہین ایک مہینہ
ہوا تہا کہ یہ شاہ بخارا کی ملازمت مین داخل ہوئے تہے۔ ان لوگون نے مجہے سلام تک
نہ کیا۔ شاہ سفید گہوڑے پر تشریف لائے ایک لنبی کلغی عمامہ مین دوسری گہوڑے کے
سر پر اور تیسری گہوڑے کی پشت پر لگی ہوئی تہی۔ ایک کشمیری شال کمر سے لپیٹے ہوئے
تہے عمامہ زربفت بہی بیس یا تیس گز کا تہا اور ایک مرصع پیش قبض لگائے ہوئے بڑی
شان و شوکت سے اکڑ اکڑ کر چل رہے تہے۔ ہر تیسرے قدم پر لوگ سلام کرنے کے لیے
زمین دوز ہو جاتے تہے لیکن مین اوسی طرح کہڑا رہا۔ الغرض وہ تکبیر کہتے ہوئے میرے مقابل
آکر بیٹہے اور نماز شروع ہو گئی۔ مین نے دیکہا کہ شاہ کے عمامہ کے تین پیچ کہل گئے ہین اور اس
خوف سے کہ عمامہ گر جائیگا وہ سجدہ سے سر نہین اوٹہاتے ہین۔ مجہہ سے نہ دیکہا گیا

کہ اس عظیم الشان بادشاہ کی بی حرمتی ہو بیت توڑدی اور جھک کر عمامہ درست کردیا۔ خدا بڑا غفور الرحیم ہے گو میری نماز پوری نہ ہوئی تاہم مجھے خوشی ہوئی کہ مین نے ایک نیک کام کیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد شاہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ منتشر کی طرح رہیں ہوں ہوئے۔ مجھے جب موقع ملا تو اپنے مکان واپس آیا۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد شاہ کے حکم سے کوتوال نے جمیرو میرے لوگون کی بیبیون کے ساتھہ تعلق ناجایز کی تہمت لگائی لیکن اسکے ثابت کرنے مین ناکامیاب رہا اسلیئے کہ مین کبھی تنہا نہیں رہتا تھا جہان جاتا تھا ساتھہ ستر آدمی میرے ہمراہ ہوتے تھے۔ بعدہٗ شاہ نے یہ ہدایت کی کہ کسی طرح میرے نوکروں کو بہکایا جاے کہ وہ میری ملازمت چھوڑدین۔

اسی درمیان میں خبر آئی کہ روسیون نے تاشقند لے لیا اور بخارا پر قبضہ کرنا چاہتے ہین۔ یہ سنتے ہی شاہ سمرقند روانہ ہوئے اور مجھے اور میرے ساتھیون کو وہین چھوڑ گیے مین نے فوراً ایک ملازم اپنے چچا محمد اعظم خان کے پاس راولپنڈی روانہ کیا اور خط لکھا کہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ کسی طرح اپنے تیئن اس قید سے رہا کرون اور انشاء اللہ تعالیٰ بیا سے بلخ روانہ ہونگا آپ بھی اگر ممکن ہو تو ہندوستان چھوڑیئے اور سوات کی راہ سے چترال اور بدخشاں ہوتے ہوئے تشریف لایئے تاکہ بلخ میں ملاقات ہو۔ ساتھہ ہی مین نے ایسی نوج کو بلخ مین تھی اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی اور شاہ بخارا کو سمرقند خط لکھکر وطن واپس جانے کی اجازت چاہی۔ یہ خط میں نے بذریعہ ناظر حیدر خان اور کیدان لیلر کے روانہ کیا۔ جب شاہ کے دربار اور قاضی اور کوتوال بخارا کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ادہون نے ایک شخص میرے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ بلا ہماری اجازت کے آپ نے شاہ کو کیون خط لکھا۔ میں نے جواب دیا کہ شاہ کے بہت سے ملازم ہیں لیکن ہیں ادمین سے کسی کو اپنے آپ سے برتر نہین سمجھتا۔ یہ سکر ادہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم دوسرا آدمی بھیجکر اس شخص

کو جو خط گیا ہے واپس بلا لینگے - مین نے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو مین شاہ اور تمہاری بلا اجازت چلا جاؤنگا اور تم اسکے جواب دہ شاہ کے نزدیک ہو گے - الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آئے - شاہ نے میرے خط کا جواب نہ دیا اور قاصد کو بھی اپنے ساتھ رکھا اسلیئے چند روز بعد مین نے جنرل علی عسکر خان کو بھیجا - یہ دوسرا خط پاکر شاہ نے اپنے مشیرکارون سے صلاح لی سب نے راے دی کہ چونکہ شروع سال سے مجھے کسی قسم کی امداد روپیہ یا اخراجات کی شاہ کی جانب سے نہین دیگئی تھی اسلیے میرا وہان رہنا فضول تھا - شاہ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مجھے روانگی کی اجازت دی - نیز وزیر کو یہ دریافت کرنے کی خواہش کی کہ میرے ملازم شاہی ملازمت منظور کرینگے یا میرے ہی پاس رہنا پسند کرینگے - لیکن خط کا مضمون بہت صاف نہ تھا اور وزیر نے سمجھا کہ اونکا منشا اون نوکرون سے تھا جو اوسوقت میری ملازمت مین تھے حالانکہ غرض اون لوگون سے تھی جو میرے ساتھ بخارا آئے تھے اور پھر مجھ سے علیحدہ ہو کر شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی - اس غلط فہمی کی وجہ سے وزیر نے کہلا بھیجا کہ اپنے نوکرون کو بھیجدیجئے تاکہ شاہی پیغام اونہین سنایا جاے مین اسکا مطلب یہ سمجھا کہ وزیر اس بہانہ سے میرے نوکرون کو گرفتار کریگا اور بعدہٗ مجھکو بھی - اور اسلیئے اونکے بھیجنے سے انکار کیا اور جواب دیا کہ اگر نوکرون سے کچھ کہنا ہے تو خود آکر میرے سامنے کہہ جاؤ - میرے ساتھیون نے بھی اسے منظور کیا اور کہا کہ ہم لڑکر جان دیدینگے لیکن وزیر کے پاس زندہ ہرگز نہ جائین گے - وہ بہت جلد مسلح ہو گئے اور مینے قاصد کو جواب دیکر رخصت کیا - یہ سنکر وزیر نے اپنا سکرٹری بھیجا جس نے کہ پہلے مجھے شاہ کا پیغام سنایا - میرے نوکرون نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم اپنے شاہزادے کی خدمت کرنے آئے ہین نہ کہ شاہ کے غلام ہونے کے لیے -

دو روز بعد جبکہ مین سفر کی تیاری کر رہا تھا سکندر خان اور نائب غلام بھی معہ اپنے تمام

ساتھون کے اسباب وغیرہ لیے ہوئے آموجود ہوئے اور یہ خبر لائے کہ ستادے نے ہر ایک سے تحریری کاغذ اس مضمون کا طلب کیا تھا کہ جس میں شاہ کی غلامی کا اقرار ہوا اور چونکہ اونھوں نے اس قسم کی تحریر سے انکار کیا اسلیے سب اسباب توقف کر دیے گیے جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی ان لوگون کے بہت سے قرض خواہ اداے دین کا تقاضا کرتے اور شور مچاتے ہوئے آئے معلوم ہوا کہ دو ہزار اشرفیان پاتی ہین - مین نے نائب غلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم سب میرے ساتھ ثابت قدم رہے ہوتے تو صرف تم کو تمسا اس سے زیادہ خرچ کرنے کو ملا ہوتا - اس کا اوس نے کچھ جواب نہ دیا اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے آنکھین چار کرتا -

مین نے کیدان سکندر سے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے جس کے جواب میں اوس نے کہا کہ بخارا کی دو ایک عورتوں کو دل دے بیٹھا ہون اگر وہ ساتھ نہ گئین تو مین بھی نہ جاونگا مین نے اون عورتون سے کہلا بھیجا کہ اگر وہ چلیں تو مین ہزار اشرفیان دونگا لیکن اونھون نے انکار کیا اور اسلیے سکندر نے بھی وہین رہنا قبول کیا - مین نے نائب غلام اور اوس کے ساتھیوں کے لیے گھوڑے اور زین خرید کیے اسلیے کہ قرض ادا کرنے کے لیے اونکے جانور وغیرہ فروخت ہو چکے تھے - الغرض پانچ روز مین ہمارے سفر کا سامان بالکل تیار ہو گیا اور ہم بلخ روانہ ہوئے -
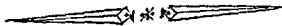
باب سوم

امیر شیر علیخان سے مقابلہ

سنہ ۶۷-۱۸۶۵ء

میرے بلخ چھوڑنے کے زمانہ سے جو کچھ امیر شیر علی خان نے کیا اب اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ جب مین بلخ سے چلا آیا تو امیر چھہ روز تاشقرغان قیام کر کے وہان پہونچے اور پہلا کام یہ کیا کہ ہمارے اہل وعیال کو قید کر کے کابل بھیجدیا۔ لیکن میرے والد کو اپنے سفر مین برابر ساتھہ رکھا۔ اپنے بھتیجے سردار فتح خان پسر اکبر خان کو بلخ کا گورنر مقرر کر کے کابل روانہ ہوئے اور اپنے بھائی امین خان اور شریف خان سے لڑائی کی تیاری شروع کردی جب سب سامان ہوگیا تو سردار ندر خان اور اپنے بیٹے ابراہیم کو کابل سپرد کر کے خود قندہار روانہ ہوئے۔ میرے والد کو نظر بند کر کے اپنے ہمراہ لے گیے۔ لیکن ہمارے اہل وعیال کے خرچ کے لیے ایک حبہ نہ دیا اور نہ کسی کو اونکی نگرانی کے لیے چھوڑا۔ میرے والد نے قید خانے سے امیر شیر علی خان کو خط لکھا اور اونکے افعال کی شکایت کر کے سمجھایا کہ سوتیلے بھائیون سے تو ایسی بری طرح پیش آچکے ہو اپنے حقیقی بھائیون سے ویسا ہی

سلوک میں کرنا چاہیئے اور اخیر میں لکھا "اور زیادہ خونریزی کا باعث بنکر اپنے آپ کو بدنام مکرو ورنہ اسکا نتیجہ نہایت برا ہوگا اور تمہیں پچھتانا پڑیگا"۔ لیکن اس فہمائش کا مطلق اثر نہ ہوا اور شیر علی خان وحدہ ور (۶ جون ۱۸۶۵ء) اپنے بھائیون سے لڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکے بھائی امین خان قتل ہوئے اور اون کا بیٹا مرزا محمد علی خان جو ولی عہد بھی تھا مارا گیا۔

اتنی جانین تلف ہو چکی تھیں باکر والد نے پھر امیر کو لکھا "اس وقت کی شرارت سے تم اپنے واسطے آیندہ کے لیے نہایت خراب تخم ریزی کر رہے ہو۔ کبھی خوش نہ ہوگے اور ہمیشہ رنج والم اسکا بر رہیگا"۔ امین خان کی لاش جب امیر کے سامنے لائی گئی تو دیکھکر بولے "اس کتے کو پھینک دو اور میرے بیٹے سے کہو کہ اگر اس فتح پر سب مجھے مبارکباد دے"۔ اہلکارون کو یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور بیٹے کی لاش بھی لے آئے وہ کسی قدر دور ہی تھی کہ اسنے پوچھا "یہ دوسرا کتا کون ہے؟" جواب میں لاش اوسکے قدمون کے پاس لاکر رکھی گئی اور جب اونھون نے پہچانا تو کپڑے پھاڑنے اور سر پر خاک ڈالنے لگے۔ درد وغم کا زور گھٹتے ہی بیہوش ہو گئے اور ایک گھنٹہ اسی حالت میں رہے۔ ہوش آیا تو بیٹے کی لاش سے باتین کرنے لگے اور پھر بیہوش ہو گئے۔ دو روز تک یہی کیفیت رہی اوسکے بعد محمد علی خان کا جنازہ کابل بھیجا گیا اور امین خان کے ملازمون نے اونکی لاش قندھار مین ترقہ کے متبرک دروازہ پر دفن کی۔ راہ مین امیر شیر علی خان کبھی تو صحیح الحواس ہو جاتے اور کبھی ہذیان بکتے تھے اور قندھار پہونچکر تو بالکل پاگلون کی طرح رونا اور چلانا شروع کیا۔ یہی زمانہ تھا جبمیں بخارا سے روانہ ہوا اور شیر آباد پہونچکر بلخ کی فوج کو خط لکھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے متفق ہو کر مجھے بلایا۔

اس موقعہ پر دو بھائی ولی محمد اور فیض محمد خان کی زندگی کے مختصر حالات بھی بیان کرا

لازم ہے - یہ دونون صوبہ آقچہ کے گورنر تھے جو کہ میرے والد نے اونہین دیا تہا - مان ان
کی کنیز تہی اور جب یہ کابل مین رہا کرتے تھے تو امیر دوست محمد خان کے زمانہ حیات مین
دو ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تہا - اونکے انتقال کے بعد میری سوتیلی والدہ بی بی مروارید
انپر مہربان ہوئین اور والد کو لکہا کہ وہ کنیز اپنے دونون بیٹون کو آپ کی غلامی مین دینا چاہتی
ہے لیکن اتنا روپیہ اوسکے پاس نہین کہ جس کے ذریعے سے وہ آپکی خدمت مین حاضر
ہو سکین - اسکے جواب مین والد نے پانچہزار روپیہ ولی محمد کو بہیجدیا اور حکم دیا کہ بلخ چلے جاؤ
جب وہ وہان پہونچا تو اوسے ایک پلٹن چہہ توپین ایک ہزار ملیشیا ہزار سوار اور صوبہ آقچہ
عطا فرمایا - فیض محمد کو بہی معہ اہل و عیال والد نے بلا لیا - یہ ولی محمد بڑا نمکحرام ثابت ہوا اور جو
سازش کہ میرے والد کو گرفتار کرنے کی کیگئی تہی اوسمین امیر شیر علی خان سے مل گیا تہا
اسکے صلہ مین امیر شیر علی خان ولی محمد کو اپنے ہمراہ کابل لے گیے تھے اور فیض محمد کو اوسکی
جگہہ گورنر مقرر کر دیا تہا جس زمانہ مین کہ مین بلخ واپس آیا ہون اوس وقت فیض محمد سے اوسکے
صوبہ کا حساب طلب تہا اور چونکہ وہ بہت سا روپیہ اپنے تصرف مین لا چکا تہا حساب
دینے سے قاصر تہا - علاوہ برین مجہے مخبرون سے معلوم ہوا کہ ولی محمد بہی کچہہ دل برداشتہ
تہا اور خوش نہ تہا اسلیے مین نے ناظر حیدر اور جنرل علی عسکر کے ذریعے سے دونون بہائیون
کو خط لکہا کہ دو سو سوار شہر دہ نہر والی رسالہ کے جو ولی محمد کے ماتحت تھے مجہہ سے شیر آباد آکر مل گئے
ہین اگر تم بہی آجاؤ تو انعام و اکرام کے مستحق ہوگے - صوبہ کے قزاقون اور رہزنون کے
سردارون کو بہی مین نے بلایا اور خلعت اور انعام دیکر تین سو سوار عاریتاً لیے - جب شاہ
بخارا نے مجہے بلخ جانے کی اجازت دی تہی تو میر شیر آباد کو لکہہ دیا تہا کہ مجہے وہان
تین روز سے زیادہ استقامت نکرنے دین - لیکن چونکہ میرے ساتہہ اڑہائی ہزار سوار جمع ہوگیے
تھے اور میر کے پاس کل ایک سو تھے اسلیے اسکا تصفیہ میرے اختیار مین تہا کہ جب تک

دل چاہے شیر آباد میں رہوں - میں نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہیے اور خود میرے پاس
صلاح کے لیے آیا اور کہا کہ اگر میں آپ سے تشریف لے جانے کے لیے کہتا ہوں تو
غالباً آپ مجھے قتل کروا لیں گے اور اگر شاہ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا ہوں تو وہ زندہ نہ
چھوڑینگے میں نے کہا کہ اس مشکل سے نجات پانے کی یہ تدبیر بتلاتا ہوں - اولاً شاہ کو خط
لکھو کہ سعد الرحمٰن کے پاس اتنی فوج ہے کہ وہ بزور شمشیر نہیں نکالا جا سکتا اسلیے جو حکم ہوا اوس
طرح عمل میں لایا جاوے - دوسرے یہ خط ایسے شخص کو دو جو اوسے نہایت آہستہ آہستہ لے
جاوے اور اگر بادشاہ اس قدر تاخیر کی وجہ دریافت کریں تو کہدے کہ راہ میں اتنا سخت
بیمار ہو گیا تھا کہ مرتے مرتے بچگیا خدا کا شکر ہے کہ حضور میں حاضر ہو سکا - میر نے اس صلاح
کو بہت پسند کیا اور ایک معتبر شخص کو خط دیکر بھیجا ادہر میں نے اپنی روانگی کے انتظام میں
عجلت کی لیکن چند روز بعد سنا کہ میرل کی فوج نے بغاوت کی اور اپنے نئے افسر کو قتل
کر کے آقچہ چلی گئی - یہ خبر سنتے ہی میں فوراً روانہ ہو گیا اور تھوڑی دیر وزیر آباد تھیر کر دریا ے
جیحون کے کنارہ پہونچا - اوسوقت اتفاقاً صرف دو کشتیاں موجود تھیں اسلیے خدا پر
بھروسہ کر کے تیس سب سے زیادہ بہادر اور شجیع افسر و سواروں کو ساتھ لے کر میں کشتیوں پر
سوار ہوا - افسروں میں کرنل نظیر خان کرنل ولی خان اور میر استمد غلام جو کہ میدان جنگ میں
شیر کیطرح لڑتا تھا (بالفعل وہ میرا کمانڈر انچیف ہے) میرے ساتھ تھے - جس زمانہ کا یہ
ذکر ہے اوسوقت اوسکی ڈاڑھی تک نہ نکلی تھی لیکن کئی لڑائیوں میں اوسکے ہنر و کمال
کی آزمایش کا موقع ملا تھا اور میں دیکھ چکا تھا کہ وہ تنہا چالیس سواروں کا مقابلہ کر سکتا
ہے - ایک اور نہایت دلیر شخص میرے ساتھ میر اغلام فرہاد تھا - الغرض بخیریت ہم نے
دریا پار کیا اور رفتہ رفتہ میرے باقیماندہ ساتھی بھی آگئے - تمام رات ہمنے کوچ کیا اور طلوع آفتاب
تک صوبہ آقچہ کے موضع چیلک شیر آباد پہونچکر قیام کیا - وہاں سے اون دو ملٹنوں کو خط

بہیجے جو سرپل سے معہ توپخانہ آئی تہین۔ اور نیز ملیشیا کو خط لکہا جسکے پاس وہ چہہ توپین تہین جو کہ میرے والد نے ولی محمد کو دی تہین۔ یہ خطوط بہیجکر مین سو گیا اسلیے کہ تین شب مطلق آرام نہین کیا تہا۔ میرے خط پا کر سپاہی اس قدر خوش ہوئے کہ تقریباً ایک ہزار میرے استقبال کے لیے پیدل آئے۔ مین نے اونہین عمدہ اور مہربانی کے سلوک کا اچہی طرح یقین دلایا اور جواب مین اونہون نے میرے لیے لڑنے کی قسم کہائی اونہون نے یہ بہی کہا کہ جب سے آپ تشریف لے گیے ہم نہایت افسردہ خاطر رہے اور اسی کے منتظر تہے کہ آپ واپس آئین تو امیر شیر علیخان بدعہد کے مقابلہ مین اپنی جوانمردی دکہلائین۔

اسکے بعد ہم آقچہ روانہ ہوئے جہانکہ فیض محمد نے ہمارا استقبال کیا۔ لیکن وہ دیوانہ ہو رہا تہا۔ کہنے لگا کہ مین نہین چاہتا تہا کہ آپ آئین لیکن فوج نے آپ کو بلایا ہے۔ مین نے جواب دیا۔ "کوئی ہرج نہین تم عقلمند آدمی ہو" مین نے دل بڑہانے کے لیے فوج کو یقین دلایا کہ چودہ ہزار ملیشیا سوار اور پانچہزار ازبک سوار سردار فتح خان نے ہمارے مقابلہ کے لیے بہیجے ہین اونپر ہم کو ضرور فتح حاصل ہوگی۔ یہ سوار اس خیال سے کہ اونکی سابق سرکشی اور نمکحرامی کی مین سخت سزا دونگا اپنے افسرون کو گالیان دے رہے تہے کہ اونہون نے مجہہ سے اور والد سے اونہین برگشتہ کیا تہا حالانکہ مین نے اور والد نے اونکے ساتہہ بہائیون اور بیٹون کی طرح برتاؤ کیا اور شتر اور گہوڑے اور بہیڑون کے گلون کا مالک بنایا تہا۔ سردار فتح محمد خان نے اپنی پیدل فوج قلعہ نملک مین رکہی اور سوار باہر آراستہ کیے۔ فوج کا سردار شہاب الدین پسر وزیر احمد تہا جو پہلے والد کا ملازم تہا اور جس کے ساتہہ والد نے بڑا سلوک کیا تہا۔ یعنی وزیر احمد کو ایک مرتبہ بلخ کے ایک قصبہ کا گورنر مقرر کیا تہا اور اوسنے دو لاکہہ روپیہ محاصل کا غبن کر لیا لیکن والد نے اوسکا قصور معاف کر دیا

اوسنے اور اوسکے بیٹون کو ایک سو سوارون کا خان بھی اون ہی نے بنایا تھا اور نشان و علم اور فوج عطا کی تھی۔ شہاب الدین اور فتح محمد ہر وقت محصور رہا کرتے تھے۔ اون کے افسرون نے قلعہ ملک کو سوارون سے بھر دیا اور باقی فوج ٹھیک تختہ پل کے باہر میرے مقابلہ کیلیے رکھی۔ مین نے ایک خط شہاب الدین کو اس مضمون کا لکھا "وہ نمک حرام میری مہربانیان اور عنایات بھول گیا اور صرف دو چار گھونٹ تلخ شراب کے لیے میرے دشمنوں کا ساتھ دے رہا ہے" اور فوج کو لکھا "تم میرے سپاہی ہو مین تم سے نہ لڑونگا اگر تم مجھے قتل کرنا چاہو تو مین کل قلعہ مین آنے کے لیے مستعد ہون۔ تم مجھے مار ڈالنا اور اپنے مرے آقا کا خون کر کے انعام پانا" یہ خط پڑھکر اونکے دل پگھل گئے اور صرف سو آدمی قلعہ مین چھوڑکر میری جانب روانہ ہوے۔ شہاب الدین کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوس نے چند قندہاری اور ازبک سوار اونکے روکنے کو بھیجے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ میرے سوار حکم پاتے ہی اس مستعدی سے آگے بڑھے کہ دشمن کی فوج پائمال ہوکر اس سراسیمگی سے بھاگی کہ چار سو گھوڑے اونکے ہمارے ہاتھ آئے۔ شہاب الدین بھی تختہ پل کی طرف بھاگا اور اوسکے جاتے ہی تختہ پل کے تمام سوار میری طرف چلے آئے اور پلٹنین پراگندہ ہوگئین۔ سردار فتح محمد اپنا تمام مال و متاع چھوڑکر تین یا چار سو سوارون کے ساتھ تاشقرغان بھاگا۔ یہ وہی موسم تھا جس مین گذشتہ سال مین بخارا بھاگا تھا۔ یہ دنیا سحر یون اور آزمایشون سے بھری ہے اور اس مین کیسے کیسے نشیب و فراز ہین!

جب مین بلخ پہونچا تو فوج نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی۔ نائب غلام احمد کو مین نے رعایا کو راضی کرنے اور تشفی و تسلی دینے کے لیے تختہ پل روانہ کیا اور دو روز بعد آپ بھی وہان پہونچکر فوج کو اپنی آیندہ مہربانیون اور خیر خواہیون کا یقین دلایا۔ فوج کی حالت درست کر کے مین نے علی عسکر خان کو توپخانہ کی جرنیلی دی اور نظیر خان کو پیدلون کی۔ دوسرے افسرون

کو بھی کرنیل اور جنرل کے عہدہ پر ترقی دی اور نیز ادن سپاہیون کو جو ابتدا سے سفر سے میرے ساتھ تھے۔

تھوڑے ہی روز بعد مین تاشقرغان کی طرف بڑھا جہانکہ سردار فتح محمد[۵۱] چھ پلٹنین لیکر موجود تھا۔ میری خواہش تھی کہ ملک کو دشمن سے پاک کرون۔ تاشقرغان مین بلا کسی مزاحمت کے مین داخل ہوا اور دو روز قیام کر کے ہیبک روانہ ہوا۔ فتح محمد اور شہاب الدین جو غوری مین تھے ہندوکش ہو کر کابل کی طرف بھاگ گئے اور راہ مین شیخ علی ہزارہ نے اونکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ میر اتالیق مر چکا تھا اور اوسکا بیٹا سلطان مراد قتاغان کا گورنر و امیر زادہ میرے سلام کو حاضر ہوا اور پانچ سو گھوڑے۔ دو سو شتر۔ دو ہزار بھیڑین۔ چار ہزار بوجھ غلہ چالیس ہزار روپیہ اور دیگر مختلف تحائف پیش کیے۔ مین نے اوسکے والد کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا اور کہا "جب میرے والد نے ملک قتاغان تمہارے والد کو دیا تھا تو اونھون نے تاجک۔ عرب اور قدیم افغان اور ہزارہ قومون کو اپنے ماتحت رکھا تھا اور تمکو صرف قتاغان کے لوگون کی حکومت دی تھی۔ مین بھی اس انتظام کو برقرار رکھون گا"۔ اوسنے جواب دیا کہ امیر شیر علی خان نے بھی یہی کیا تھا لیکن ایک لاکھ روپیہ سالانہ خراج لیتے تھے اور اخیر مین اسپر بھی اکتفا نکر کے تین لاکھ تک نوبت پہونچی تھی اور اس سے بھی زیادہ کی طلبی تھی۔

اس زمانہ مین چچا صاحب کا ایک خط میرے پاس بدخشان سے آیا جسمین لکھا تھا کہ وہ فیض آباد مین مقیم تھے اور میر اتالیق کی لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ تھا۔ بعد شادی کے مجسے آکر ملین گے۔ چونکہ سفر کا سب انتظام کر چکا تھا موسم سرما بھی چلا آرہا تھا اور امیر شیر علی خان ہنوز کابل نہین آئے تھے مین بامیان روانہ ہوا اور قراکوتل اور درۂ

[۵۱] امیر شیر علیخان نے اپنے بھتیجے سردار فتح محمد کو بلخ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

باوقاع یارکے باجگاہ مین قیام کیا اور وہان سے بامیان پہونچا - میر بابے ہزارہ کو خلعت
دیئے اور اون سے دو ہزار خروار گیہون اور جو - ایک ہزار خروار گہن اور تین ہزار
بہیڑین جمع کرنے کو کہا - اس سامان کے مہیا ہونے تک اور نیز چچا صاحب کے انتظار
مین مین باجگاہ ٹہیرا رہا - ایک مہینے بعد وہ تشریف لائے اور مین معہ اپنی فوج کے
اونکے استقبال کے لیئے گیا - چترال کے سفر مین جو جو مصیبتین اونہین پیش آئی تہین
اون سب کا ذکر مجہسے کیا اور بیان کیا کہ گورنمنٹ انگریزی کی سرد مہری اونہین اچہی
نہ معلوم ہوئی اسلیئے کہ جس زمانہ مین وہ جمرود مین تہے تو اونکی وساطت سے اونکے والد
دوست محمد خان اور برٹش گورنمنٹ مین تعلقات دوستانہ پیدا ہوگئے تہے - اونہون نے
یہ بہی کہا کہ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد سب لوگ دوست محمد خان کو سمجہاتے تہے
کہ انگریزون سے نہ ملو ممکن ہے کہ صوبہ پنجاب بہر مثل سابق افغانستان کی حکومت
مین آجاوے - اور اگر اوسوقت یہ صلاح سنی ہوتی تو اسمین شک نہین کہ پنجاب
افغانون کے قبضہ مین آجاتا لیکن صرف اون ہی نے اپنے والد کو اس سے باز رکہا اور
صلاح دی کہ انگریزون سے جو وعدہ ہوا ہے اوسے نہ توڑنا چاہیئے اسلیئے کہ ایسا کرنے سے
وہ تمام دنیا مین بدنام ہوجائین گے میرے چچا کو امید تہی کہ اسکے صلہ مین گورنمنٹ برطانیہ
اون سے اچہا سلوک کریگی اور اسی غرض سے وہ ہندوستان گیے تہے -

انگریزی گورنمنٹ کا برتاؤ جب ایسا پایا تو میرے چچا جو بہاگ گیے اور سوات ہوکر
نجم الاولیا آخوند احمد کے پاس گیے - وہان تہوڑے عرصہ قیام کرکے دیر اور کوتل لوری کی
راہ سے چترال ہوپہچے اور وہان سے درہ کوتل ہوکر بدخشان ہوپہچے اور پہر
قطاغان اور غوری ہوتے ہوئے باجگاہ آئے - اونکے بخیریت پہونچنے سے مجہے
نہایت خوشی ہوئی اور مین نے اون سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ بجاے والد کے میرے

ساتھ ہیں۔ ہم نے فوراً سرداران کابل کے ساتھ خط و کتابت شروع کی اور ویش روز بعد غوربند کی طرف سے کوہستان پہونچے۔ مین پہلے لکھ چکا ہون کہ سردار امین خان قتل ہو چکے تھے۔ اوسی لڑائی مین سردار شریف خان کو بھی امیر شیر علی نے قید کر لیا تھا۔ اس وقت انہین شریف خان کو رہا کر کے بمقام تتم درہ مجھ سے لڑنے کے لئے بھیجا لیکن جب اونکو میرے چچا کا خط ملا تو وہ چلے آئے اور سلام کیا اور اپنے بھائی سے ملے جو ہمارے ساتھ تھا۔ امیر شیر علی خان کس قدر کوتاہ اندیش تھے کہ ایسے لوگون کو اپنے بھائی کے حامیون سے لڑنے کے لیے بھیجتے تھے۔

شریف خان نے اپنی فوج کو رخصت کر دیا اور وہ کابل واپس گئی۔ مین چارہ کار سے سعید آباد ہو کر تتم درہ مین داخل ہوا۔ موسم سرما شروع ہو گیا تھا اور کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ سوارون کی مدد سے مین نے اونٹون کے لیے سڑک صاف کرائی اور اونکے پیرون سے برف دب گئی اس کے بعد پیدل فوج اوس پر سے گذری اخیر مین توپخانہ بھی بڑی دقت سے کھینچکر لایا گیا۔

راہ اس قدر دشوار تھی کہ روز دو گھنٹہ سے زیادہ نہین چل سکتے تھے اور اسیلیے پیشقدمی سستی کے ساتھ ہوئی لیکن آخرش ہم خیل پہونچگئے۔ شیر علی خان کی فوج بمقام خواجہ تھی۔ مین نے پہاڑیون سے فائدہ اوٹھایا اور اپنی فوج چوٹیون پر نصب کی جہان تھوڑی دیر دشمن کی جانب سے تقدیم کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی کارروائی اودھر سے ظہور مین نہ آئی مین نے دوربین سے دیکھا کہ کابل کو حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی قسم کا انتظام نہین کیا گیا ہے۔

رات اوسی مقام پر بسر کی۔ دوسرے دن صبح پسر امیر شیر علی خان کا کابل سے خط آیا جسمین لکھا تھا کہ اگر کابل پر چالیس روز تک حملہ نکرو تو مین تمہارے والد کو قید سے

رہا کرونگا اور ترکستان بھی چھوڑ دونگا - اسے مین نے منظور کرلیا اس لیے کہ کثرت
برف مین لڑنا نہایت ہی دشوار ہوتا اور دوسرے اگر وہ اپنے وعدہ کے پکے نکلے تو
ہم لوگ موسم بہار مین بلخ واپس جاسکین گے - اسی درمیانمین سردار محمد رفیق خان
او جنرل شیخ میر جو سردار ابراہیم کے درباری تھے آپس مین لڑے تھے اور چونکہ شیخ میر
کے ہوا خواہون کی تعداد زیادہ تھی محمد رفیق کو شکست ہوئی تھی - یہ محمد رفیق نہایت
ہوشیار شخص تھا اور امیر شیر علیخان کا وزیر تھا اس شکست کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی
جان لینے کے لیے بعض لوگون نے سازش کی تھی اسلیے وہ کابل سے تب کے
وقت بھاگا اور تنگاؤ میں پناہ لی جب مین چارہ کار پہونچا تو وہ مجھے وہان ملا تھا اور اوس سے
امیر شیر علی خان کی بد انتظامی کا پورا حال معلوم ہوا - یہ شخص اوسوقت بھی ہمارے ساتھ
تھا اور چالیس دن تک حملہ نکرنے کے عہد و پیمان کے بعد ہماری فوج کے ساتھ کوہستان
واپس آیا - میرے چچا چارہ کار میں رہتے جو کابل سے ستائیس میل ہے -

ماہ مارچ آپہونچا اور امیر شیر علی خان کے بیٹے کے وعدہ کی مدت بھی منقضی ہوگئی جب
میں نے دیکھا کہ اوسکے وعدہ کی کوئی امید اوس طرف سے نہین تو کابل پر پیشقدمی کی
اور قلعہ دودہ مست پہونچگیا - عظیم الدین خان جو ایک ہزار ملیشیا کے ساتھ میرے مقابلہ
کو بھیجا گیا تھا دو چار گولیان چلنے کے بعد کابل واپس گیا - میرے چچا بہت سے سپاہیون
کے ساتھ کابل میں داخل ہوئے[51] اور جب سردار شیرین خان کے مکان میں پہونچے تو
وزرا اور سردارون نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی ادہر سردار ابراہیم خان نے قلعہ کابل
کو خوب مضبوط کیا تھا جسکی وجہ سے میری فوج نے نو روز تک اوسکا محاصرہ کیا لیکن آخر
میں جنرل شیخ میر اور دوسرے لوگون نے دروازے کھولدیے - پس امیر شیر علی خان نے

[51] فروری ۱۸۶۶ء -

جواوسوقت حرم سرامین تنہا باہر آکر ہمکو سلام کیا۔ غرضکہ ہم کابل پر قابض ہو گیے اور پسر امیر شیر علی خان قندہار بہاگ گیا۔

چھہ ہفتہ بعد خبر آئی کہ امیر شیر علی فوج لے کر ہماری طرف آرہے ہین۔ مین نے اپنی فوج کو تیار رکہا تہا۔ سوارون کے تین حصے کیے ایک حصہ کابل مین چچا کے پاس چہوڑا اور دو حصے ساتہہ لے کر کوہ سرخ سنگ کی جانب روانہ ہوا۔ کابل مین سوار رکہنے کی یہ وجہہ تہی کہ فتح محمد خان کی ایک لڑکی کابل پر جلال آباد کی طرف سے حملہ کر رہی تہی جہانکہ فوج سوہم سرامین رہ چکی تہی۔ تین ہزار سپاہی اور یہی جو مین نے حال مین نوکر رکہے تہے چچا کے پاس چہوڑے اور نو ہزار سوار اور تیس توپین اپنے ہمراہ لین۔ میر رفیق خان کو حکم دیا کہ میرے ہمراہ غزنی چلے اور شیخ میر کو چچا کے ساتہہ کابل رہنے دیا۔ جب غزنی پہونچا تو دیکہا کہ نذر خان وردک نے پیشتر ہی سے قلعہ مضبوط کر لیا تہا۔ مین نے اوسکا محاصرہ کیا لیکن وہ نہایت مستحکم تہا اور میرے خچر بازی کی توپون سے فتح نہین ہو سکتا تہا۔ اس لیے مین نے مناسب نہ سمجہا کہ گولہ بارود اوسپر ضایع کرون جو کہ میرے پاس وافر نہ تہا۔ اودہر محصورین کی ہمت بہی اس وجہ سے زیادہ ہو رہی تہی کہ اونکے امیر کے پاس سے روزانہ خبر آتی تہی کہ چالیس ہزار فوج کے ساتہہ وہ اونکی امداد کو آرہے ہین۔ غرضکہ گیارہ دن تک کچہہ نہ کیا گیا حتی کہ امیر شیر علی خان کی فوج غزنی سے ایک کوچ کے فاصلہ پر آپہونچی۔ میرے مخبرون نے مجہے اطلاع دی کہ امیر شیر علی خان کی فوج کی تعداد چالیس ہزار تہی اور نہایت تعلیم یافتہ تہی۔ یہ سنکر مین نے میر رفیق خان سے مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اتنی بڑی فوج سے کہلے میدان مین لڑنا ہماری تہوڑی فوج کے لیے ناممکن ہے اس لیے ہم ایک تنگ درہ مین واپس گیے جہانکہ ہماری قلیل التعداد فوج کو بہتر موقع لڑنے کا مل سکتا تہا اولا میر رفیق نے اس تجویز سے اختلاف کیا تہا اس لیے کہ واپس جاتے

سے سپاہیوں کے دل ٹوٹ جائین گے اور ممکن ہے کہ وہ ہمین چھوڑ کر چلے جائین لیکن
مین نے اس اعتراض کی تردید کی اور سمجھایا کہ میری فوج کو ایسی تعلیم دیگئی ہے کہ جہاں ہم
جاوین میرے ہمراہ چلے معمولی افغانی سپاہی اوسمین شامل ہین۔ سعید آباد ایک تنگ
درہ تہا اور اوسکے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تہین۔
ہم اوسی شب وہاں پہونچے۔ جس وقت کہ ہم سعید آباد واپس جا رہے تھے امیر شیر علیخان نے
دس ہزار ہراتی اور قندہاری سواروں کو ہمارے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بہی ہدایت
کی کہ کابل والی سڑک پر قبضہ کرلین تاکہ دوسرے روز اگر وہ فتحیاب ہون تو ہمارے بہاگنے
کی راہ مسدود ہوجائے۔ دشمن کی فوج کے ان حصون سے میرے چہ سو سپاہیون سے
مقابلہ ہوگیا جنہین مین نے بطور ہراول کے آگے بہیجا تہا۔ میرے سوار دلیری سے لڑے
اور آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتے گئے اور مجہے اس مشکل کی اطلاع بہی دی۔ مین نے خبر پاتے
ہی دو رجمنٹین پیدلون کی اونکی مدد کو بہیجین جو کہ اچانک جا پہونچین اور چونکہ امیر شیر علیخان
کے سوار ایک ہی جگہ جمع تھے تہوڑی سی گولیون نے اونہین بہت نقصان پہونچایا
اور وہ بہاگ کہڑے ہوئے۔ میرے سپاہی خوشی خوشی مال غنیمت لیکر واپس آگئے
اور ہم سعید آباد کی طرف پہر روانہ ہوئے۔

جب امیر شیر علی خان نے اس شکست کی خبر سنی تو اوسی قدر سپاہی اپنی فوج کی مدد
کے لیے روانہ کیے لیکن اونہون نے آکر میدان خالی پایا اور میری فوج کو واپس جاتے
دیکہا۔ اسلیے وہ خود واپس چلے گئے اور امیر کو مژدہ سنایا کہ اونکی فوج کی کثرت دیکہکر مین نے
ہمت ہار دی تہی اور لڑائی سے منہ موڑ کر بہاگا جاتا تہا۔ یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ فتح کی خوشی
مین سلامی فیر کی جائے اور سوارون کو تعاقب کے لیے بہیجکر ہدایت کی کہ مجہے گرفتار کرلین
نو بجے دن کے ہم شستگاؤ ہوئے تو یہ سوار ہمین اچانک دکہلائی دئے۔ مین سداد،

باربرداری کے سامان کے پیچھے پیچھے کوچ کرتا تہا اور چار پلٹنین اور بارہ خچر باٹری کی توپین میرے ساتہہ تہین - سردار رفیق کو ایک حصے کے ساتہہ اسباب کے داہنی طرف تعینات کیا تہا اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم آگے آگے تہے - جب دشمن کے سوار قریب پہونچے توپین سے نہت تیزی کے ساتہہ بڑہنا شروع کیا اور سڑک کے کنارے ایک بڑے غار مین ایک پلٹن پوشیدہ کردی اور حکم دیدیا کہ میری توپون کی آواز سنتے ہی بندوقین چلانے کے لیے تیار ہوجائین - اسکے بعد مین نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ آہستہ چلین اور جیسے ہی دشمن کی فوج کو دیکہا کہ غار کے سامنے ہے اپنی بارہ توپون کے منہ اونکی طرف پہیر دیے اور گولہ باری شروع کردی - ساتہہ ہی چہپی ہوئی پلٹن نے جوکہ دشمن کے بالکل قریب تہی گویان چلائین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر شیر علیخان کے ایک ہزار سوار کم آگے اور تہوڑے سے مقابلہ کے بعد باقی سوارون نے پشت دکہائی - لیکن بہت جلد وہ پہر سنبہل گیے اور میری فوج کے پیچہے پڑے لیکن اونہین حملہ کرنے کی ہمت نہوئی - تہوڑی دور تک وہ اسی طرح ساتہہ آئے یہانتک کہ مین نے ایک ہزار سوارون کو اونپر حملہ کرنیکا حکم دیا - اسمین مجہے کامیابی ہوئی اور ڈیڑہ سو سوار دشمن کے قید کرلیے - لیکن اون لوگون کو مین نے رہا کردیا اور کہدیا کہ میری تعلیم یافتہ فوج کا مقابلہ کرنا ناممکن اور فضول تہا - میرا اچہا سلوک اور میرے سپاہیون کی دلیری دیکہکر وہ شیر علی خان کے پاس واپس گیے - راہ مین اہل وطک کے سو آدمی اونہون نے قتل کیے اور اونکے سر کاٹ کر ہمراہ لے گیے - اور امیر شیر علی خان کو دکہلاکر کہا کہ یہ افغان سوارون کے سر ہین - لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ مقتولین کے رشتہ دار پہونچے اور امیر شیر علیخان کے پاس اونکے سوارون کے ظلم کی شکایت کی - اونکی فریاد سنکر اونہون نے رسالہ کے افسر اعلی کو بلایا اور حقیقت حال دریافت کی - اوس نے کہا کہ عبدالرحمن کے سپاہیون سے لڑنا بہت مشکل ہے اگر لڑائی کسی صحرا مین ہوئی ہوتی تو اوسکے سوار گہر گیے

ہوتے اور ایک بھی نہ بھاگ سکتا۔

امیر شیر علی خان غزنی کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر چار روز قیام کیا اور میرے والد کو قلعہ میں مقید کر کے میری طرف جانب سعید آباد بڑھے۔ سعید آباد میں منے ایک مضبوط مقام منتخب کیا تھا اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر توپیں نصب کر کے لڑائی کا انتظام کیا تھا چار روز کوچ کر کے امیر ہمارے مورچوں کے سامنے آکر ٹھہرے۔ میں نے اس سے پہلے ایک گاؤں آیمی نامی اس غرض سے لوٹا تھا کہ فوج کے لیے میں رسد کا سامان رسد مہیا کرلوں۔ اس گاؤں کے لوگوں نے مجھے کھانے پینے کی چیزیں خریدنے سے روکا تھا۔ میری فوج کی تعداد سات ہزار تھی اور امیر کے پاس پچیس ہزار سپاہی اور پچاس توپیں تھیں۔ بہت جلد نہایت زور شور سے لڑائی شروع ہوگئی بندوقوں اور توپوں کے دھوئیں سے آفتاب تک پوشیدہ ہوگیا اور چار بجے شام کو جنگ موقوف ہوئی۔ میرے دو ہزار آدمی زخمی ہوگئے اور مارے گئے لیکن امیر شیر علیخان کا نقصان تخمیناً اس سے چند ہوا[۵۱]۔ جیسے ہی مجھے یقین ہوا کہ خداوند کریم نے مجھے فتحیاب کیا میں نے چند تیز سوار غزنی بھیجے کہ میرے والد کو قید سے رہا کردیں۔ لیکن ان کے پہونچنے کے پہلے ہی سنتریوں نے میری فتح کی خبر پاکر والد کو رہا کر کے اطاعت قبول کی تھی دیگر سردار جو والد کے ساتھ رہا ہوئے وہ یہ تھے :۔

سردار سرور خان۔ سردار اعظم خان۔ سردار شاہنواز خان۔ سردار سکندر خان اونکے چچا۔ اور محمد عمر برادر۔ سردار سلطان جان گورنر ہرات سابق۔ آخر الذکر دو تین اشخاص ہرات میں گرفتار کیے گئے تھے۔ امیر شیر علی خان قلعہ غزنی ہمارے قبضہ میں چھوڑکر قندہار بھاگ گئے اور وہ لڑکے شکست پاتے ہی اونکا رسالہ جو اصل میں میرے والد کا تھا، اونھیں چھوڑکر ہماری طرف آگیا۔

۵۱۔ ۱ مئی ۱۸۶۶ء

لڑائی شروع ہونے کے پہلے مین نے چچا کو لکہا تہا کہ آکر میری مدد کرین اور حالانکہ وہ میرے قریب پہونچگئے تہے میرے شریک نہوئے اور دور ہی سے جنگ کی کیفیت دیکہتے رہے - اونکا بیٹا سردار محمد عزیز خان جسکی عمر صرف سترہ سال تہی میری طرف بہایت دلیری سے لڑا - میرے والد نے بہی اس فتح پر اظہار خوشی کیا اور مجہے خط لکہا جسے پاکر مین نہایت خوش ہوا اور خدا کی حمد و ثنا کی - جواب مین مین نے لکہا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کرون لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ تم فوج سے علیحدہ نہ ہو مین خود بہت جلد آکر تم سے ملون گا -

میرے سپاہیون نے چار روز تک امیر شیر علی خان کا خزانہ اور اسباب لوٹا اور پانچوین روز میرے والد تشریف لائے - مین نے معہ اپنی کل فوج کے اونکا استقبال کیا - گہوڑے سے اوترکر اون کے قدمون کو بوسہ دیا اور اونکی رہائی پر خدا کا شکر ادا کیا - دوسرے دن مین نے ہرات تک امیر شیر علی خان کے تعاقب کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا اور والد نے میری غیر حاضری مین دیگر امور کی نگرانی اور انتظام اپنے ذمہ لینا قبول فرمایا لیکن میرے چچا نے میرے جانے کی مخالفت کی - یہ دیکہکر مجہے غصہ آیا اور مین نے کہدیا کہ اگر آپ خطرات جنگ سے محفوظ رہنا چاہتے ہین تو امیر شیر علیخان کے گرفتار ہونے کے بعد مجہہ سے آکر ملیئے گا لیکن میرے چچا کے اعتراضات کا والد پر بہی اثر ہوا اور اونہون نے بہی اون سے اتفاق کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجہے اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور ہم سب کابل روانہ ہوئے - وہان کے لوگون نے نہایت خوشی سے ہمارا استقبال کیا اور بہت کچہہ خیرات بہی کی - ہم محل مین داخل ہوئے اور مین نے والد کے نام کا خطبہ پڑہا - تمام سردار جمع ہوکر اونہین امیری کی مبارکباد دینے کے لیے آئے اور کہا کہ چونکہ آپ امیر دوست محمد خان کے بڑے بیٹے ہین اور اونکے بعد آپ ہی حقدار ہین اسلیے ہم نہایت خوشی سے آپکو اپنا فرمانروا تسلیم

کرتے ہیں۔ پیر یہ کہ صرف چند فوجی افسرون نے شیر علی خان کو امیر گردانا تھا ورنہ اون کی حکومت
سے کوئی راضی نہ تھا اور اپنے حقیقی بھائی کو مار ڈالنے اور میرے والد کو قید کرنے کے
سبب جلاوطن تھے۔ اسلیے کہ والد اون سے عمر میں بڑے تھے اور عزت و تعظیم کے
مستحق تھے۔ شیر علی خان کے بیٹے کے مارے جانے کا ہم سب نے افسوس کیا لیکن
یہ اون کے گناہوں کا نتیجہ تھا۔

موسم گرما نہایت خوشی کے ساتھ اچھی طرح بسر ہوا۔ میرے والد ملکی انتظام کرتے
تھے اور مین اور چچا فوج کے نگران تھے۔ موسم خزان مین والد نے مجھسے کہا کہ شیر علی خان نے
قندہار سے کابل پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کی ہیں مین نے جواب دیا کہ اگر بعد فتح
کے مجھے اون کے تعاقب کی اجازت دیگئی ہوتی تو پہر دوبارہ وہ لڑائی کا انتظام ہرگز
نہ کر سکتے۔ تب اونہون نے دریافت کیا کہ کتنے دن مین تم روانہ ہونے کے لیئے تیار
ہو سکتے ہو۔ مین نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھا ہوا تھا کہ یہ واقعہ ضرور پیش آئے گا اور اپنے
تمام انتظام درست کر رکھا ہے۔ اور آج ہی روانہ ہو سکتا ہون۔ وہ بہت متعجب ہوئے اور
کہا یہ پہلی مرتبہ ہے کہ افغانی فوج جس روز اعلان جنگ ہوا اوسی روز روانہ ہونے کے لیے
تیار ہے مین والد کی حضوری میں رہا اور ضروری احکام جاری کر دیئے۔ چار گھنٹے مین
بارہ ہزار سپاہی محل کے قریب جمع ہو گئے اور مین دوپہری روانہ ہوا۔ میرے روانہ ہونے
سے پہلے والد نے فوج کا خود معائنہ کیا اور میرے انتظام مین کسی قسم کی خامی نہ پائی اسکے
بعد وہ میرے چچا سے مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ آپ کی فوج ہمراہ جانے کو تیار ہے
یا نہین۔ جواب ملا کہ سوائے خیمون کے اور کوئی سامان تیار نہین لیکن ایک مہینے میں
تمام انتظام ہو جائے گا۔ مین نے کہا کہ غزنی مین آپ کا انتظار کرونگا اور والد کے ہاتھ کو
بوسہ دیکر اوس طرف روانہ ہوا۔ وہان تین روز قیام کے بعد مین نے سنا کہ شیر علی خان

کلات تو خالی ہو گئے ہین - یہ خبر پا کر مین نے والد کو لکھا کہ چچا کب آئین گے اس لیے کہ اونکے ساتھ صرف تین ہزار سوار ہو نگے اور اتنے تھوڑے آدمیون کے لیے میری فوج کا ٹہرا رہنا قابل افسوس تہا - مین نے یہ بہی عرض کیا کہ میرے پاس سوار صرف چار ہزار ہین اور چونکہ یہہ کافی ہونگے اسلیئے اگر چچا کے آنے مین دیر ہو تو تھوڑے سوار میرے پاس فوراً بہیجدیئے جائین - خط بہیجکر مین ٹکر روانہ ہوا - شیر علیخان کو جب یہ خبر ہوئی تو اونہون نے کلات مستحکم کیا اور وہین رہے - مگر مین بارہ روز چچا کا انتظار کر کے بہی کلات کی طرف بڑہا -

دوسرے روز شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان شاہ پسند خان اور فتح محمد میری خیمہ گاہ کے چارون طرف ملک لوٹنے کے لیے مقرر کیے - مین نے ایک مخبر سے سنا کہ یہ لوگ چہہ میل کے فاصلہ پر پوشیدہ تہے اور پہر آگے بڑہکر چشمہ پنجک نامی مقام پر معلوم ہوا کہ اونہون نے شب ایک پرانے قلعہ مین بسر کی - مین نے جنرل نظیر خان اور عبدالرحیم کو ایک ہزار رسالہ کے سوار ایک ہزار درانی سوار - دو پلٹن پیدل - اور چہہ توپین دیکر قلعہ پر رات کو حملہ کرنے کے لیے بہیجا - اونہون نے اسکی تعمیل کی اور دشمن کی فوج گہبرا کر بہاگی - تین سو آدمی مارے گئے اور ایک ہزار قیدی ہاتہہ آئے - میری فوج کا صرف ایک شخص ضایع ہوا اسلیے کہ دشمن کی فوج نے لڑنے کی ہمت نہ کی بلکہ سراسیمگی کے ساتہہ بہاگ کہڑی ہوئی - یہ قیدی مین نے غزنی بہیجدیئے - شیر علی خان یہ بری خبر پا کر نہایت افسردہ ہوئے اور گیارہ روز تک لڑائی کی کوشش نہ کی - اس درمیان مین میرے چچا بہی سوار اور پیدل فوج لے کر آ پہونچے اور اون سے مین نے اس واقعہ کا ذکر کیا - جس مقام پر ہم تہے وہان سے دو سڑکین جاتی تہین ایک کلات غلزئی ہو کر قندہار کو اور دوسری قوم ہزارہ کے ملک سے ناوہ ارغستان ہین اور پہر منڈی حصار ہو کر قندہار

ان دونون سڑکون کو ایک بلند پہاڑ ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے اسلیے مجھے
خیال ہوا کہ چونکہ شیر علی خان نے کلات کے مضبوط کرنے مین بڑی محنت کی تھی اگر ہم
ارغستان والی سڑک سے کوچ کرین تو اوسکی تمام محنت بیکار ہو جاے گی۔ مین نے
چچا سے اسکا ذکر کیا۔ اونہون نے میری راے سے اتفاق کیا اور ہم اوسی سڑک
سے روانہ ہوے۔

میں عموماً کوچ اس طریقہ سے کیا کرتا تھا کہ باربرداری وغیرہ کا سامان آگے بھیجدیتا تھا
اور حکم دیدیتا تھا کہ جب تک مین نہ پہونچون کوئی چیز نہ اوتاری جاے۔ اسکے بعد ہی
جنرل لطیف خان عبدالرحیم اور چند دیگر افسر ہوتے تھے اور مین خود فوج کے بازو پر رہتا تھا
تاکہ یمین ویسار سے حملہ ہو تو اوسے روک سکون دیوالک ایک مقام پر پہونچکر مین نے
فوج کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ میں اور چچا ایک چوتھائی میل کے فاصلہ پر پیچھے رہے اور صرف
دو سو سوار دو توپین ہمارے ساتھ تھین۔ اوسوقت چند سوارون نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک
گلہ بھیڑونکا ہماری جانب آرہا ہے لیکن مین نے دوربین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دشمن کی
فوج کا ایک حصہ تھا۔ مین نے اپنے دو سو سوارون کو حکم دیا کہ چار چار یا پانچ پانچ ایک ساتھ
ہوکر پہاڑی پر چڑھین اور اوترین تاکہ معلوم ہو کہ اونکی تعداد زیادہ ہے اور عبدالرحیم کو کہلا بھیجا
کہ فوراً ہماری امداد کو آئے اور لڑائی کی تیاری کرے۔ تھوڑے عرصہ مین شیر علی خان کی پوری
فوج اس ترتیب کے ساتھ دکھلائی دی۔ دس ہزار پشت رود کے سوار۔ تین ہزار ہرات کے۔ دس ہزار
قندہاری اور چار ہزار شیر علی خان کے اپنے کابل کے سوار۔ یہ سب ہماری طرف بڑھے چلے
آتے تھے۔ میرے افسرون نے آکر مجھے صلاح دی کہ سوار ہوکر فوج سے ملجائیے لیکن
مین نے اس بات سے عذر کیا کہ دشمن کو ہماری قلیل التعدادی معلوم ہو جاے گی اور اوسکے سوار
ہمارے جانے کی راہ مسدود کر دینگے برخلاف اسکے اگر ہم برابر چلتے پھرتے رہیں اور تکلف

موقعون پر آگ جلائین تو حملہ کرنے سے پہلے وہ ہماری اصلی تعداد دریافت کرنے مین کچھ وقت صرف کرین گے الغرض وہ راضی ہو گئے لیکن اونکو یہ نہ معلوم تہا کہ مین کس قدر بے قرار ہو رہا تہا اور مجہے کتنا اضطراب تہا۔ اودہر تو دشمن کی فوج لڑائی کے لئے صف آرا ہو رہی تہی لیکن ظاہرا اس وجہ سے توقف کرتی تہی کہ پہلے ہماری تعداد معلوم ہو جاے اور اودہر میری فوج اتنی دور تہی کہ اگر مین کسی کو اوسکے بلانے کے لیے بہیجتا تو اوسکے پہوچنے اور فوج کے آنے مین دیر ہوتی۔ آخرش مین نے عبد الرحیم کو دور آتے ہوئے دیکہا لیکن اوسکے پہوچنے سے پہلے ہی دشمن نے ہماری توپون پر حملہ کر دیا اسلیے کہ دو توپون کا بہت کم اثر اتنی بڑی فوج پر ہو سکتا تہا اور دو توپچیون کو مار کر اور ایک کو زخمی کر کے اونپر قبضہ کر لیا۔ باقی توپچی بہاگ گئے جس وقت کہ میری توپین کہینچکر لیجا رہے تہے مین نے چار پلٹنین زیر حکم عبد الرحیم اونہین چارون طرف سے گہیر لینے کے لیے بہیجین۔ اس جد وجہد مین پانچسو آدمی اور بہت سے گہوڑے دشمن کے مارے گئے اور ہم نے توپین چہین لین باقی ماندہ سوارون کا مین نے کلات کی دکہن جانب تعاقب کیا۔ یہ سوار سہ پہر کے وقت کسی قدر دیر سے قریہ تلہ نامی تک پہونچکر ٹہہر گئے اور تلبق سر نامی پہاڑیون پر مقیم ہوے۔ ہم بہی قریب ہی خیمہ زن ہوے جہان سے شیر علی خان کو قلعہ کلات مین بلا دوربین کی مدد کے دیکہہ سکتے تہے۔ مین نے دیکہا کہ ہزیمت خوردہ سوارون کو دیکہکر باقی فوج پست ہمت ہو گئی ہے اور سپاہی اپنے مورچون مین بیدلی سے چل پہر رہے ہین۔ مین نے نہایت دشواری سے اپنی فوج کو صف آرا کیا اور توپین نصب کرنے کے لیے پہاڑیان منتخب کین میرے پاس اوس وقت بارہ پلٹنین چہہ چہہ سو سوارون کی۔ دو ہزار رسالہ کے سوار اور ایک ہزار دورانی سوار تہے۔ باقی فوج پیچہے خیمہ زن تہی۔ شام تک مین پہاڑی پر کہڑا رہا اوسکے بعد نیچے اوتر آیا اور دشمن کو اسکی خبر بہی نہ ہوئی۔ پہر اندہیرا ہوتے ہی واپس ہوا اور دو بجے شب کو اپنی پوری فوج سے آملا۔ خدا کا شکر ہے کہ اوس وقت سے

صبح دس بجے تک خوب بارش ہوئی جسکی وجہ سے سڑکیں کیچڑ سے بھر گئیں اور خیمے تر ہو گئے دو روز وہاں قیام کرکے ہم قندہار کی طرف روانہ ہوئے اور یہ خبر پاکر شیر علی خان بھی اوسی جانب چلے لیکن چونکہ ہم دونوں میں ایک سلسلہ پہاڑوں کا حائل تھا اس لیے اون کی فوج ایک جانب کوچ کرتی تھی اور میری دوسری جانب ہم کو امید تھی کہ شیر علی خان سے پہلے قندہار پہونچ جائیں گے اور اون کا ارادہ تھا کہ ہمیں راستہ ہی میں وہاں پہونچنے سے باز رکھیں۔ اسی طرح پانچ روز متواتر ہم چلتے رہے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے سے پانچ ہزار قدم کے فاصلہ پر تھیں لیکن ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے کوئی بھی تیار نہ تھی۔

پانچویں روز ہم ایک ایسے مقام پر پہونچے جو کہ لڑائی کے لیے نہایت موزوں تھا اور شیر علی خان نے بھی وہاں قیام کیا۔ کچھ توپیں جھنڈوں کے ساتھ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نصب کیں اور باقی پیچھے چھپا دیں۔ ضرورت سے زیادہ اسباب و سامان آگے بھیج دیا اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم کو حکم دیا کہ تین پلٹنیں پیدلوں کی اور ایک ہزار ملیشیا کے سپاہی لیکر اون غاروں پر قبضہ کر لیں جو کہ اوس سڑک کے کنارہ تھے جس سے کہ شیر علی خان آئیں گے یہ دیکھکر میں نے سڑک پر قبضہ کر لیا۔ شیر علی خان لڑنے پر مجبور ہوئے اور اپنی فوج کو جنگ کے لیے آراستہ کیا لیکن یہ دیکھکر کہ چوٹیوں پر صرف تھوڑے ہی آدمی تھے اور سامان باربرداری وغیرہ آگے چلا گیا تھا اونہوں نے اپنے افسروں سے کہا کہ ایک ہی حملہ کرنا چاہیے کیونکہ دشمن کی فوج زیادہ نہ تھی۔ یہ کہکر اونہوں نے پہاڑی کی چوٹیوں پر جو میرے سوار تھے اون پر حملہ کیا اور ساتھ ہی جو فوج کہ پوشیدہ تھی اوسکے باہر نکلنے کا حکم دیا جس وقت کہ لڑائی شدت و مدت کے ساتھ ہو رہی تھی اور دونوں فوجیں جست ہو رہی تھیں میں نے عبدالرحیم اور جنرل نظیر کو بلایا اور اونہوں نے دشمن کے بازو اور عقب پر حملہ کیا

اس کے تھوڑے ہی دیر بعد شیر علی خان کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ قندھار کی طرف بھاگ گئی۔ میں نے سواروں کو دشمن کا اسباب و سامان لوٹنے دیا۔ پینتیس توپیں بھی ہمارے ہاتھ آئیں۔ اسکے بعد میں اپنی خیمہ گاہ واپس آیا جو کہ تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اور خوب لمبی نیند سویا اس لیئے کہ گذشتہ پندرہ روز کی کشمکش و اضطراب و دشمن کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے کسی روز دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں سویا تھا۔ دوسرے دن شام کے وقت میری آنکھ کھلی لیکن کھانا کھا کر پھر سو رہا اور دوسری صبح کو جاگا۔ اتنا سونے کے بعد میری طبیعت بالکل درست ہوگئی اور اپنی فتحیابی پر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔

دوسرے روز چچا کے ساتھ قندھار کی طرف روانہ ہوا اور پانچویں دن وہاں پہونچگیا۔ شیر علی خان سیدھے ہرات بھاگ گے۔ قندھار پہونچکر میرے چچا نے کابل جانیکا اشتیاق ظاہر کیا اور کہا کہ تم یہیں رہو۔ لیکن میں نے انکار کیا اور کہا کہ میں کابل جاؤنگا اور آپ یہاں گورنر رہیں۔ میں نے باربرداری کے جانوروں اور اپنے ساتھیوں اور توپخانہ کے لیئے گھوڑوں کا انتظام کیا اس لیئے کہ موسم سرما میں میرے ساتھ کے جانور نہایت کمزور ہوگئے تھے۔ اور چرنے اور فربہ ہونے کے لیئے چھوڑ دیئے گیے تھے۔

اس موقع پر اپنے چچا کی فوج کے ایک افسر فتح محمد پسر سلطان احمد خان کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ جنگ ہرات میں سلطان احمد خان کو شیر علی خان نے گرفتار کر لیا تھا لیکن میرے والد نے اوسے رہا کر کے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ یہ شخص اوس عہدہ سے دست بردار ہو کر چلا آیا۔ اور شیر علی خان سے جا ملا۔ اونہوں نے اوسے اپنے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور اس لڑائی میں وہ برابر میرے مقابل رہا ایسے

شخص کی نسبت کیا بات تاثیر کی جا سکتی ہے جو اپنے آبادی دہندہ ارجمن سے
لڑے۔ جس نے اسے تیار کیا تھا اوسکا طرفدار ہو؟
سچ ہے ایک بدطینت شخص تعلیم و تربیت سے کبھی درست نہیں ہو سکتا
باغوں میں گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں اور جنگلوں میں خار ٥

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے		ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست		در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس
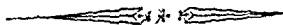
باب چہارم

شیر علی خان سے مقابلہ

و

حالات امیر محمد اعظم خان

سنہ ۱۸۶۷ء

اب بلخ کا حال سنئیے مین بیان کر چکا ہون کہ اوس ملک کو فتح کر کے مین نے فیض محمد ناظر حیدر خان اور جنرل علی عسکر خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا تھا جب مین بامیان پہونچا تو سنا کہ اِن تینون اشخاص مین آپسمین ناچاقی ہے مین نے اونہین لکھہ بہیجا کہ ایسے وقت مین جبکہ مین کابل پر حملہ کرنے والا ہون۔ آپس کی پرخاش سے باز رہین۔ ہوہم سرما مین مینے فیض محمد کو لکھا کہ ایک ہزار باربرداری کے ٹٹو بہیجدے لیکن اوس نمکحرام نے یہ دیکھکر کہ مین جنگ مین مصروف ہون انکار کیا۔ فتح سعید آباد کے بعد میرے والد نے اوسے لکھا کہ آکر اون سے ملاقات کرے اس سے بہی اوس نے انکار کیا۔ اسی درمیان مین میرے

چچیرے بھائی سردار سرور خان آٹھ ہزار سوار اور غلام علی خان کے ہمراہ ہزارہ کا انتظام
کرنے کے لیئے بامیان بھیجے گئے تھے اور اسی زمانہ میں شیر علی خاں قندھار سے غزنی
جا رہے تھے کہ کلات میں میں نے انکا مقابلہ کیا جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں۔

سردار فیض محمد روز بروز زیادہ تکلیف دینے لگا اور مجبور ہو کر میرے والد نے سرور خان
کو اوسپر فوج کشی کا حکم دیا۔ وہ فوراً بلخ روانہ ہوئے اور ہیبک سے پانچ کوچ کے فاصلہ
پر آب کلی نامی گانوں میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ سرور خان نے شکست کھائی لیکن
دوبارہ فوج جمع کر کے پھر ماحنگاہ میں لڑے لیکن اس مرتبہ بھی فیض محمد کو فتح ہوئی۔ سردار
سرور خان بھاگ گئے اور بہت سے افسر اور سپاہی فیض محمد نے قید کر لیئے۔ نائب غلام
اور غلام علی خان اور دو یا تین بڑے افسروں کو اوس نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد وہ قطغان
و بدخشان کی طرف واپس گیا اور میر جہاندار سے یہ دونوں ملک ضعیف لڑائی کے بعد میں لیئے
میر جہاندار میرے والد کے پاس کابل شکایت کرنے کے لیئے گیا لیکن اونکے پاس خود فوج
نہ تھی اور چونکہ معلوم ہوا کہ فیض محمد کابل کی طرف بڑھ رہا ہے اوہوں نے اوسے روکنے کے
لیئے مجھے لکھا۔ گو میں اوسوقت عارضہ گردہ کی وجہ سے نہایت کمزور تھا تاہم خط پاتے ہی
فوراً روانہ ہوا۔ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا اس لیے تخت روان پر چلا اور ڈبل کوچ کر کے
پانچویں دن غزنی پہونچ گیا۔

وہاں والد کا ایک خط ملا جسمیں لکھا تھا کہ چنداں جلدی کی ضرورت نہیں ہے اس لیئے
کہ نمکحرام فیض محمد بلخ اور قطغان کی طرف واپس چلا گیا تھا مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی اس لیے کہ گو
میں اچھا ہو گیا تھا لیکن میری فوج دوہرے کوچوں کی وجہ سے بہت تھک گئی تھی۔ پانچ روز
غزنی ٹھیر کر میں کابل روانہ ہوا۔ والد نے بہت سے لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے اور
اون سے بہت دوستانہ برتاؤ کیا۔ والد کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور والدہ کی قدمبوسی حاصل کر کے

نہایت خوش ہوا۔ دریاے کابل کے کنارہ مین نے اپنی فوج کو ٹھہرایا۔ روز ایک مرتبہ
والدین کو دیکھنے جاتا تہا لیکن ہمیشہ واپس آکر فوج کے ساتھہ سوتا تہا۔ تو جبکہ اسیطرح رہنے لگا
یہانتک کہ موسم گرما آیا اور کابل مین ہیضہ شروع ہوا۔ اوسوقت والد نے فرمایا کہ خیمہ گاہ کی ہوا
اچھی نہین بہتر ہے کہ تم بالاحصار جاکر رہو مین نے اپنے سپاہیون کو رخصت کیا اور وہ
اپنے اپنے مکان چلے گئے۔ اور خود بالاحصار جاکر اقامت کی۔

زیادہ عرصہ گذرا تہا کہ خبر آئی کہ والد بہی اس وبائی مرض مین مبتلا ہوے اور اس ملک کے
جاہل عطارون کی دواؤن کی اونپر آزمایش ہونے لگی یہانتک کہ بخار بہی آگیا اور وہ سخت
بیمار ہوگئے ساتھہ ہی یہ بہی سنا گیا کہ شیر علی خان بلخ پہونچ گئے تہے جہانکہ فیض محمد بہی
اون سے ملگیا تہا اور دونون کابل کی طرف بڑہ رہے تہے۔ مین نے فوراً چچا کو اپنے والد
کی خطرناک و نازک حالت سے مطلع کیا شیر علیخان اور فیض محمد کی فوج کشی کا حال لکہا اور
عرض کیا کہ گو مین از حد خواہشمند ہون کہ بڑہکر اون دونون سے لڑون لیکن بلا آپکے آے
والد کے پاس سے علیحدہ نہین ہو سکتا۔ عرصہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا اس لیے مینے
یہ انتظام کیا کہ مخبر تعینات کیے کہ شیر علیخان کی پیشقدمی کی روزانہ کیفیت مجہہ سے بیان کریا
تاکہ جب کابل پہونچنے مین دو دن کی راہ باقی رہ جاے تو مین باہر نکلکر اون سے لڑون۔
ایک روز مجہے یہ سنکر تعجب ہوا کہ دشمن پنج شیر واپس گیا اور چاہتا تہا کہ دیکا یک کوہستان
کابل مین داخل ہو۔ یہ سنکر مین والد سے رخصت ہوا اور چارہ کار روانہ ہوا۔ اونہون نے
میری فتحیابی کے لیئے دعا مانگی۔ چچا بہی غزنی پہونچ گئے لیکن لڑائی کے اختتام تک وہین
مقیم رہے چارہ کار پہونچکر مجہے خبر ملی کہ فیض محمد کا ارادہ وادی پنج شیر سے آنے کا تہا اسلیئے
مین نے تمام شب کوچ کیا اور طلوع آفتاب تک گل بہار نامی مقام اور قلعہ اللہ داد پہونچا جو کہ
گہاٹی کے منہ پر واقع ہے۔ ادہر تو مین اپنی پوری فوج کے ساتھہ دار د ہوا اور اودہر فیض محمد بہی

پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گیا۔ بعدہٗ مجھے معلوم ہوا کہ ہماری فوج سامنے دیکھکر اوسے سخت تعجب ہوا اس لیئے کہ سرداران کوہستان نے اس غرض سے اوسے اپنے ملک سے ہوکر جانے کے لیئے بلایا تھا کہ راہ میں کسی قسم کی مزاحمت کا کم موقع ہوگا لیکن مین آفت ناگہانی کی طرح اوس وقت جا پہونچا تھا۔ علاوہ برین ایک خط شیر علی خان کا اوسے ملا جسمین فہمایش کی گئی تھی کہ اونکے آنے تک اوسے آگے نہ بڑھنا چاہیئے کیونکہ دو روز کے عرصہ مین وہ وہان پہونچ جائینگے۔ یہ خط پاکر فیض محمد کے ہاتھ پیر چھوٹ گیے اور شیر علیخان کو ملامت آمیز خط لکھکر اطلاع دی کہ عبدالرحمٰن پہونچگیا ہے۔ اگر تم نے آنے مین زیادہ توقف کیا تو دونون جان سے جائینگے۔

فیض محمد نے تب ہی کوہپایہ کی چوٹیون پر مورچہ بندی کی اور دوسرے روز صبح کے وقت ہم نے اوسپر حملہ کیا۔ لڑائی نہایت سخت ہوئی اور گو فیض محمد بلندی پر ہونے کیوجہ سے ہم سے زیادہ فائدہ میں تھا تاہم چند گھنٹے کے بعد مین نے اوسکے بعض سنگرون پر قبضہ کرلیا۔ یہ سنکر وہ پہاڑیون کے پیچھے سے سامنے آیا اور مین نے اوسپر ایک ایسا سیدھا گولہ چلایا کہ اوسکے ٹھیک شکم مین جا کر لگا ہمارا نمک جو اوس نے کھایا تھا وہ اس طرح پھوٹ کر نکلا اور ایسے نمکحرام کی زندگی کا اس موزونیت کے ساتھ خاتمہ ہوا۔ مین نے تقریباً اوسکی تمام فوج گرفتار کرلی اور شیر علی خان معہ دو ہزار سوارون کے ساتھ جو ہرات سے لائے تھے بلخ بھاگ گئے۔[۵۰] مین نے فیض محمد خان کی لاش اوسکے بڑے بھائی ولی محمد اور اوسکی مان کے پاس بھیجدی اور تین چار روز بعد مین بھی کابل واپس گیا۔

چند روز بعد میرے چچا کو اس فتح کی خبر غزنی مین پہونچی۔ کابل پہونچتے ہی مین والد کی خدمت مین حاضر ہوا اوسکو حالت نزع مین پایا۔ خواتین حرم سرا نے بآواز بلند کہا کہ عبدالرحمٰن

۵۰ [illegible] ستمبر

آگیا ہے اور قدمبوسی کے لیے حاضر ہے۔ لیکن اونہین یارا ے کلام نہ تہا تاہم مجھے دیکھکر میری طرف ہاتہہ بڑہایا۔ یہ دیکھکر کہ وہ اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہوجائین گے مین رونے لگا۔ تہوڑی دیر تک وہان رہکر مین اپنی خیمہ گاہ مین آیا اور اپنے فوجی فرائیض کی طرف متوجہ ہوا۔ والد کو روز دو بار جاکر دیکہتا تہا۔ میری واپسی کے تیسرے روز جمعہ کے دن اونہون نے اِس دارِ ناپائدار سے رحلت کی اور مجھے اپنی مفارقت کا داغ دے گئے لیکن مین نے مشیت ایزدی کے روبرو سرِ تسلیم خم کیا اور صبر کیا۔ اسکے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور اپنی وصیت کے مطابق وہ قلعہ تہمسند خان مین جو اونکی ملکیت تہی دفن کیے گئے مین دل شکستہ کابل واپس آیا اور غربا اور مساکین کو کہانا کہلایا۔

تین روز بعد مین نے اپنے چچا سردار محمد اعظم خان سے کہا کہ جب تک والد زندہ تہے آپ اونکے چہوٹے بہائی تہے اور مین بمنزلہ آپ کے چہوٹے بہائی کے تہا۔ اب جو والد نے وفات پائی تو مین آپکو بجائے اونکے سمجہونگا اور آپکی جگہہ خود لونگا۔ اور آپکا بڑا لڑکا میری جگہ متصور ہوگا اونہون نے جواب دیا کہ تم اپنے باپ کے تخت کے حقدار ہو اور مین تمہارا نوکر ہونگا مین نے کہا وہ آپ کی ریش سفید کے لیے زیبا نہین کہ آپ کسی کے ملازم ہون مین جوان ہون اور جسطرح والد کی خدمت کرتا تہا اوسیطرح آپکی بہی کرونگا۔ چار روز بحث کے بعد جمعہ کی شب کو مین نے اہل خاندان امرا اور صوبجات کے سردارون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ چچا صاحب کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ اسکے بعد سب سے پہلے مین نے اونکے ہاتہہ پر بیعت کی اور دوسرے سردارون نے بہی ایسا ہی کیا اور اونہین مبارکباد دی۔ مین اپنی خیمہ گاہ مین واپس آیا چالیس شبانہ روز والد مرحوم کی روح کو ثواب پہونچانے کے لیے قرآن شریف ختم کروائے اور محتاجون کو خیرات دی۔ چند مہینے بعد مفسدون نے میرے چچا کو مجہہ سے بدظن کر دیا اور اونہین باور کرایا کہ میرے کابل مین رہنے کی وجہ سے اون کا

رعب کم ہے بہتر ہو کہ مجھے بلخ بھیجدین اور میری جگہ اپنے بیٹے کو مقرر کرین - وہ بیوقوف اور گمراہ
لوگ جنکے ہاتھ مین امیر کی لگام تھی یہ تھے :-

شہزادہ جان (درانی) صاحبزادہ غلام جان ملک شیر گل (غلزئی) نواب صوفی خان (کیانی) محمد اکبر جان
(غلزئی) امیر اکبر جان (کوہستانی) میر جان عبد الخالق پسر احمد کشمیری (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور ملک جبار خان ان کے
بہکانے سے امیر اسقدر مجھسے بدگمان ہو گئے کہ ایک روز حسب معمول مین سلام کے لیے
گیا تو دربان نے روکا اور کہا کہ امیر صاحب آرام فرماتے ہین - مین دروازہ پر صبح سے ایک
بجے دن تک بیٹھا رہا حالانکہ دیگر ملازمین اور ارکین متواتر آتے جاتے تھے - اسکے بعد کھانا
چنا گیا تب مجھے معلوم ہوا کہ امیر صاحب کی عجیب قسم کی نیند تھی کہ خواب مین کھانا بھی کھاتے
تھے اب مجھے بھی اندر جانے کی اجازت دی گئی - دیکھا کہ یہ سب ارکین امیر کے چارون طرف
بیٹھے ہین مین بھی بیٹھ گیا لیکن جب مجھ سے کھانے کے لیے کہا گیا تو مین نے جواب دیا
کہ مین کھانا کھا چکا ہون اور کھانا ختم ہونے تک ایک کونے مین بیٹھا رہا - پھر مین نے دیکھا
کہ درباری آپسمین سرگوشی کرنے لگے اس لیے مین اوٹھکر چلا آیا - یہ پردہ داری اور سازش دو تین
یوم تک رہی جسکے بعد امیر نے کہا کہ تمہارا بلخ جانا بہتر ہے - مین نے اونھین یقین دلایا کہ شہر کا
انتظام یہ ہوگا کہ وہ اپنے بیٹے عبد اللہ کو عبد الرحیم اور جنرل نظیر اور میری فوج کے دیگر افسرون کے
ہمراہ جو بلخ کے رہنے والے ہے چوبیس توپون کے ساتھ بھیجدین اور مجھے کابل مین اپنی خدمتگذاری
کے لیے رہنے دین - مین نے خیال کیا کہ اگر شیر علی خان نے ہرات کی طرف سے لشکر کشی کی
تو مین اوسکا مقابلہ کرونگا - میرے چچا نے کہا کہ بلخ کا انتظام سوائے تمہارے اور کسی سے
نہین ہو سکتا - مین سمجھ گیا کہ اونکا اصل منشا مجھے وہان سے نکالنا ہے اسلیے دوسرے روز مین بلخ روانہ
ہو گیا اور اپنے اہل و عیال کو کابل ہی مین رہنے دیا - جاڑے کا موسم تھا اور زمین برف سے
چھپی ہوئی تھی اسلیے مجھے راہ مین سخت تکلیف ہوئی اور میرے تین سو آدمیون کے دست و پا پالے

سے بیکار ہو گیے۔

یہ لکھنا بہی ضروری ہے کہ میری روانگی سے پہلے امیر نے محمد اسمعیل پسر [illegible]
ایک پلٹن چھ توپین اور پانچ ہزار سوار دیگر ہزارہ اور کرنل سہراب کو چار سو سوار اور [illegible]
تک جانیکا حکم دیا اور ہدایت کی کہ جب مین وہان پہونچون تو مجھ سے آکر ملین [illegible]
یہ افسر میرے سلام کو آئے۔ مین نے اون سے بلخ تک ساتھ چلنے کے [illegible]
جو لوگون نے علم بغاوت بلند کیا تہا اوسے زیر کرین اور وعدہ کیا کہ [illegible]
بہیجدونگا اونہون نے منظور کر لیا لیکن کرنل سہراب کے پاس چچا صاحب [illegible]
اجازت لیکر یا بلا اجازت جس طرح ہو فوراً واپس جائین۔ چند روز بعد گورنر [illegible]
مین نے مقرر کیا تہا) لکہا کہ حساب فہمی اور موقوفی کے لیے کابل سے [illegible]
یہی جواب دیا کہ تعمیل حکم کرنا لازم ہے بہت سی تکلیفین اور راہ کی سختی [illegible]
ہیبک پہونچا تو میر قتاغان سلام کے لیے حاضر ہوا اور بہت سے تحائف [illegible]
گھوڑون کے لایا۔ وہان سے مین تاشقرغان گیا۔ شیر علی خان کی بدنظمی [illegible]
کی حالت بالکل متغیر پائی۔ میرہا سے بلخ کو جنہون نے بخارا کو [illegible]
پناہ لی تہی شیر علی خان نے اپنے ملک کو واپس آنے کیلئے کہا تہا [illegible]
اور توپین روپیہ دیکر خرید کر لین۔ ان بیوقوفون نے یہ سمجھکر کہ شیر علی خان [illegible]
کا اختیار ہمارا روپیہ دیدیا اور افغان باشندون کو یہ کہکر فوراً لوٹ لیا کہ ان [illegible]
نے بیچ ڈالا تہا۔ افغانون نے جواب دیا کہ ہم شیر علی خان کو امیر نہین مانتے۔ [illegible]
ہمارا بادشاہ ہے۔ اسطرح بات بڑہتی گئی حتیٰ کہ بہت کشت و خون ہوا اور [illegible]
ہان پہونچا سب امیر خوف زدہ ہو کر آقچہ اندخوی شبرغان اور میمنہ بہاگ گیے [illegible]
ملک کو مستحکم کر کے میرے مقابلہ کے لیے فوج جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

مین تاشقرغان سے مزار شریف اور وہاں سے تختہ پل گیا۔ میرے یہو پہنچنے کے چند روز بعد اسمعیل خان کے تو بچانے اور پلٹن کے افسران نے مجھ سے آکر کہا کہ اسمعیل خان آپ سے صادق تھا۔ برتاؤ نہیں رکھتا ہے ہم نہایت خوش ہونگے اگر آپ ہمین اپنی فوج مین داخل کرلین۔ مین نے جواب دیا "میرے چچا امیر اعظم خان نے تمہین اسمعیل خان کے ماتحت مقرر کیا ہے۔ جب تک اونکی اجازت نہو مین تمکو تبدیل نہین کر سکتا"۔ لیکن مین نے چچا کو اسکی نسبت لکھنے کا وعدہ کیا اور لکھا بھی جسکا جواب یہ آیا کہ جو کوئی میرے نور چشم محمد اسمعیل خان کی شکایت کرے وہ مفسد و کذاب ہے۔ یہ خط مین نے اون افسروں کو دکھا دیا اور تاشقرغان روانہ ہوا جہاں کہ میرے مقابلہ کی تیاریاں کی گئی تہین۔ مین نے صلح اور آشتی کے ساتھ وہاں کے لوگو نکو سمجھایا کہ لڑکر اپنے آپ کو تباہ نکرین اور قسمین کھائین لیکن اونہون نے اس خیال سے ایک نمانی کہ قلعہ فتح ہو سکے گا۔ قلعہ کی خندق کا طول ۳۳ گز اور عرض پچاس گز تہا اور اس پیدل سے عبور کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا تہا۔ دوسرے دن مین نے اپنی توپونکو آراستہ کیا اور طلوع آفتاب کے وقت حملہ کا حکم دیا۔ نو بجے صبح تک قلعہ کا دروازہ اور دو مینار مسمار کردیے گئے میری فوج نے دس ہزار پونے خشک گہاس کے خندق مین ڈالدئے اور اونپر چلکر قلعہ کی دیواروں تک پہونچ گئے باغیون اور قلعہ کے لوگون نے بید کے بڑے بڑے گٹھون مین آگ لگائی اور اونہین میری فوج پر پہینکا اور جو سپاہی دیوار پر چڑہے۔ اون پر سنگیون سے حملہ کیا۔ باوجود اس سب کے وہ قلعہ مین داخل ہوگئے حالانکہ اس کوشش مین سات سو آدمی کام آئے قلعہ کے تمام لوگ جنکی تعداد اڑہائی ہزار تہی قتل کیے گئے صرف ایک شخص زندہ بچا اور وہ بہی اسطرح کہ اوس نے اپنے تئین ایک اندہے کوئین مین گرا دیا تہا۔ اوس نے بیان کیا کہ جب میر ولی نے سنا کہ مین آرہا ہون تو اڑہائی ہزار سب سے زیادہ دلیر اور بہادر شخص منتخب کیے جنہوں نے از خود کہا کہ اس قلعہ کی حفاظت کے لئے جان تک دیدینگے

دریغ نہ کرینگے اس کے صلہ مین خلعت - تلوارین - بندوقین وغیرہ اونہین بطور انعام دیگئی تہین -
مین نے قلعہ کے حاکم قرا خان پسر ایشان صدور میر بلخ سے دریافت کیا کہ تم نے میری
قسم کیون نہ مانی اور کیون لڑے اوس نے جواب دیا "جسطرح مین جانتا ہون آپ
بہی واقف ہین کہ پہلے کبہی یہ قلعہ فتح نہین ہوا ہے اور اسلیئے ہمکو یقین کامل تہا کہ
اسے آپ نہ لے سکین گے" مین جانتا تہا کہ سچ کہتا ہے اسلیئے کہ میرے چچا نے اٹھارہ
مہینے اسکا محاصرہ کیا تہا اور سامان رسد ختم ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً محصورین سے صلح
کی تہی - خدا کے فضل سے مین نے چہ گہنٹہ مین اوسے فتح کیا اور اوس ملک مین جو ظلم
افغانون پر ہوئے تہے اون سب کا عوض لیا - دوسرے روز اوس ایک شخص کو مین نے
رہا کردیا اور میر ہاے بلخ کے پاس بہیجدیا کہ اونکو قلعہ کے فتح کی کیفیت سنائے اس کے بعد مین آقچہ
کی طرف بڑہا - وہان کے باشندے میرے استقبال کیلیئے شہر کے باہر آئے میری عزت اور
تعظیم کی اور میر ہاے بلخ کے افعال کی معافی چاہی - مین نے معاف کردیا اسلیئے کہ اونکے
قصور کا اصلی سبب شیر علی خان کا اونکے پاس ملک بہیجنا تہا - تمام میر ہاے بلخ میمنہ کی طرف
بہاگ گیے سوائے میر حکیم خان کے جس نے کہ میری اطاعت قبول کی اور محمد خان میر سرپل
کے جس نے مجہے بہت سے تحائف بہیجے - اس شخص کا مین پہلے بہی ذکر کرچکا ہون جہانک
اوسکے بخارا مین رہنے کا بہی حال لکہا ہے - اوسکے تحائف مین نے واپس کردیئے اور ایک نئے
گورنر کو خط دیکر بہیجا کہ اوسکے ملک پر قبضہ کرلے - الغرض وہ بہی میمنہ کی طرف بہاگ گیا شبرغان
پہونچکر مین نے سابق میر حکیم خان کو بحال کیا اور اندخوی مین نیا گورنر بہیجا - میر حکیم نے ممنون احسان
ہوکر اپنی بیٹی میرے عقد مین دینا چاہی - اولاً مین نے انکار کیا لیکن بعدہٗ منظور کرلیا - محمد اسمعیل خان
کے محافظون نے مجہے اطلاع دی کہ وہ ہماری گورنمنٹ کا دشمن ہے اور اس سے ہوشیار رہنا
چاہیئے چونکہ اسی قسم کی شکایت اسمعیل خان کے افسرون سے پہلے سن چکا تہا اس لیے مین نے

صلاح دی کہ براہ راست امیر کو اطلاع دین اور اُس تحریر کا مضمون بیان کر دیں۔ میں نے چچا صاحب
کو بھی لکھا لیکن اونھون نے مطلق خیال نہ کیا اور ماد ملتا جکو سمت درست کہا مجھے حکم بھیجا
کہ فوراً میمنہ چلے جاؤ لیکن چونکہ یہ مضرات ہوتا میں نے عذر کیا کہ میری فوج موسم سرما مین
ما بر سفر کرتی رہی ہے بہت صعوبتین اوٹھائی ہیں اور لڑائی مین فتح بھی پائی ہے مناسب ہے
کہ اوسے اچھی طرح آرام کرنے دین۔ دوسرے بلخ کی حالت بھی قابل اطمینان رہتی اور
اس وجہ سے اوس وقت تک میرا وہان رہنا مفید تھا جب تک کہ لوگ ہماری حکومت کے
عادی نہ ہو جائین۔ اسکے جواب میں اونھون نے لکھا کہ شیر علی خان میرے بیٹے سرور خان
اور عزیز خان کے مقابلہ مین سرور قندہار فوج بھیجیگا اور اگر ایسا ہوا اور اونہین شکست ہوئی
تو مین اسے تمہارا قصور تصور کرونگا۔ مین نے کہا میمنہ اور فوج بھیج دیجئے اور مجھے یہان
اپنے قریب رہنے دیجئے تاکہ اگر شیر علی خان قندہار پر حملہ کریں تو مین اون کا مقابلہ کرون علاوہ
برین میمنہ کے محاصرہ مین کیے مہینے صرف ہو گئے اور ممکن ہے کہ شیر علیخان مجھے اس قدر دور
دیکھکر کابل پر فوج کشی کریں۔ لیکن چچا صاحب نے میری صلاح پر کان نہ دیا اور کہا کہ اگر تم میرے
خیر خواہ اور دوست ہو تو ضرور تعمیل کروگے۔ مجھے سخت ناامیدی ہوئی اور دل مین آیا
کہ لکھدون کہ شیر علیخان کی دشمنی کا مجھے خوف نہیں ہے تو آپکی دشمنی کا کیا ہوگا لیکن یہ
سوچکر باز رہا کہ چونکہ مین نے ہی اونہین تخت پر بٹھایا تھا اس لیے ہر بات مین اون کی
تائید کرنی چاہیے۔ لہذا مین نے سہ حرات گوز ستر کیے اور اندخوی کی راہ سے میمنہ روانہ
ہوا۔ ساتھ ہی اپنی روانگی کی اطلاع امیر کو بھی دیدی اور لکھا کہ ایک دن آپکو میرے یہان
سے جانے کا افسوس کرنا پڑیگا۔

جب مین ایک گانون مین پہونچا جہان سے کہ میمنہ ایک دن کی راہ ہے تو امیر کا
حکم آیا کہ شیر علیخان کے بیٹے قندہار کی طرف بڑھ رہے ہین اور اونھون نے فرح لے لیا ہے ہی

نصف فوج فوراً کابل بھیجدو اور باقی سے میمنہ کا محاصرہ کرو اور نور چشم اسمٰعیل خان کو بھی اوس فوج کے ساتھہ روانہ کردو - مین نے جواب دیا کہ مین آپکو پیشتر ہی متنبہ کر چکا ہون آخر وہی ہوا او راوسوقت آپ نے میری ایک نہ مانی اب میرا خود آنا یا فوج بھیجنا ناممکن ہے اسلیے کہ نصف فوج سے میمنہ کا محاصرہ نہین ہوسکتا ہے -

مین پھر آگے بڑہا اور میمنہ پہونچکر قلعہ کے باہر مورچہ بندی کا انتظام کیا - قلعہ سے پندرہ سو قدم کے فاصلہ پر تل عاشقان نامی پہاڑی پر جو قلعہ سے زیادہ بلند تہی خیمہ زن ہوا - محاصرہ شروع کر چکا تہا کہ ایک اور خط چچا صاحب کا آیا جس سے معلوم ہوا کہ اونکے بیٹے محمد عزیز خان کو محمد یعقوب خان نے شکست دیکر قید کر لیا تہا اور صوبہ پشت رود پر قبضہ کر لیا تہا اسلیے مجھے حکم ہوا کہ نصف فوج فوراً بھیجدو - لیکن مین نے پھر انکار کیا اور کہا کہ چونکہ دشمن سے مقابلہ ہو چکا ہے اور قلعہ کا محاصرہ بھی شروع ہو گیا ہے اتنی فوج میرے پاس نہین ہے کہ نصف آپکے پاس بھیجدون -

مین نے قلعہ پر نہایت زور کے ساتھہ حملہ کیا لیکن اوسے فتح نہ کر سکا اسلیے کہ محمد اسمعیل خان نے دشمن کو پیشتر سے مطلع کر دیا تہا کہ کس وقت حملہ کیا جائیگا تاہم اونہین یہ یقین ہو گیا کہ دوسرا حملہ برداشت نہ کر سکین گے - بدین وجہ میر میمنہ نے اپنے لڑکے کو چند افسرون اور علما کے ساتھہ میری خدمت مین بھیجا - اونہون نے قرآن شریف پر قسم کہائی اور چالیس ہزار اشرفیان سالانہ خراج دینا منظور کیا - اس کے علاوہ گہوڑے اور نیز دیگر اشیا بطور تحائف بھیجین - کابل کی طرف جو دشواریان پیش تہین اونکی وجہ سے مین نے یہ شرائط قبول کر لین جس کے بعد خود میر بھی میرے سلام کو آئے - قلعہ پر صرف چہہ توپون کے جو اوسمین تہین مینے[1] قبضہ کر لیا - میر حسین خان نے میر اسے دیگر کی جانب سے بھی معذرت کی اور مین نے اونہین

---

[1] ۱۵ مئی سنہ ۱۸۶۸ع -

معاف کر دیا۔

میرے چچا نے محمد اسمٰعیل خان کو لکھا کہ پانچ خط تمہارے پاس بھیجے کہ واپس چلے آؤ لیکن تمنے مطلق خیال نہ کیا۔ یہ خط مین نے اسمٰعیل خان کو دیا اور سمجھا دیا کہ پہلے خط میں نے اس سبب سے تمکو نہیں دئے تھے کہ مجھے تمہاری فوج کی ضرورت تھی لیکن چونکہ اب ضرورت باقی نہیں ہے تم واپس جا سکتے ہو۔ دوسرے دن وہ چلے گئے اور مین تاشقرغان بلخ روانہ ہو گیا۔ چونکہ محمد اسمٰعیل خان دل سے دغاباز تھا اس لیے اوس نے لمبے لمبے کوچ کرنے شروع کیے تاکہ مجھ سے پہلے پہونچکر تہر لوٹ لے لیکن مجھے سستی ہو گیا تھا اور اوسے آگے بڑھنے دیا۔ بلخ پہونچکر کرنل سہراب کا ایک خط مجھے ملا جسمیں لکھا تھا کہ امیر کے حکم کے مطابق مین سردار شریف خان کو تخت پل لے آیا ہون اب اسکی مناسب نگرانی آپکے متعلق ہے۔ یہ شریف خان محمد اسمٰعیل خان کا چچا تھا اس لیے مجھے خیال ہوا کہ غالبًا اسمٰعیل خان اوس کے چھڑانے کی کوشش کریگا علیٰہذا میں نے دو پلٹنیں اور ایک باتری اوس شب کو روانہ کی اور حکم دیا کہ دن رات کوچ کرکے تخت پل پہونچ جائیں۔ جیسا پیش آیا ہوا اور فوج صحرا پار کرکے اور آقچہ اور بلخ ہوکر تخت پل پہونچگئی۔ اسمٰعیل خان بھی حملہ کرنے اور چچا کو رہا کرنے کے ارادہ سے دوسرے روز پہونچا لیکن میری فوج کو وہان پاکر مزار شریف کی طرف واپس گیا۔ وہان پہونچکر گورنر کو دھمکیاں وغیرہ دیکر جبرًا تمام سرکاری روپیہ یعنی تیس ہزار تنکے لے لیے اسکے بعد تراہ لوٹنے کی غرض سے تاشقرغان کی طرف چلا لیکن لوگون کو پیشتر ہی سے اوسکے آنے کی خبر ہو گئی اور اوہوں نے اوسکے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ معلوم کرکے اوس نے بامیان کی طرف رخ کیا اور جو کچھ راستہ میں ملا لوٹتا گیا۔ میرے چچا صاحب اوسکی ان حرکتون سے آگاہ تھے۔ بمقام بامیان اوسے خط لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو کابل چلے آؤ اس لیے کہ شیر علی خان نے قندہار فتح کر لیا تھا اور کلات کی طرف

برابر ہٹتے چلے آتے تھے اور وہ خود اونکے مقابلہ کو غزنی جانے والے تھے۔ محمد اسمعیل خان نے جو کہ "نور چشم" کہلاتا تہا جواب دیا کہ میری دو پلٹنین توپخانے کے سپاہی اور سوار کہتے ہین کہ جب تک ہمین ایک سال کی باقی ماندہ تنخواہ نہ دی جائیگی ہم نہین جانے دینگے لیکن میرے چچا کو اوسکے تخت پل سے روانہ ہونے کی خبر پہونچ چکی تہی مجہے کہلا بہیجا کہ تم سچ کہتے تھے کہ اسمعیل حیلہ باز ہے۔ مین نے جواب دیا کہ ہنوز روز اول ہے "نور چشم" ابہی آپ کی اور بہی خدمت کریگا اور لکہا کہ خدا کے واسطے کابل نہ چہوڑئے اور ایک مہینہ توقف فرمائیے اوسکے بعد مین آکر آپکی امداد کرونگا اور فوراً دو ہزار بہادر سپاہی زیر کمان غلام علیخان پوپلزئی بہیجدے کہ میرے پہونچنے تک وہان رہین۔

دوسرے روز مجہے بخار آگیا اور اکیس روز مین اوسمین مبتلا رہا۔ لیکن اچہا ہوتے ہی کابل روانہ ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین مین نے عبدالرحیم خان اور جنرل نظیر خان کو معہ دیگر افسرون کے ہدایت کردی تہی کہ سفر کا سامان درست کرلین۔ اوسکے ٹہیک ہوتے ہی مین تاشقرغان گیا اور وہان سے ہیبک پہونچا جہانکہ میرے حرم سرا کا ایک غلام بچہ فقیر کے بہیس مین مجہے ملا اور خبر لایا کہ امیر اعظم خان غزنی چلے گئے تھے اور سردار اسمعیل چند کوہستانی سردارون کے ساتھ کابل کا محاصرہ کر رہا تہا۔ قلعہ مین صرف دو سو سپاہی تھے اور چہ روز لڑے لیکن کابل کے لوگ اسمعیل سے مل گئے اور شہر کے دروازے کہول دئے اسمعیل نے میرے اور امیر کے اہل وعیال کو محل سے باہر نکال دیا اور شیر علی خان کو امیر قرار دیا۔ غلام بچہ سے یہ بہی معلوم ہوا کہ میری والدہ نہایت پریشان و پراگندہ خاطر تہین علاوہ اسکے سردار سرور خان نے غوری سے لکہا کہ غزنی مین اون کی فوج نے شکست کہائی اور چونکہ بہاگنے مین وہ امیر سے علیحدہ ہوگئے اسلئے یہ نہین معلوم کہ امیر کس طرف گئے یہ خبر سنکر مجہے نہایت ملال وافسوس ہوا اور ناظر حیدر گورنر بلخ کو مین نے لکہا کہ میرے چچا

صاحب کو تلاش کرے ملتحاب میں اون کا پتہ لگا جہان کہ وہ ہزارہ ہوکر گئے تھے مگر رہنے
کو میں نے ہدایت کی کہ اونہین ایک لاکھ تنگے اور سواری کے گھوڑے دیوے اور جس چیز
کی ضرورت ہو اونکے پاس بھیجدیوے اسکے بعد کابل جانیکا ارادہ ترک کرکے مین غوری
روانہ ہوا اور جنرل نطیر خان کو لکھدیا کہ ناحقگاہ جانے سے باز رہے ۔

جب ہم غوری پہونچے تو میر جہاندار شاہ نے جو کہ میرے ہمراہ تھے اپنی بیٹی
(دختر میر شاہ) کو میرے نکاح مین دینا چاہا ۔ مینے انکار کیا اور کہا کہ جو رشتہ داری میرے چچا کے ذریعہ
سے اونکے خاندان سے قایم ہوگئی ہے وہ کافی ہے ۔ لیکن اونکے اصرار سے مین نے
اوس لڑکی سے عقد کرلیا ۔ میر محمد شاہ سے جب کہ میں محمد نے میر جہاندار شاہ کا ملک دیدیا
تھا مجھے تحائف بھیجے لیکن میں نے یہ کہکر واپس کردئے کہ یا تو ملک واپس کردو اور
ملک چھوڑکر کہین چلے جاؤ ۔ اور خود میر جہاندار کو مینے دو سو سوار شاہ الدین خان کے ماتحت
دئے کہ جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرلین میں غوری مین رہکر قتاغان کا انتظام درست کرتا رہا اور چچا
صاحب کو لکھا کہ مجھ سے آکر ملیں ۔ اسکے جواب مین اونہون نے مجھے بلایا لیکن چونکہ مین
غوری مین ہندوکش اور کابل کے راستون کی نگرانی کرتا تھا نہ جاسکا ۔ میرے نہ جانے کی
وجہ اونہون نے معقول سمجھی خود ملنے آئے اور مین نے اونکی تعظیم و تکریم کی ۔ اونکو کابل
پر دوبارہ قبضہ کرنے کی از حد خواہش تھی اور مصر ہوئے کہ شیر علیخان سے لڑنا چاہئے مینے
سمجھایا کہ موسم بہار تک انتظار کرنا نہایت ضروری ہے اسلئے کہ برف کے زمانہ میں تمام
کوشش بے سود ہوگی ۔ لیکن حسب معمول اونہون نے ایک نہ مانی اور کہا کہ اگر تم ابھی
نہین چلتے ہو تو میں بخارا چلا جاؤنگا ۔ مین نے وعدہ کیا کہ چند مہینے مین جنگ کیلئے تیار ہوجاؤنگا
اور حتی الامکان کوشش کی کہ وہ بھی میرے ساتھ اتفاق رائے کرین لیکن بیکار ۔ آخر
مجبور ہوکر اونکے ہمراہ تا وقایع وستلو قتو کی راہ سے بامیان روانہ ہوا ۔ بامیان سے ہم

گردن دیلوال پہونچے جہانکہ تین ہزار ہراتی سوار شیر علیخان کے مقیم تھے - میرے پہونچتے ہی وہ سرچشمہ بہاگے جب میری فوج کی راے ہوئی کہ اتعاقب کرنا چاہیے تاکہ شیر علیخان کی ہمت پست ہو - مین نے اسے منظور کیا لیکن چچا صاحب نے انکار کیا اور اصرار کیا کہ نور اور وہ سے رخصت ہوکر غزنی جانا چاہیے - موسم خراب ہونے کی وجہ سے بہت سی تکلیفون کے بعد ہم غزنی پہونچے - خدا سے نذر خان وردک نے قلعہ مستحکم کیا اور ہم رو ضہ مین خیمہ زن ہوئے میرے چچا نے پیشتر ہی سے اپنے بیٹے سردار سرور خان کو سرفراز غلزئی کے پاس حلزان کیطرف بہیجدیا تہا - اہل اندرہ کی وفاداری پر ہمین بہت کچہہ اطمینان تہا اور چونکہ اونکے ملک سے ہم صرف ایک روز کے کوچ کے فاصلہ پر تہے چچا نے اون سے امداد چاہی چیندروز بعد وہ لوگ ہمارے پاس آئے لیکن کسی قسم کی امداد کرنے یا خلعت لینے سے انکار کیا اور میرے چچا صاحب نے پہر دہوکا کہایا -

شیر علیخان نے جو سنا کہ ہم غزنی مین ہین تو وہ ہم سے لڑنے کے لیے بڑہے - یہ ہمارے لیے مضر تہا اگر کابل جاکر ہم نے اونپر حملہ کیا ہوتا تو کامیابی کی زیادہ امید ہوتی - شش گاو پہونچکر اونہون نے کمر تک برف زمین پر پائی دہوپ نہ تہی اور رسد کا بہی سامان موجود نہ تہا - برخلاف اوسکے ہم ایسے سطح مقام پر تہے جہانکہ برف نہ تہی - دہوپ برابر رہتی تہی اور رسد کا سامان بہی کافی تہا -

ایکروز حسب معمول ہم نے سامان رسد لانے کے لیے اونٹ بہیجے تہے بحفاظت دو پلٹن اور چہہ توپون کے کہ شیر علیخان کے دس ہزار سوارون سے مقابلہ ہوگیا - اتفاق سے مین اوسوقت دوربین لگائے ہوے تہا - دشمن کی بڑی فوج آتے دیکہکر مین نے دو ہزار سوار اپنے سپاہیون کی کمک کو بہیجدیے - یہ سوار جلد موقع پر پہونچگئے اور دشمن کے عقب پر تلوار سے حملہ کیا - اس امداد سے میرے پہلے سپاہیون کو بہی خوب ہمت ہوئی اور توپون سے

اچھی طرح کام لیا۔ دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا اور چونکہ اوسکے سوار ابھی تازہ نوکر تھے اور اچھی طرح تعلیم و تربیت نہین پائی تھی بھاگنے کی کوشش مین ایک دوسرے پر گر پڑے اور اسوجہ سے تقریباً ایک ہزار گھوڑے چار توپیں اور بہت سے قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔

اوسی شب شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان فتح محمد خان میر یار سرداری کے جالور و تپہ مقام تانی اور شاہدیپ حملہ کرنے کے لیے تعینات کیے۔ یہ خبر پاکر میں نے مخبر مقرر کیے کہ جس مقام پر وہ شب باش ہوں اوس سے مجھے مطلع کرین اور دو ہزار سوار چھ چھ ماتری کی توپیں ہمراہ ایسی تو تین دو پلٹیں اور پانچ سو ملیشیا کے سپاہی زیر حکم عبدالرحیم خان اور جرنل نقیر جان اون پر اچانک حملہ کرنے کے لیے بھیجے۔ تمام رات کوچ کرکے ان افسرون نے قبل از طلوع آفتاب حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کر دیا۔ اسمین ایسی کامیابی ہوئی کہ ہراتی سوار ہرات بھاگ گیے۔ قندہاری قندہار چلے گیے اور تین ہزار زخمی ہوئے مارے گیے اور قید ہوئے۔

اس فتح کے بعد مین نے شیر علی خان کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ میں تم سب کو بہت چاہتا ہون تم مجھ سے کیوں لڑتے ہو۔ اونھون نے جواب دیا کہ آپ کے چچا سے ہمین سخت نفرت ہے اوسکے ظلم و تعدی سے تنگ آکر شیر علی خان سے ملے ہیں اگر وہ آپکے ساتھ ہوتے تو ہم آپ کی اطاعت قبول کر لیتے۔ میں نے یہ خط چچا صاحب کو دکھایا اور کہا کہ جب تک میں کابل مین رہا سب لوگ خوش تھے صرف آپ کے برے سلوک کی وجہ سے لوگ ہمارے مخالف ہو گیے ہین اسکا وہ کچھ جواب نہ دیسکے۔

رسد کی تکلیف کی وجہ سے شیر علی خان اپنی فوج ہٹاکر زنامان دشت گاو کے قریب ایک مقام ستیم مقیم ہوئے جہانکہ چھ سات قلعے ہین اور کھانے پینے کا سامان بھی ہو سکتا تھا میرے چچا نے خیال کیا کہ بہتر ہو کہ زناخان پر حملہ کیا جائے تاکہ اگر ہمارا قبضہ اوس پر ہو جائے تو شیر علی خان

کورسد نہ مل سکیگی میں نے اونہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ ایسے خراب موسم میں جبکہ کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی ہے ہمارا اپنی جگہہ سے حرکت کرنا از حد نامناسب ہے اسلیئے کہ نہ تو مورچہ بندی ہوسکیگی اور نہ اسقدر برف میں سوار رات کو کہڑے ہوسکیں گے۔ میرے چچا نے اپنی ضد کو پہر ادہی اور مجہہ سے اتفاق نکرکے اصرار کیا کہ زنا خان کے قلعوں پر حملہ کرنا چاہیئے۔ یہ قلعے میری خیمہ گاہ کی نسبت شیر علیخان کی قیامگاہ سے زیادہ ترنزدیک تھے اگر چند ہی ساعت میں اونپر قبضہ ہوگیا تو خیریت ہوگی لیکن شیر علیخان غالبًا اس موقع کو ہاتہہ سے نہ دیکر پوری فوج کے ساتھ علی الصباح حملہ کرینگے اور اوسوقت تک اگر قلعے فتح نہ ہوئے تو اونکے مقابلہ میں مجہے کامیابی کی بہت ہی کم امید باقی رہے گی فوج کو تقریبًا شب و روز گہری برف پر کوچ کرنا پڑے گا۔ علاوہ برین نصف فوج چچا صاحب کے ساتھہ چہوڑنی پڑے گی اور جو باقی رہے گی وہ شیر علی خان کے مقابلہ کیلئے کافی نہوگی۔ مین نے یہ سب امور بصراحت اپنے چچا کے روبرو پیش کیے لیکن وہ نہ مانے اور اونکے اصرار کی وجہ سے مین مجبورًا بوقت غروب آفتاب روانہ ہوا۔

قلعون کے نزدیک پہونچکر مین اونکے سامنے ٹہرا اور جب ملیشیا سوارون نے صلح و آشتی کے ساتھہ سمجھانے سے اونہیں نہ چہوڑا تو مین نے جنرل نظیر خان کو پانچ پلٹنین - چوبیس توپین - دو ہزار ملیشیا پیدل اور چار ہزار سوار یعنی تقریبًا اپنی پوری فوج دیکر اطراف کی پہاڑیون کی چوٹی پر جانے کا حکم دیا تاکہ رات کی رات مورچہ بندی کرلین - توپین مناسب موقعون پر نصب کرین اور دوسرے روز جنگ کے لیے تمام انتظام درست کر رکہین اسلیئے کہ مجہے یقین تہا کہ کل کی لڑائی ہم مین اور شیر علی خان مین قطعی تصفیہ کردے گی۔ اوسوقت اندہیرا ہوگیا تہا اور سردی نہایت ہی سخت تہی - تمام شب برف مین بیٹہے رہنے کی وجہ سے ہمین بہت زیادہ اور شدید تکلیفین ہوئین۔

صبح ہوگئی اور قلعے فتح نہوئے مین نے چچا کے پاس ایک آدمی بہیجا کہ ایک ہزار رسالہ کے

سوار اور پانچ سو قندہاری سوار لیکر فوراً چلے آئیں اور سلطان مراد کو بھی معہ تین پلٹن اور تیں توپخانہ کے بھیجدیں۔ یہ بھی صاف لکھدیا کہ شیر علی خان ہم پر حملہ کریں گے اور جو اچھا یا برا نتیجہ ہوگا اوسی پر سب کچھہ منحصر ہے۔ لیکن اونہوں نے جواب دیا کہ سردی ایسی تیز ہے کہ ذرا کم ہو تو میں تو آ روانہ ہوؤں حالانکہ اوس شخص نے سمجہایا کہ چونکہ تین گھنٹے ناحق ہو چکنے میں صرف ہونگے آپکو فوراً روانہ ہو جانا چاہیے اور لڑائی آفتاب نکلتے ہی شروع ہو جائیگی۔

ادہر شدت سردی سے جنرل لطیف خان مست رہا۔ وہ شراب پی کر بلا توپیں پہاڑیوں پر نصب کیے ہوئے اور بلا کسی قسم کی مورچہ بندی کے سو گیا تھا۔ طلوع آفتاب کے وقت ایک سوار گہوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ شیر علی خان معہ اپنی تمام فوج کے پہونچ گیا۔ میرے پاس صرف چالیس سوار تھے اوہیں لیکر میں پہاڑیوں پر چڑہ گیا لیکن دیکھتا ہوں کہ نہ تو توپیں ہیں۔ نہ توپخانہ ہے نہ میگزین ہے اور تمام توپیں پیچھے کہائی میں پڑی ہوئی ہیں۔ پہاڑی کی چوٹی سے دیکھا کہ شیر علی خان کی فوج بالکل ترتیب سے اور لڑائی کے لیے آراستہ ہے اور جنرل لطیف خان ابھی تک تر بستر کے نشہ میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے اوسے جگایا اور کہا "تم نے کیوں ایسی حرکت کی؟ اسکا جو نتیجہ ہوگا اوس کے تم ذمہ دار ہوگے۔ توپخی سپاہی اور باربرداری کے جانور کہاں ہیں؟" اوس نے جواب دیا "سردی ایسی سخت تھی کہ میں نے اونہیں خیمہ گاہ میں سونے کی اجازت دی وہ ابھی آتے جاتے ہیں"۔ میں نے کہا "تم بھی دیکہ لوگے کہ کیا ہوتا ہے کہ وہ بولا میں شیر علی خان کا منہ چیر ڈالونگا"۔ باوجود اسقدر افسردگی اور ملال کے اوسے مخمور دیکہکر اور اوسکی اس قسم کی گفتگو سنکر مجہہ سے نہ رہا گیا اور ہنس پڑا چونکہ لڑنے کے لیے فوج نہ تھی اور جو چند لوگ کہ میرے ساتھہ تھے وہ بہی ادہر اودہر بھاگ گیے تھے دشمن نے پہلے ہماری توپیں لیکر سر کیں۔ دشمن کو چاروں طرف دیکہکر سب جان بچا کے اوبہاگے

کی شکست ہوئی اور اس لیے مین اون چند سوارون کے ساتھہ ہولیا جو کہ تھوڑے لوگون کا تعاقب کر رہے تھے اور پکڑو - پکڑو کہتے جاتے تھے - اس طریقہ سے مین دو میل نکل گیا اور موقع پاتے ہی بھیس بدلکر اپنے چند سوارون سے ملگیا جو میرے متلاشی تھے ان کو ساتھہ لیکر مین میمنہ کی طرف چلا جہان کہ چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کو تمام سرگذشت سنا کر کہا کہ اگر آپ نے میری راے پر عمل کیا ہوتا تو اس وقت مین اس مصیبت مین گرفتار نہوتا - پھر مین نے بیس بوجھہ اشرفیون کا حال دریافت کیا جو کہ اونکے پاس چھوڑ کر آیا تھا - اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ مین سو گیا اور خزانچی نے وہ بوجھہ علیحدہ کر دے - مین نے کہا کہ مین نے اشرفیان آپ کے سپرد کی تھین نہ کہ خزانچی کے اور اب ہم نے شکست بھی کھائی اور روپیہ بھی نہین ہے - چونکہ بلخ کی راہ برف سے مسدود تھی ہم وہان نہین جا سکتے تھے اس لیے مجبوراً وزیری پہاڑیون کیطرف جانیکا ارادہ کیا - لیکن روانہ ہونے سے پہلے دشمن کے دو یا تین سو سوار آپہونچے - میرے داہنی جانب ایک نہر بہتی تھی سواروں کو دیکھکر مین نے صرف اپنے چار سوارون کے ساتھہ اوسے عبور کیا باقی سوارون کا دشمن کے رسالے نے تعاقب کیا اور اونہین میری آنکھون کے سامنے گرفتار کر لیا - مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ یہ سب میری آنکھون کے سامنے ہو رہا ہے اور مین بالکل لاچار ہون بہت دیر بعد میرے چچا اور عبد الرحیم سعہ تین سو شتر کے مجھہ سے آکر ملے - رات ہوتے ہوتے ہم خستہ تباہ حال اور شکستہ دل قلعہ زرمت مین پہونچ گیے -

دو گھنٹہ گانون مین آرام کر کے ہم پھر روانہ ہوے اور صبح آٹھہ بجے سر روضہ پہونچگیے وہان کے باشندون نے یہ سمجھکر کہ ہم شیر علی خان کے فوج کے آدمی ہین نکل کر ایکبا گولہ چلایا لیکن جب پہچانا تو خدمت کی اور اونکے ملک اور ملا ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے

سوار اور پانچ سو قندھار کے سوار لیکر فوراً چلے آئیں اور سلطان مراد کو بھی معہ تین پلٹن اور آدھے
توپخانہ کے بھیجدیں۔ یہ بھی صاف لکھدیا کہ شیر علی خان ہم پر حملہ کریں گے اور جو اچھا یا برا نتیجہ ہوگا
اوسی پر سب کچھ منحصر ہے۔ لیکن اونہوں نے جواب دیا کہ سردی ایسی تیز ہے کہ ذرا کم ہو تو میں
فوراً روانہ ہوں۔ حالانکہ اوس شخص نے سمجھایا کہ چونکہ تین گھنٹے راہ جانے پہونچنے میں صرف
ہو گئے آپکو فوراً روانہ ہو لینا چاہیے اور لڑائی آفتاب نکلتے ہی شروع ہو جائیگی۔

ادہر شدت سردی سے سردار نظیر خان[1] مست زیادہ شراب پی کر ملا توپیں پہاڑیوں
پر نصب کیے ہوے اور بلا کسی قسم کی مورچہ بندی کے سو گیا تھا۔ طلوع آفتاب کے وقت
ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ شیر علی خان معہ اپنی تمام فوج کے پہونچ گیا
میرے پاس صرف چالیس سوار تھے اونہیں لیکر میں پہاڑیوں پر چڑھ گیا لیکن دیکھتا
ہوں کہ نہ تو توپچی ہیں نہ توپخانہ ہے نہ سیگرین ہے اور تمام توپین نیچے گھاٹی میں پڑی ہوئی
ہیں۔ پہاڑی کی چوٹی سے دیکھا کہ شیر علی خان کی فوج بالکل ترتیب اور لڑائی کے لیے
آراستہ ہے اور جنرل نظیر خان ابھی تک بستر میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے
اوسے جگایا اور کہا "تم نے کیون ایسی حرکت کی؟ اسکا جو نتیجہ ہوگا اوس کے تم ذمہ دار
ہو گے۔ توپچی سپاہی اور بار برداری کے جانور کہاں ہیں؟" اوس نے جواب دیا
"سردی ایسی سخت تھی کہ میں نے اونہیں خیمہ گاہ میں سونے کی اجازت دیدی وہ ابھی
آئے جاتے ہیں" میں نے کہا "تم ابھی دیکھ لوگے کہ کیا ہوتا ہے" وہ بولا "دو دن میں
شیر علی خان کا منہ پھیر ڈالونگا"۔ باوجود اسقدر افسردگی اور ملال کے اوسے محمود دیکر اور
اوسکی اس قسم کی گفتگو سنکر مجھے ہنسی آ گیا اور ہنس پڑا۔ چونکہ لڑنے کے لیے فوج نہ تھی
اور جو چند لوگ کہ میرے ساتھ تھے وہ بھی ادھر اودھر بھاگ گئے تھے دشمن نے پہلے
ہماری توپیں لینا شروع کیں۔ دشمن کو چاروں طرف دیکھکر مجھے جان بچانے اور بھاگنے

کی فکر ہوئی اور اس لیے مین اون چند سوارون کے ساتھہ ہو لیا جو کہ توڑ سے لوگون کا تعاقب کر رہے تھے اور پکڑو۔ پکڑو" کہتے جاتے تھے۔ اِس طریقہ سے مین دو میل نکل گیا اور موقع پاتے ہی بھیس بدلکر اپنے چند سواروں سے ملگیا جو میرے متلاشی تھے اِن کو ساتھہ لیکر مین میمنہ کی طرف چلا جہان کہ چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور اون کو تمام سرگذشت سنا کر کہا کہ اگر آپ نے میری راے پر عمل کیا ہوتا تو اس وقت مین اس مصیبت مین گرفتار نہوتا۔ پہر مین نے بیس لوجہہ اشرفیون کا حال دریافت کیا جو کہ اونکے پاس چہوڑ کر آیا تہا۔ اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ مین سو گیا اور خزانچی نے وہ بوجہہ علیحدہ کر دے۔ مین نے کہا کہ مین نے اشرفیان آپ کے سپرد کی تہین نہ کہ خزانچی کے اور اب ہم نے شکست بہی کہائی اور روپیہ بہی نہین ہے۔ چونکہ بلخ کی راہ برف مسدود تہی ہم وہان نہین جا سکتے تھے اس لیے مجبوراً وزیری پہاڑیون کیطرف جانیکا ارادہ کیا۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے دشمن کے دو یا تین سو سوار آپہونچے۔ میرے داہنی جانب ایک نہر یخ بستہ تہی سوارون کو دیکہکر مین نے صرف اپنے چار سوارون کے ساتھہ اوسے عبور کیا باقی سوارون کا دشمن کے رسالہ نے تعاقب کیا اور اونہین میری آنکہون کے سامنے گرفتار کر لیا۔ مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ یہ سب میری آنکہون کے سامنے ہو رہا ہے اور مین بالکل لاچار ہون بہت دیر بعد میرے چچا اور عبدالرحیم معہ تین سو شتر کے پیچہے سے آکر ملے۔ رات ہوتے ہوتے ہم خستہ تباہ حال اور شکستہ دل قلعہ نزرست مین پہونچ گئے۔

دو گہنٹہ گانون مین آرام کر کے ہم پہر روانہ ہوئے اور صبح آٹھہ بجے سر روضہ پہونچگئے وہان کے باشندون نے یہ سمجہکر کہ ہم شیر علی خان کے فوج کے آدمی ہین نکل کر ایک گولہ چلایا لیکن جب پہچانا تو معذرت کی اور اونکے ملک اور ملّا ہمارے اور ہمارے گہوڑون کے

لیے کھانا وغیرہ لائے ایک ملانے مجھے پانی پینے کے لیے تانبے کا کٹورا ہدیتہً دیا۔
اور دوسرے نے ایک آفتابہ حقہ اور تماکو مین سے تو خرید کیا اور چونکہ مدروز سے حقہ کی
نوبت نہیں سوئی تھی اوس وقت حقہ پینے مین نہایت لطف آیا۔ میرا کل اثاث البیت
یہ تھا۔ ایک تانبے کا کٹورا۔ ایک آفتابہ۔ ایک حقہ۔ ایک کمبل اوڑھنے یا بچھانے کے
لیے ایک جوڑا کپڑوں کا جو کہ لڑائی مین پہنے ہوئے تھا۔ تلوار۔ پیٹی۔ طمنچہ اور ایک سواری کا
گھوڑا۔ حالانکہ چند روز پیشتر میرے خزانہ مین آٹھ لاکھ بخارے کی اشرفیان۔ بیس ہزار
انگریزی پونڈ۔ پینتیس ہزار ماشے سونا۔ گیارہ لاکھ روپے کابلی پانچ لاکھ روپے قندھاری
کے (ہندوستانی روپیہ کے برابر) دس ہزار خلعت۔ دو ہزار آدمیوں کے لیے کھانا
پکانے کے برتن (اسی قدر آدمی روز میرے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے) ایک ہزار
اونٹ۔ غرضکہ افغانستان مین سب سے زیادہ مال ومتاع میرے پاس تھا۔ لیکن
اس سب کا مجھے زیادہ افسوس نہ تھا صدمہ تھا تو اس بات کا کہ مین اپنے سچے خیرخواہ اور مہربان
ملازمون سے علیحدہ ہو گیا جنہوں نے مجھے ایسی محبت سے پالا تھا اور جن کی اسوقت
مجھے مطلق خبر نہ تھی۔

اوسی روز سہ پہر کے وقت مین سرحد سے روانہ ہوا اور امیر محمد نامی ایک شخص
خروٹی قوم کا بطور رہنما کے ساتھ لیا۔ آٹھ بجے رات کے بعد ہم پیرال پہونچے۔ گھوڑون سے
اترے اور ایک مقام پر جہان سے برف علیحدہ کر دی گئی تھی تاپنے کے لیے آگ روشن
کی۔ قلعہ پیرال کے لوگ ہم سے ملنے کے لیے آئے اور مجھ سے مزاح شروع کی
میرے سوار اور چچا صاحب مجھے اوسی حالت پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی ہی
دیر بعد موقعہ پا کر مین نے پیرال کے ایک باشندے سے گھوڑا چھین لیا جس پر وہ سوار ہونا
چاہتا تھا اور ایک پیر رکاب مین رکھ کر کود کر گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اوس شخص نے مجھے نیچے

گرانا چاہا لیکن جب مین نے تلوار نکال تو وہ علیحدہ ہو گیا - مین نے تیزی سے گھوڑا دوڑایا اور اپنے ساتھیون سے جا ملا - چچا صاحب نے مجھے دیکھکر تعجب کیا لیکن جب مین نے دریافت کیا کہ مجھے چھوڑ کر کیون سب بھاگ آئے تو اونکے پاس اسکا کچھہ جواب نہ تھا - ہم مین سے کسی کو بھی راہ معلوم نہ تھی اسلیے آگے بڑھنے مین وقت ہوئی اور سب نے آپس مین مشورہ کیا - مین نے کہا کہ آج شب یہین قیام کرنا چاہیے - صبح کے وقت راستہ معلوم ہو جائیگا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا - مین نے آگ جلائی تو چچا صاحب نے کہا کہ ہم پہچان لیے جائینگے اور ممکن ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے - مین نے جواب دیا کہ مین ایسا بزدل نہین ہون اسکی ذمہ داری میرے سر ہے - اگر آگ نہ جلائی جائے تو سردی سے میرے ساتھیون کے ہاتھہ پیر رہ جائین گے - تھوڑے عرصہ بعد چالیس خروٹی شخص آئے اور کہا کہ ہم آپ کے متلاشی تھے اور آگ سے پہچانا کہ آپ یہان ہین - اونھون نے اپنے مکان ہمین ٹھیرنے کو دئے - ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے کھانے اور دانے کا انتظام کیا اور ہر طرح خاطر و مدارات کی - مین اون کا نہایت ممنون احسان ہون صبح کو ایک رہنما ساتھہ لیکر ہم اون سے رخصت ہوئے اور شام کے قریب پیر کوٹی قوم کے قلعہ مین پہونچ گئے - اون لوگون نے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن مین بلا تامل اندر داخل ہو گیا اور میرے ساتھی بھی ہمراہ گئے - مجبوراً اونھین ہماری خاطر تواضع کرنی پڑی اور ہماری دعوت بھی کی لیکن ہمنے منظور نہ کیا اور صرف چار لیکر روانہ ہو گیے - پھر کوئی رہنما ساتھہ نہ تھا اور چونکہ ہر طرف راہین اور گھاٹیان تھین ٹھیک راستہ دریافت کرنے مین وقت ہوئی - بہ حال مین آگے بڑھا اور اپنے ساتھیون کو اوسی راہ چلنے کی فہمائش کی اور کہا کہ کوئی بستی ملے گی تو رہنما ساتھہ لے لینگے - اسطرح ہم چار میل گئے ہونگے کہ ایک سوار ملا اور ہم نے پوچھا کہ کون ہو - یہ سنکر کہ مین عبد الرحمن خان ہون وہ گھوڑا دوڑا کر آیا اور قدمبوس ہوا اور کہا کہ

بس آپکے والد کا پُرانا ملازم ہوں اور دوست محمد خان کی بھی خدمت کر چکا ہوں۔ پھر اوس نے
میرے لڑکپن کی بہت سی باتیں یاد دلائیں۔ چونکہ اوسکا پیشہ رہنمائی تھا اور وہ خود ہمارے
ساتھ چلنے کے لیے مستعد تھا میں نے اوسپر بھروسہ کرنا مناسب سمجھا۔ اوس نے
کہا کہ سیدھی سڑک سے وزیریوں کا ملک دو روز کی راہ ہے لیکن آپ کو ایک
اونچے پہاڑ پر سے ایسے نزدیک راستے سے لے جاؤنگا کہ اوسی روز سہ پہر کے
وقت وہاں پہونچ جائینگے۔ میرے چچا کو اتنا خوف تھا کہ کہیں رہنما دھوکا نہ دے کہ اوس
نے دوسرے راستہ سے جانا چاہا لیکن مجھے یقین تھا کہ رہنما سچ کہتا ہے اور اس لیے
ہمنے پہاڑ کی راہ لی۔ ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر چڑھکر ہمکو یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ ایک
فوج ہمارا تعاقب کرتی معلوم ہوتی ہے۔ یہ دیکھتے ہی میرے سب سوار مجھے چھوڑکر
بھاگ گئے سوائے چالیس[۱] بہادروں کے جو کہ میرے ساتھ رہے۔

یہ لوگ اور چند سوار مرنے اور دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار ہوگئے لیکن کسی جانب
دشمن کی فوج مسلح دکھائی دی تھی اوسی طرح جلدی سے غائب ہی ہوگئی صرف [illegible]

۱۔ اون کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحیم خان پرانا خان (جو آجکل نائب سپہ سالار فوج ہے)۔ عبدالعزیز خان
(جو بالفعل ناظم بدخشان و قطغان ہے) خان محمد خان (جو آجکل میراخوری ہے)۔ فرامرز خان (سپہ سالار ہرات)
سید محمد (کرنل باڈی گارڈ) محمد تیر خان (کرنل رسالہ)۔ احمد جان رسالدار (جس نے ثمرقند
میں وفات پائی)۔ محمد اللہ خان۔ رسالدار حیدر خان (جسے میں نے قندہار کا سپہ سالار
مقرر کیا تھا لیکن اپنے جور وظلم کی وجہ سے وہ کابل بھاگنے پر مجبور ہوا)۔ کپتان نائب اللہ خان۔ کرنل
منصور علی (جو فی الحال کابل میں ہے)۔ کرنل محراب خان (برادر جرنل لطیف خان) اور میر عالم خان
(جو آجکل بلخ میں توپخانہ کا کرنل ہے)۔

ره گیے سو وه بهی هماری بندوقون کی آواز سے بهاگ کهڑے هوئے - اسکے بعد هم پهر روانه
هوگیے اور چند میل آگے بڑهکر چچا صاحب اور دیگر سوار بهی ملگیے - ایک دوسرے پهاڑ پر هم
چڑهے تو اوسی قبیله کے دو سو سوارون نے همین روکا - چونکه هم تین سو جوان تهے مین گهوڑے
سے اوترکر لڑائی کے لیے تیار هوا لیکن لڑائی شروع هونے سے پهلے مین نے
اونهین سمجهایا که بلاوجه لڑنے سے اونهین نقصان هوگا - اونهون نے جواب دیا که تمنے
همارے پانچ آدمی زخمی کیے هین اونکا عوض ضرور لینگے - مجبور هوکر مین نے اپنے آدمیون
کے تین حصے کیے - ایک حصه داهنی طرف اور دوسرا بائین جانب کسیقدر بلندی پر
بهیجدیا اور تیسرے حصے کے ساته خود دشمن پر حمله کیا - اونکو پسپا کرکے همنے پهر اپنی راه لی -
بهت جلد وزیریون کے قلعجات مرغا هین دکهائی دئے - چونکه چچا صاحب وهان کے
لوگون سے واقف تهے اپنے رهنما کے ذریعه سے ملکون کے نام خط لکهکر روانه کیے جواب
مین سو سوار همارے استقبال کے لیے آئے اور ایک هزار پیدل اس خوشی مین قومی باجا
بجاتے تهے - دو روز تک هماری دعوت هوئی اور همارے گهوڑون کو بهی دانه پانی دیا گیا - همنے
اس سب کے عوض اونهین روپیه دینے کی کوشش کی لیکن اونهون نے انکار کیا - سردار
عبدالله خان پسر عبدالرحیم خان نے دو سو اشرفیان مجهے دیدی تهین - بس یهی همارا سرمایه تها
عبدالله نے اونهین اپنے کارتوس کی پیٹی مین رکها تها اسلیے وه بارود لگ کر سیاه هوگئی
تهین - دو روز بعد هم پهر چلے اور ملک کے دوسرے حصه مین قیام کیا جهان که همکو سب
سامان خریدنا پڑا - لیکن جب مین نے وه اشرفیان دین تو وهان کے لوگون نے تانبا سمجهکر
اونکے لینے سے انکار کیا اور روپیه طلب کیا - یه معلوم کرکے که شیر جان کے پاس هزار روپیے
تهے مین نے اوس سے اشرفیان بدلنی چاهین لیکن اوس نے نه مانا اور کها که جب آپ کے
هاته سے کوئی نهین لیتا هے تو مجهسے کون لیگا - مین نے مجبور هوکر جبراً اوس سے روپیه چهین لیا

وہ دس اشرفیاں دیدین - اس روپیہ سے اپنے ساتھیوں اور گھوڑون کے لیے تمام کھانے پینے کا انتظام کیا -

دو دن بعد ہم ملک آدم خان دریری کے قلعون مین پہونچے - اوس نے نہایت گرمجوشی سے میری تواضع کی اور اوس شب کو ہمین قلعہ ہی مین رکھا - اگلے دن ہم دوسرے گاؤن مین پہونچے اور وہان کے لوگون نے بھی ہماری تعظیم وتکریم اور دعوت کی - دوسرے دن ملک جو ہمارے ہمراہ رہنمائی کے لیے آئے تھے رخصت ہوئے اور اپنے ملک واپس گئے ہم دادا میں داخل ہوئے جو کہ ایک افغانی گانون ہندوستانی سرحد کے نزدیک واقع ہے -

اس موقع پر ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرنا ضرور ہے جو کہ کچھ دن پہلے پیش آیا تھا جب سے مجھے شکست ہوئی تھی اوسوقت سے اوس وقت تک جبکہ ہم دریریون کے ملک مین پہونچے میں نے کچھ نہین کھایا تھا - وہان پہونچکر میں نے سوارون سے کہا کہ نہایت بھوکا ہون یکیا یا جو گوشت ملجائے تو کیسا اچھا ہو - انکے پاس ایک روپیہ تھا اوس سے گوشت نمک اور پیاز خرید کی - اب یہ دقت پیش آئی کہ پکانے کے برتن ہمارے پاس نہ تھے - اور اوس ملک کے لوگ صرف مٹی کے ظروف استعمال کرتے ہین - بہرحال میرے آدمی کہین سے ایک کڑاہی لے آئے اور اوسمین میں نے تھوڑا شوربے دار گوشت پکایا - مین نے کڑاہی کو دو لکڑیون سے باندھکر آگ پر لٹکایا تھا اور گوشت کھانے کیلئے لٹکانا ہی چاہتا تھا کہ ایک کُتا غالبًا یہ سمجھکر کہ وہ رسی جس سے کڑاہی بندھی ہوئی تھی کسی جانور کی آنتین ہین اوسے منہ میں لیکر بھاگا اور کڑاہی وغیرہ سب کچھ ساتھ لیگیا - میرے سوار کتے کے پیچھے دوڑے لیکن گوشت گر پڑا تھا - یہ واقعہ بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا - تین دن پہلے ایک ہزار شتر صرف میرے کھانے پکانے کے برتن لانے کے لیے میرے پاس تھے اور آج ایک کتا میرا کھانا اور برتن دونوں لے گیا - مجھے اس خفیف کن واقعہ پر تبسم آیا اور روکھی روٹی

کہا کر سو رہا۔

بمقام وراوا سردار محمد خان (جسے میرے چچا نے اپنے ماموں کے پاس حاجی و خوست بھیج دیا تھا) چالیس سوار اور جنرل علی عسکر خان اور معاذ اللہ کو ساتھ لیکر ہمارے پاس آیا۔ چند روز بعد عید ہوئی اور وراوا کے لوگ نماز میں ہمارے شریک ہوگئے۔ اونکی مین نے خاطر و تواضع کی اور مٹھائی اور دستارین دین میرا خرچ اب زیادہ ہوتا جاتا تھا چھہ سو آدمی میرے ہمراہ تھے اور روپیہ کی مجھے سخت ضرورت تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ عبدالرحیم خان کا ایک نوکر کابل سے پیدل آیا اور دو ہزار اشرفیان ہمراہ لایا۔ اس وفاداری کا ہم پر نہایت اثر ہوا۔ یہ شخص سابق مین عبدالرحیم خان کا خزانچی تھا اور چونکہ جوتا اوسکے پاس نہ تھا پیرون پر دری کے ٹکڑے لپیٹ کر چلا تھا۔ پیر پھٹ گئے تھے اور اون سے خون نکلتا تھا عبدالرحیم کے اہل و عیال کی نگرانی اور ہماری دیگر فرمائشون کی تعمیل کیلئے اوس نے کابل واپس جانیکی اجازت چاہی۔ مین نے اجازت دیدی اور ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا لیکن اوس نے انکار کیا اور پیدل جانا بہتر سمجھا اس لیے کہ شاید اوس گھوڑے کی ہمین خود ضرورت ہو۔ اون اشرفیون کو بدلکر مین نے بیس ہزار روپیہ لیا۔ اور اوس سے دوائیان کپڑے اور کھانے پینے کا سامان اپنے ہمراہیون کے لیے خرید کیا۔

اسی درمیان مین اضلاع بنو و پشاور کے دو انگریزی افسرون کے پاس سے میرے چچا کے پاس خط آیا کہ آپ انگریزی عملداری مین پناہ کیون نہین لیتے اور وراوا مین کیون مقیم ہین چچا نے بعد ادائے مراسم جواب دیا کہ اگر وائسرائے ہند دعوت کا خط لکھین اور وعدہ کرین کہ دریائے اٹک کے اوس پار ہمین نہ لے جائینگے تو ہم آسکتے ہین اس خط پر مجھسے بھی مہر کرنے کو کہا لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے کبھی انگریزی دوستی کا فائدہ نہین معلوم ہوا اور اگر ایک مرتبہ دھوکا کھا کر آپ پھر اونپر اعتبار کرنا چاہتے ہین تو آپ تنہا چلے جائے۔

مین نے یہ ہی کہا کہ راولپنڈی سے واپس آنے کے بعد تو آپ نے انگریزون کی بیسرو مہری کی شکایت کی تہی اب آپکی راے ایکبارگی کیونکر بدل گئی - اونہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی پہلی راے پر قایم ہون لیکن صرف اس وجہ سے خط و کتابت کرتا ہوں کہ بیکاری سے کچہہ کرنا بہتر ہے مین نے کہا کچہہ کرنے کے کیا یہ معنے ہیں کہ دروغ گوئی کیجیے ؟ یہ اچہی عادت نہیں ہے - صاف صاف لکہدیجیے کہ آپکو اونکے یہان پناہ لینا منظور نہیں ہے اس لیے کہ آپکو اون سے فائدہ کی کوئی امید نہیں - غرضکہ میرے کہنے کے مطابق اونہون نے خط لکہدیا لیکن مین نے اس وجہ سے مہر کی کہ میں ایک نامعلوم شخص تہا اور میرا کوئی کام نہ تہا - اونہوں نے اسکی شکایت کی جسپر مجہے بہی غصہ آگیا اور میں نے اپنی مہر توڑکر اوس شخص سے جو کہ خط لایا تہا زبانی کہلا بہیجا کہ مین آپ سے کسی قسم کے تعلقات پیدا کرنا نہین چاہتا - آپ میرے دوستون کے دشمن ہین اور جوادکے دشمن ہین وہ میرے بہی دشمن ہین - وہ شخص پشاور واپس گیا اور غالبًا میرا پیغام پہونچا دیا ہوگا -

دادا میں ہم آٹہہ روز اور رہے اور پہر کان گرم روانہ ہوے جہانکہ پانچ روز بعد پہونچ گیے - ہم وہان ستر روز رہے اور چونکہ یہان گہاس بہت تہی اس عرصہ مین ہمارے گہوڑے بہی درست ہو گیے - گو مجہے پانچ روز بخار آیا تاہم میں دوبارہ روانہ ہوا اور دو روز قیام کے بعد دریاے گول عبور کیا - جب ہم اوس پار پہونچے تو ایک شخص کو دیکہا کہ ہماری طرف دوڑا آتا ہے اور رومال ہلا رہا ہے - میں نے علی عسکر خان کو بہیجا کہ دریافت حال کرین اور یہ معلوم کرکے وہ نہایت متحیر ہوئے کہ مردانہ بہیس میں یہ ایک عورت تہی جسے کہ وزیری افغانستان سے بارہ برس کی عمر میں پکڑ کر لائے تہے - اب اوسکی عمر بیس سال کی تہی اور یہ موقع پاکر وہ ہماری محافظت میں آنا چاہتی تہی - مین نے اوسکو تسلی دی اور سواری کے لیے گہوڑا دیا اور اوسکے ماں باپ کے پاس پہونچا دینے کا وعدہ کیا -

وہان سے چلکر ہم شیرانیون کے ملک مین ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان کہ صرف دو مکان تھے اور اونمین رہنے والونکے پاس صرف ایک بھیڑ چار بکریان اور تین مرغیان فروخت کے لیے تہین چاول نہ تھے۔ میرے ساتھ اوسوقت تین سو آدمی تھے باقی بنو جانے کے لیے مجھہ سے علیحدہ ہو گیے تھے۔ یہ جانور ہمنے خرید کر لیے اور جسطرح ہوسکا اون پر گذارا کیا۔ دوسرے روز ہم کاکر ژوب کے ایک گانون مین پہونچے جہانکہ آٹا۔ مکھن اور گوشت خرید کیا اور کھانا بھی اسقدر پکایا کہ دو روز کے لیے کافی ہو۔ اوس روز سے ہم ہمیشہ اسی انداز سے کھانا پکایا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہم ایک گانون مین پہونچے جو وہ برنج کہلاتا تھا اور وہان ہمنے بہت کچھہ کھانے پینے کا سامان جمع کیا۔ علاوہ اون چیزون کے جنکی ہمین ضرورت تھی وہان کے باشندے مختلف اقسام کی چیزین بکثرت لائے اور اونکی خریداری کے لیے اصرار کیا۔ میرے انکار کرنے پر وہ سب اشیاء وہین چھوڑ کر چلے گیے دوسرے روز جب اونہون نے دیکھا کہ اون چیزون کو کسی نے نہین چھوا اور ہمین اونکی خریداری پر مجبور نکر سکے تو وہ اونہین چار و ناچار اوٹھا لے گیے اور مجھے برا بھلا کہتے گیے۔ جب ہم چند میل وہان سے آگے بڑہے تو دو ہزار آدمی شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے راہ مین ہمارے منتظر ملے۔ اونمین سے ایک نے میرے چچا کے گھوڑے کی لگام پکڑی لیکن تلوار نہین کھینچنے پایا تھا کہ مین گھوڑا دوڑا کر پہونچ گیا اور اپنی بندوق اوسکے سینہ سے لگا کر چلانے کی دھمکی دی۔ اوس نے فوراً لگام چھوڑ دی اور میرے سوال کے جواب مین کہ تم کیا چاہتے ہو کہا کہ اس جگہہ کا نام ژوب ہے جب تک بیس روپیہ فی کس محصول نہ دیجیے گا ہم نہین جانے دینگے۔ مین نے اونکو سمجھایا کہ اگر ہم اونہین اس قسم کا محصول دین تو تمام اہل کاکر ہمکو ٹھہرا کر محصول وصول کرینگے اس کے بعد مین نے محصول دینے سے انکار کیا اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔ یہ دیکھکر اونہون نے کہا کہ ہم تو مذاق کرتے تھے اور ہمارے آگے بڑھنے مین مزاحم نہ ہوئے

ابھی اوس روز کا کوچ ختم نہیں ہوا تھا اور ہم مقام مقصود تک پہونچنے نہیں پائے تھے
کہ ایک ضعیف شخص دس مریدوں کے ساتھ سفید ستار باندھے ہوئے ۔ جسکے دونوں کانوں تک
چھوڑے ہوئے اور ایک موٹا عصا ہاتھ میں لیے سڑک پر دکھائی دیا ۔ اس صورت کے
دکھلائی دینے کے پہلے دو مریدوں نے میرے چچا سے آکر کہا تھا کہ ہم اس ملک کے سردار
ہیں اور اوس پیر مرد کو دیکھکر نہایت جھک کر سلام کیا اور کہا کہ یہ بڑے بزرگ ہیں ۔ اور
سید ہیں ۔ یہ سنکر میرے چچا کھڑے ہوگیے اور اونکے ہاتھ کو بوسہ دیکر اپنے پہلو
میں جگہہ دی ۔ میں نے اس قسم کے بہت سے دغاباز اور مذہبی شخص دیکھے تھے اس
شخص کی صورت سے ہی مجھے شبہ ہوا کہ پارسائی کے پردہ میں ضرور کچھ دال میں کالا ہے
میری عادت تھی کہ جب میں کسی گاؤں میں جاتا تو وہاں کسی باشندہ سے ملاقات کرتا اور
اوسے روپیہ دیکر وہاں کے کل حالات دریافت کرتا تھا ۔ ایسے ہی ایک شخص سے
یہاں بھی کیفیت پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد بڑا مشہور چور تھا ۔ سوار ہزاروں کا سردار تھا اور
چالیس آدمی ہمارا مال لوٹنے کے لیے اپنے ہمراہ لایا تھا ۔ میں نے چچا سے اسکا ذکر
کیا لیکن اونکو یقین نہوا اور اپنے بیٹے سردار سرور جان سے کہا کہ یہ بزرگ آج کی شب
ہماری خیمہ گاہ میں مہمان رہیں گے ۔ غروب آفتاب کے قریب چند آدمیوں نے اون
کنوؤں کو گھیر لیا جس سے کہ میرے آدمی گھوڑوں کو پانی پلانا چاہتے تھے ۔ یہ دیکھکر اور چونکہ میں
ڈاکوؤں کی جانب سے ہوشیار رہتا میں نے یہ چال چلی کہ اپنے گھوڑوں کو دو دو تین تین کر کے
تقسیم کیا اور گاؤں کے مختلف حصوں میں مختلف اوقات پر دوسرے کنوؤں کے ساتھ
پانی پلانے کے لیے بھیجا اور اون کنوؤں کے نزدیک بھی نہ گیے جو کہ ہماری خیمہ گاہ کے
قریب تھے اور جہاں کہ چور ہمارے گھوڑوں کے منتظر تھے ۔ اس طریقہ سے ہمارے تین سو
گھوڑے بحفاظت تمام واپس آگیے ۔ میرے چچا اور اونکے لڑکے کے پاس تقریباً پچاس گھوڑے تھے

اونکے نوکرون نے آکر کہا کہ جو آدمی کنوئین کے چارون طرف جمع تھے وہ اونہین اوسکے قریب جانے سے روکتے تھے۔ یہ سنکر وہ بزرگ نہایت خشمناک ہوئے اور کہا کہ مین گھوڑون کے ہمراہ جاتا ہون اور اون لوگون کو حکم دیتا ہون کہ آپ کے نوکرون کو گھوڑون کو پانی پلانے سے باز نہ رکھین اوس نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی دور جاکر سائیسون کو ڈولچیون سے پانی بھرنے کے لیے بھیجا۔ جسوقت کہ سائیس اس کام مین مصروف تھے وہ اور اوسکے ساتھی تیس گھوڑے لے بھاگے جن مین سے بینڈل میرے سوارون نے چھین لیے۔ اس معرکہ مین پانچ سوار زخمی ہوئے۔ جسوقت کہ ان لوگون نے واپس آکر یہ قصہ بیان کیا مین موجود تھا اور اپنے چچا پر خوب دل کھولکر ہنسا اور کہا کہ سہ پہر کے وقت مین نے آپ کو متنبہ کردیا تھا لیکن آپ نے نہ مانا۔ اس شہور مثل کو آپ بھول جاتے ہین ؎

اے بسا ابلیس آدم روکہ ہست	پس بہر دستے نباید داد دست

میرے چچا اور اونکے بیٹے نے اپنے گھوڑون کے جانے پر افسوس اور اپنے زخمی نوکرون کی مرہم پٹی کرنے مین رات بسر کی۔

جب ہم یہان سے روانہ ہوئے تو چچا صاحب کے نوکرون کو دوسرے لوگون کے ساتھ گھوڑون پر سوار ہونا پڑا یعنی ایک گھوڑے پر دو دو آدمی سوار ہوئے۔ گیارھوین دن سہ پہر کے وقت ایک گاگانون مین ہم پہونچے۔ میرے ساتھیون نے اپنے لیے کھانے پینے کی چیزین جمع کین اور مین بھی ایک جوان فربہ بھیڑ تلاش کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے ایک ملگجی اور بیس روپیہ کا بلی اوسکی قیمت قرار پائی جو مین نے ادا کردی۔ ہم اوسے ذبح کرنے ہی کو تھے کہ بھیڑ والا آیا اور کہا کہ بھیڑ واپس کردیجیے مین نہین بیچتا لیکن جب مین اوسے واپس کرنے لگا تو پھر وہ فروخت کرنے پر راضی ہوگیا اور آخرش وہ ذبح کی گئی۔ یہ دیکھکر اوس نے روپیہ مجھپر پھینک مارا اور کہنے لگا کہ میری بھیڑ زندہ کردیجیے۔ مین نے

جواب دیا کہ مجھے یہ قدرت نہین ہے لیکن اگر دل چاہے تو روپیہ اور یہ مدلوحہ بھیڑ لے جا۔
اوس نے دوبارہ انکار کیا اور اصرار کیا کہ اوسے زندہ کر دیجیے۔ اس تو مجھے محبوب خیال (؟)
سیلی پڑی۔ ایک ملا میرے قریب کھڑا ہوا تھا اوس سے مین نے کہا کہ یہ شخص تمہاری
نسبت سخت کلامی کر رہا ہے۔ اس پر وہ ملا بھیڑ والے کی طرف دیکھنے لگا۔ مین نے
اوسیوقت کہا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو مجھے بددعا دو لیکن اس بزرگ پارسا کی بی بی کی
نسبت کیون بدزبانی کرتے ہو۔ ملا یہ سکر آگ ہو گیا اور اوس شخص کو سخت سست
کہنے لگا یہانتک کہ بات بڑہتے بڑہتے دونون لڑنے لگے اور موقعہ پا کر مین بھیڑ اور روپیہ
دونوں لے آیا۔ نصف ماشندے ملا کیطرف تھے اور نصف بھیڑ والے کیطرف اور جب خوب لڑ چکے
تو لوگوں نے دونوں کو علیحدہ کر دیا۔ ایک یا دو گھنٹہ بعد وہ بھیڑ الامیر سے لیے ورآتا بہ دہی (؟)
خواسیجے روٹی کے اور ایک بچہ بھیڑ کا بہنا ہوا لایا اور بہت سلام کیے۔ مین نے کہا کہ ابہی تم (؟)
دیر ہوئی کہ تم اسقدر گستاخانہ کلام کر رہے تھے اور اسوقت اتنے مودب ہو اور پہر اوس کی
گفتگو سے معلوم کر کے کہ اوسکے حواس بجا تھے مین نے دریافت کیا کہ بھیڑ کے بہانہ سے
مجھ سے کیون جھگڑا نکالا تھا۔ اوس نے جواب دیا کہ سردار خان نے قندہار مین میرے ساتھ
بہت برا سلوک کیا تھا یہ اوسکا عوض تھا جو مین نے لیا۔ مین نے کہا سردار خان یہان نہین
تم اوس سے لڑے ہوتے۔ اوس نے کہا ٹھیک ہے لیکن چونکہ سردار خان کو قندہار کا گورنر
آپ نے مقرر کیا تھا میں آپکو اس کا ذمہ دار قرار دیتا ہون۔ اسیطرح ہم کئی گھنٹے تک
گفتگو کرتے رہے جس کے بعد وہ گھر چلا گیا اور مین سو گیا۔

دوسرے دن بڑے زور شور کی آندھی مین ہم وہان سے چلے جب ہم اوس گانوں کے
قریب پہونچے جہاں قیام کرنے کا ارادہ تھا تو وہاں کا سردار دو سو سوار لیکر ہمارے استقبال
کو آیا۔ لیکن ہم سے ملنے سے پہلے اوسکے ایک لڑکے نے آکر کہا کہ شاہجہان بادشاہ آپ کو

لینے آتے ہین گھوڑے سے اوترکے اور اون سے معانقہ کیجیے تو میرے چچا نے مجھسے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے ہمین نے کہا کہ اسکا تصفیہ کرنے سے پہلے مین آگے بڑہتا ہون - کچھہ دور جاکر دیکھا کہ دو شخص میری طرف آرہے ہین - مین نے ایک سے پوچھا کہ تمہارا شاہ کہان ہے تو اوس نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا - یہ نام کا بادشاہ ایک ضعیف شخص تہا اور پرانی بہیڑ کی کہال کا کوٹ پہنے ہوئے تہا جسمین جابجا رنگین کپڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے - سر پر دستار اسقدر میلی کہ یہ بہی نہین معلوم ہوتا تہا کہ کون سے کپڑے کی ہے اور اوسکے پیچ مین کلاہ نہ تہی - پیر مین اونی موزے تہے لیکن جوتا نہ تھا - گھوڑی جسپر سوار تہا پوست و استخوان ہو رہی تہی - گٹہنون پر گہنٹیان بندہی تہین اور لکڑی کا زین تہا - بٹے ہوئے بالون کی لگام تہی جسکے کنارون پر گہنٹیان تہین - اس شاندار صورت کو دیکھکر مین مسکرایا اور نزدیک جاکر کہا کہ ہمارے امیر سے گھوڑے سے اوترکر معانقہ کرنے کی ضرورت نہین آپ زبانی اونکا خیر مقدم کیجیے - اوس نے منظور کرلیا اور مین نے واپس جاکر چچا صاحب سے کہدیا کہ شاہ جہان بغیر گھوڑے سے اوترے ہوئے آپکا استقبال کرینگے - جب دونون مین ملاقات ہوئی تو چچا صاحب کا گھوڑا اِس عجیب و غریب صورت کو دیکھکر بہڑکا اور گہنٹیون کی آواز سے اوچہلنے کودنے لگا - میرے چچا بہت ڈرے اور مجھسے امداد کے لیے کہا لیکن مین ہنسا اور کہا کہ دو بادشاہون مین دخل نہین دیسکتا - وہ چلاّنے اور کہنے لگے کہ بابا خدا کوئی تدبیر بتلاؤ ورنہ گھوڑا مجھے گرادے گا یہ مذاق کا موقعہ نہین ہے مین نے کہا اگر آپ کچھہ دینے کا وعدہ کرین تو مین آپکی مدد کرون - اوسہون نے اپنی دو تلوارون سے ایک مجھے دینے کا وعدہ کیا اور مین نے منظور کرلیا - اولاً مین نے اونکے گھوڑے کو چمکارکر ٹہیک کیا پہر شاہ جہان سے کہا کہ آؤ میرے ساتہیون کے ٹہیرنے کا انتظام میرے ہمراہ چلکر کرو - اوس نے جواب دیا کہ بکری کا شوربا اور جوار کی چالیس روٹیان مین نے

پکوائی ہین میں نے اوسے یقین دلایا کہ یہ نہایت اعلیٰ کہانا ہے - لیکن ہمین آگے چلکر
اوسے درست کرنا چاہیے - اس سامنے میں اوسے اپنے گہوڑون سے علیحدہ لیگیا
ایک میل جانے کے بعد مین نے کہا کہ چند چیزین بہول آیا ہون اونہیں لانے کے لیے
واپس جانا ضرور ہے اور وہ ملا میرے آگے جانے کے لیے راضی ہوا لیکن جب مین نے
کہا کہ مین اپنے ساتھ شکر بہی لاؤنگا تو وہ نہایت خوش ہوا اور مجہے فوراً اجازت دیدی -
مین نے واپس ہاکر چچا سے پوچہا کہ اپنے عظیم الشان بادشاہ کی نسبت آپکی کیا راے
ہے اور وہ خوب ہے - گانون پہونچکر ہمنے بادشاہ کو تلاش کرنا شروع کیا اور تہوڑے عرصہ
تک ہم اس کوشش مین ناکامیاب رہے لیکن آخرکار ایک گہاس کے جہونپڑے مین
اوسے پایا مجہے دیکہکر اوس نے کہا کہ کہانا پکانے کے لیے جنگل سے لکڑیان منگائی ہین
لیکن ابہی تک آئی نہیں - روٹی بہی ابہی نہین پکی ہے اسلیے کہ توا ایک شادی مین عاریتاً
گیا ہے - مین نے کہا اگر کہانا نہین ہے تو کوئی حرج نہین ہم آپکے مہمان ہین - اسکے بعد
مین نے اپنے کہانے پینے کی چیزین منگائین اور وہان کے لوگون سے پوچہا کہ کیا یہی
شخص تمہارا بادشاہ اور سردار ہے - اونہون نے کہا جی ہان مین نے کہا درحقیقت
تم لوگ نہایت عقلمند ہو کہ ایسے طاقتور شخص کو بادشاہ بنایا ہے اور اسی طرح جسقدر مین
تعریف کرتا گیا اونہا ہی وہ خوش ہوتے گیے - اوس شب کو ہمنے جنگل مین قیام کیا - دوسرے
دن بادشاہ نے آکر کہا کہ ایک دوسرا مقام میرے بہتیجے بہائی دوست محمد کے گانون
مین ہوگا اور وہ مجہسے بہی زیادہ آپکی خاطر و تواضع کرے گا - بہتر ہوگا کہ آپ ذرا اول وقت
یہان سے روانہ ہوجائین - ہمنے اوس سے رہنما کے لیے کہا تو وہ خود ہمارے ساتہہ چلنے کو
مستعد ہوا - مین نے چچا سے کہا کہ اس کا ضرور کوئی باعث ہے کہ وہ خود ہمارے ہمراہ
جاتا ہے لیکن اونہون نے اس سے اختلاف کیا اور ہم روانہ ہوگے -

پہلے دن کے کوچ کے بعد ہم ایک بلند پہاڑ کے دامن مین پہونچے اور دوسرے روز ایک اور پہاڑ پار کرنا پڑا - پہر ایک گانون مین گذر ہوا جسمین ایک باشندہ بہی نہ تہا - مین نے چچا سے کہا کہ ہمارا خبیث رہنما ہمین غلط راستہ بتلا رہا ہے اور ہمارے پاس نہ تو آدمیون کے لیے کہانا اور نہ گہوڑون کے لیے گہاس ہے کہ اگر دو روز کا سامان ہم لیکر نہ چلے ہوتے تو کیا کیفیت ہوئی ہوتی - شب ہمنے صحرا مین بسر کی -

دوسرے روز دوست محمد دو ہزار ساتہیون کے ساتہ ہم سے ملنے آیا لیکن اولاً ایک شخص سے یہ کہلا بہیجا کہ مین آپکی خدمتگزاری کے لیے تیار ہون - پہر اوس نے ہم سے دریافت کیا کہ ایسے دشوار گذار رستہ سے کیون آئے اور سیدہی سڑک کیون چہوڑ دی اور یہ سنکر کہ اسکا باعث اوسکا چچیرا بہائی تہا اوس نے اصرار کیا کہ اوسے مجہے دیدیجیے اس لیے کہ آپکو ان پہاڑون سے لانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ نہین چاہتا تہا کہ آپ میرے گانون ہو کر آئین وہ میرا دشمن ہے اور اس سے میری بے عزتی ہوئی ہے اوس نے یہ بہی کہا کہ میرے مکان پہونچنے کے لیے آپکو دور تک واپس جانا چاہیے - وہان آپکی تواضع و تکریم کی جائیگی آپ کے لیے گانجہ اور آپ کے ساتہیون کے لیے کہانے پینے کا سامان سب مہیا کر لیا گیا ہے مین نے چچا سے کہا کہ اگر آپ نے میری بات سنی ہوتی تو یہ مصیبت پیش نہ آتی - ان دو شیطانون سے کس طرح نجات ملیگی ؟ جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تہی چند چورون نے جنہین دوست محمد نے اس غرض سے بہیجا تہا کہ جو کچہہ ہمارا مال ہاتہہ لگے اوڑا لے جائین - ہمارے اسباب چرانے کی کوشش کی جسکی وجہ سے اون پر گولی چلائی گئی اور وہ زخمی ہوئے - یہ سنکر شاہ جہان چلا گیا اور کہین جا کر چہپ گیا - میری راے ہوئی کہ اوسی شب کو وہان سے روانہ ہو جانا چاہیے ورنہ دوست محمد کے آدمی ہم سے ضرور لڑینگے - آخرش تلاش سے شاہ جہان ملگیا - ہمنے اوس سے کہا کہ جسطرح تو ہمین یہان

لایا ہے اوسیطرح بکریاں سے واپس لے جانا پڑیگا - اوس نے اپنے پوشیدہ ہوجانے
کی یہ وجہ بیان کی کہ اوسکو خوف تھا کہ ہم اوسے اوسکے دشمن دوست محمد کے حوالہ کردیں -
ہم نے وعدہ کیا کہ ایسا نکرینگے اور رات بہر اوسکے ساتھ لیکر کوچ کیا حالانکہ سردی نہایت سخت
تھی - کوئی گانوں راہ میں نملا جہاں کہ کہانے پینے کی چیزیں خرید کرسکتے اور دوسرے روز
سہ پہر کے وقت ملا بہی تو ایک اوجاڑ گانوں اور پہر ہم ناکام رہے - میں نے اوس
سلطان الشیاطین سے پوچھا کہ اس گانوں کے لوگ کہاں ہیں - جواب ملا کہ صرف موسم
بہار میں وہاں آتے ہیں اور موسم سرما شروع ہوتے ہی سامنے والے پہاڑ پر چلے جاتے
ہیں میں نے کہا تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہم میں اور ہمارے گہوڑوں میں طاقت باقی
نہیں ہے اور یہ صرف تیری ہی شرارت کا نتیجہ ہے - وہ بولا اگر بہتر ہے کہ ہم سب اوس پہاڑ
پر چلیں اور اون لوگوں سے ملیں وہ ہمیں کہانا دینگے - لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کو اوس سے
اور اوسکے خاندان سے دشمنی تھی اوس نے تو ہمارے ساتھ جانے سے انکار کیا - ہم
خوش ہوئے کہ ایسے شخص سے نجات ملی اور اوسکو رخصت کرکے بعد غروب آفتاب
ہم اوس پہاڑ پر پہونچ گئے جسکے قریب کہ اوس قبیلہ کی بستی تھی - اولا تو یہ سمجھکر کہ ہم کسی
مخالف قبیلہ کے لوگ ہیں اونہوں نے ہم سے لڑنے کی تیاری کی لیکن پہر ہم سے نہایت
مہربانی سے پیش آئے - اتنے دن بعد کہانا کہاکر ہم کو نہایت خوشی ہوئی لیکن اونہوں نے
ہم سے کسی چیز کی قیمت نلی -

دو روز اوسکے مہمان رہکر ہم کوتل ساگری کی راہ سے پشین روانہ ہوگئے - پشین کے قریب
ایک گانوں میں پہونچے تو ایک مخبر نے اطلاع دی کہ یہاں کے گورنر نے چالیس ہزار
روپیہ مالگذاری کا جمع کیا تہا اور اوسے قندہار بہیجنا چاہتا تہا - میں نے چچا سے مشورہ کیا اور
کہا کہ میں تمام رات چلونگا اور قبل از طلوع آفتاب گانوں میں اچانک پہونچکر روپیہ پر قبضہ

کرونگا۔ لیکن اس مین مجھے اِس وجہ سے ناکامیابی ہوئی کہ ہمارے چند نوکرون نے
انعام کے لالچ سے مجھ سے پہلے پہونچکر گورنر کو میرے ارادہ کی اطلاع دیدی اور اوسے
موقع ملگیا کہ دو چار سو آدمی اردگرد کے گانون سے جمع کر کے قلعہ مضبوط کرلیا۔ مین نے
خوش قسمتی سے اپنا ایک جاسوس پہلے سے بہیج رکہا تہا کہ وہان جاکر میرا انتظار کرے
اسی شخص سے چچا صاحب کے پانچ نوکرون کی اس نمکحرامی کا حال معلوم ہوا۔ الغرض بلا
حصول مدعا مین کاریز وزیر واپس آیا اور وہان دو روز سے مینے قیام کیا۔ وہان کے باشندے
اپنے آپ کو سید کہتے تہے لیکن میرے نزدیک اونکو کوئی حق نہین ہے کہ اپنے تئین اس
نام سے پکارین اسلئے کہ سخاوت۔ خوش اخلاقی اور رحم جو خاص صفات سادات کی ہین
اِن لوگون مین نہ تہین وہ خوبصورت۔ خوش اندام اور خوشحال ضرور ہین لیکن ایک دوسرے
کے دشمن اور خون کے پیاسے جسکی وجہ سے ہمیشہ آپسمین فتنہ و فساد رہتا ہے۔ وہان
سے رخصت ہوکر ایک گانون مین پہونچے جس کا نام آب ریگ تہا۔ اور جب ہم خشکی جا رہے
تہے تو راہ مین ایک روز تمام دن بارش ہوئی اور ہوا نہایت سرد تہی۔ ہمارے کپڑے بالکل
تر ہوگیے اور ہمارے ہاتہہ پانون جم جانے کے قریب ہوگئے۔ بڑی دقتون کے بعد
ہم وہان پہونچے لیکن سب لوگ نہایت اچہی طرح پیش آئے۔ دوسرے دن ہم پہر
چلے اور ایک ریتیلے صحرا سے ہمین جانا پڑا جہان کہ پانی کا نام و نشان نہ تہا۔ مجبوراً ہمین
واپس آنا پڑا۔ لوگون نے صلاح دی کہ بہتر ہوگا کہ خاران کی سڑک سے جائے گو اِس راہ
سے چار پانچ روز زیادہ صرف ہونگے لیکن مین نے اوس صحرا کے راستہ کو اِس پر ترجیح
دی اور دو سو شتر کرایہ لیکر کافی سامان ساتہہ لیا اور پہر اوسی طرف روانہ ہوئے۔ خدا کے
فضل و کرم سے روز بارش ہوئی اور ہماری ضروریات کے لیے کافی پانی ملتا رہا۔ دسوین
دن چاغی دکہائی دیا۔ بارش سے سڑک بالکل خراب ہوگئی تہی اس لیے مجبوراً ہمکو گہوڑون

سے اوترجانا پڑا اور لگام پکڑکر گھٹنوں گھٹنوں کھینچتے ہیں اونہیں لے گئے - اس کوچ کے ساتھ پر
آدمی گھوڑے جنگل سے بیمار ہوگئے تھے - جو میں نے تھوڑا گوشت پکا کر اپنے
آدمیوں کو کھلا دیا اس لیے کہ وہ قریب قریب بیہوش تھے - گھوڑے بیٹھ گئے اور دو مارے
گئے اور شہ سکے منشی میر اعلیٰ گوہر احمد میرے دادا کے اصطبل میں پیدا ہوا تھا گذر رہا -
دو روز تک ہماری حالت نہایت خراب رہی لیکن تیسرے روز ہم چاریکار پہونچ گئے
ہم کو تعجب ہوا کہ وہاں کے خان نے ہمارا استقبال نہ کیا - کچھ دن وہیں مقیم رہے اور پندرہ
روز بعد ایک ملازم نے جیا صاحب سے آکر کہا کہ ہمارے خان چاہتے ہیں کہ اونہیں
قدم بوسی کی اجازت دی جائے - میں نے دریافت کیا کہ اب تک اونہوں نے ایسا
کیوں نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں کے تمام باشندے گھوڑے چرانے کیلئے جنگل سے چلے
گئے تھے وہ اب واپس آگئے ہیں اور پانچ سو جمع ہوکر ہمارے سلام کو آنا چاہتے ہیں
جنہیں اجازت دی اور خان قلعے سے پیدل آیا - پانچ سو شخص اوسکے پیچھے ایک قطار
میں تھے اور دو لڑکے نو اور بارہ برس کی عمر کے سامنے رقص کنان تھے یہ دونوں انسان
نہیں معلوم ہوتے تھے اور اون کے جسم پر سوائے ایک لنگوٹی کے کپڑا نہ تھا - لٹکتے
ہوئے بالون کی یہ کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا تھا صابن اور پانی کی صورت سے مطلق آشنا
نہ تھے - باجا بھی ساتھ تھا - غرض کہ یہ شاندار بندوبست ہمارے استقبال کے لیے کیا
گیا تھا - جسکے سرانجام میں پندرہ دن صرف ہوئے تھے - پچیس روز ہم وہاں رہے اور
اس عرصہ میں ہمارے گھوڑے خوب فربہ ہوگئے اسلیئے کہ گھاس بکثرت تھی -
اسکے بعد ہم پلالک کی طرف روانہ ہوئے جو دریائے ہلمند کے کنارے پر واقع ہے
اور چھ روز بعد چخچیل شاہ گل پہونچے جو کہ شاہ گل ایک ملجی سردار کے نام سے مشہور ہے
اس گاؤں میں سوائے دو ضعیف آدمیوں کے اور کوئی نہیں رہتا اور وہ دونوں بھی ہماری

نظر سے بچنے کی از حد کوشش کر رہے تھے - میرے دریافت کرنے پر کہ گانون کیون خالی تہا اونہون نے پہلے تو یہ کہا کہ معلوم نہین پہر جب مین نے اصرار کیا تو بولے کہ میر عالم خان والی غاکناب کی فوج زیر کمان سردار شریف خان سیستانی اون کا مال و متاع لوٹنے کے لیے آرہی تہی اسلیے وہان کے سب لوگ بہاگ کر قریب ہی ایک مقام پر چہپ گیے تھے - میرے چچا نے کہا کہ اگر وہ جگہ ہمین تبلا دو تو ہم تمہاری مدد کرینگے وہ دونون ہمکو اوس مقام پر لے گیے اور شاہ گل ہم سے اچہی طرح ملا اور ہماری امداد سے خوش ہوا - اوس نے ہماری دعوت کی اور آدہی رات کو اوسکے دو مخبرون نے آکر خبر دی کہ سیستانی سوار اگلے گانون سے گذر چکے تہے اور اون کے حلقہ مین کل پہونچ جاینگے - شاہ گل نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل اپنی رعایا اور اسباب لیکر کسی مستحکم مقام پر پہاڑ پر چلا جاون - میرے چچا نے میری رائے دریافت کی - مین نے جواب دیا کہ اونکا دل چاہے تو چلے جائین لیکن اگر ہمین ایک رہنما دیدین تو ہم بہی سیستانیون سے مقابلہ کرین شاہ گل نے ایسا ہی کیا اور اوس کے پہاڑ جانے پر ہم اوس کے مقابل کی سمت مین روانہ ہوئے -

چند گھنٹے چلنے کے بعد سامنے گرد اڑتی ہوئی دکھلائی دی جس سے معلوم ہوا کہ سوار آرہے ہین اور ہم لڑنے کے لیے تیار ہو گیے - اپنے ساتہیون کو لیکر مین چچا صاحب سے آگے بڑہ گیا اور اونہین لڑائی کے لیے صف آرا کیا - سیستانی ہمین دیکہکر سخت متعجب ہوئے اور ہمارا مقابلہ نہ کر کے دریافت کرنے لگے کہ تم کون ہو - ہمنے بتلایا کہ افغان ہین بلوچی نہین یہ سنکر اونکا سردار ہمارے سلام کو آیا - مین نے اپنے چچا کو بلایا اور سیستانیون سے کہا کہ شاہ گل اور اوسکی رعایا آغا غنی کے ماتحت ہین اس لیے ہم اونکی امداد کے لیے آئے ہین سیستانیون کو یہانکے معاملات مین دخل نہ دینا چاہیے

اوسکے سردار نے منظور کیا لیکن اس شرط پر کہ شاہ گل آکر اوسے سلام کرے تاکہ اوسکی عزت
باقی رہے - میں نے شاہ گل کی رعایا سے کہا کہ یہ کرنا چاہیے لیکن اوسکی ہمشیر کو اسقدر
اپنے بھائی (شاہ گل) کی جان کا خوف تھا کہ مانع ہوئی - مین نے کہا کہ اگر شاہ گل میرے چچا کے
ساتھ جائے تو مین بطور ضامن کے اوسکی رعایا کے پاس رہونگا - آخرش اونھوں
نے منظور کرلیا اور مین نے اپنے چچا صاحب کو خوب سمجھا دیا کہ اوسے زیادہ سے
زیادہ چار پانچ روز میں واپس بھیجدین - سات روز گذر گیے اور شاہ گل کا پتہ نہ تھا -
اوسکے تمام لوگ ایفائے وعدہ کے لیے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چونکہ دو روز
زیادہ گذر گیے ہیں ہمارا حاکم ضرور قید کرلیا گیا ہے - مین نے اونہیں یقین دلایا کہ ایسا نہیں
ہوسکتا اور کہو تو مین جاکر اوسے لے آؤں لیکن اونھون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ جب تک
وہ نہ آئے تم ہمارے قیدی ہو - یہ سوچکر کہ شاید ہم پر حملہ کیا جائے میں نے اپنے دوسو
سوارون کو تیار کر رکھا - تھوڑی ہی دیر بعد وہاں کے لوگ ننگی تلوارین لیے ہوئے آموجود
ہوئے - میں نے اپنے نصف آدمیون کو گولی چلانیکا حکم دیا اور نصف کو ہدایت کی
کہ تلوار سے حملہ کرین - یہ دیکھکر وہ بھاگ گیے اور دوسو ستر پر اپنا اسباب لادکر میں اوسی
جانب روانہ ہوا جدہر کہ شاہ گل گیا تھا - اوسکے آدمی آکر میرے شریک ہو گیے اور اپنی
حرکات کی معافی چاہی - میں سیستان تک اونہیں ساتھ لیگیا اور وہان سے اوسکے
اونٹ دیکر اونہیں واپس کیا -

دو دن بعد ایک گانون مین پہونچے اور اپنے چچا اور شاہ گل کی کیفیت دریافت کی
چچا صاحب سے معلوم ہوا کہ سیستانی فوج کے دو سوار تھے سوار شریف خان وار
کا افسر اور موسیٰ یوسف خان برادر میر عالم خان کے باڈی گارڈ کا افسر - اس موسیٰ یوسف نے
باوجود اونکے اعتراض کے شاہ گل کو قید کرلیا تھا - مین سیدھا اوس افسر کے پاس چلا گیا

اور پلا گھوڑے سے اوترے ہوئے اوس سے ہاتھہ ملایا اور پوچھا کہ شاہ گل کہان ہے
اوس نے کہا خیمہ مین - اسپر مین نے زور سے چلاکر کہا شاہ گل باہر آؤ اور وہ آگیا -
مین نے اوس افسر سے پوچھا کہ اسے کیون قید کیا ہے - اوس نے جواب دیا
کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سردار میر عالم خان کے پاس اسے لیجاؤن - مین نے کہا کہ مین نے
اوسے تمہارے پاس بہیجا ہے اور خود اوس کے بسلامت واپس جانیکا ضامن ہوا ہون
وہ تمہاری رعایا نہین ہے کہ تم اوسے میر عالم کے پاس لیجاؤ - اس کے بعد مین شاہ گل
اور ایک نوکر کو جو اوس کے ساتھہ قید ہو گیا تہا لے آیا اور اپنے دس سوارون کے
ساتھہ اوسے اپنے ملک واپس کر دیا - اوسکی رعایا اوسے دیکہہ کر نہایت خوش ہوئی -

تین روز قیام کے بعد ہم سیستانیون کے ہمراہ اونکے ملک کو روانہ ہوئے - دوسرے
دن دریاے ہلمند کے کنارے پہونچ گیے - دیکہا کہ قندہاریون کے پندرہ مکان ہین
جنپر اوسی ہزارہ سردار کے چند سوار حملہ کر رہے ہین جس نے کہ قبیلہ پلالک کو لوٹنا
چاہا تہا - اون مکانون کے رہنے والون نے اپنے آپ کو خوب مستحکم کر لیا تہا اور
پچاس ہزارہ سوارون کو مار چکے تہے اور سولہ کو زخمی کیا تہا - اس عرصہ مین اردگرد کے گانون کے
لوگ بہی ان سوارون کے مقابلے کیلئے جمع ہو گیے تہے جب ہم اوس گانون مین
پہونچے تو وہان کی اوس وقت یہی کیفیت تہی - مین نے اپنے ساتہیون کو حکم دیا کہ
اوس ہزارہ سردار کی خوب سرکوبی کرین جس نے ان قریون کو لوٹنے کیلئے سوار بہیجے
تہے اور وہان کے باشندون کو یہ کہکر مین نے خوش کیا کہ مین خود اونکے دشمنون سے اس
قسم کی شرائط کرونگا کہ آیندہ امن و امان رہے - مین خود قلعہ تک پیدل گیا معلوم ہوا
کہ اوسمین سوار ہین - میرے ساتہہ توپین یا سیڑہیان نہ تہین کہ اونکی مدد سے اندر داخل ہوتے
اس لیے ایک نوکر کو بہیجا کہ اون سے حقیقت حال کہے - اس شخص کو اونہون نے

اندر جانے کی اجازت دی اوس نے سمجھایا کہ اس تمام مصیبت کا بانی ایک ہزارہ سردار تھا جسے عبدالرحمن خان نے سزا دیکر نکال دیا ہے بہتر ہو کہ تم بھی بلا کسی قسم کی مزاحمت کے اپنے اپنے مکان واپس جاؤ - یہ سنکر کئی سردار قلعے سے باہر آئے اور مجھے سلام کیا - میں نے اونہیں سمجھایا کہ میں تمکو بھائیون کی طرح سمجھتا ہون اس لیے کہ تم بھی افغان ہو - الغرض ہم سب ایک ساتھہ واپس چلے اور دوست بارہ روز ان لوگوں کے گاؤں سے ہمارا گذر ہوا - اونھوں نے ہمارے کھانے پینے کا سامان مہیا کیا لیکن سیستانی سواروں کو کچھہ نہ دیا حتیٰ کہ قندہار پہونچنے تک ہم کھانا کھلاتے رہے وہاں پہونچکر سیستانی سوار اپنے اپنے گھر چلے گیے اور رسالے کے لوگ میر عالم خان کے پاس گیے تاکہ اوسے ہمارے استقبال کے لیے لائیں -

سردار شریف خان نے اپنے مکان واقع شریف آباد میں دو روز تک ہماری دعوت کی - تیسرے دن میر عالم کے پاس قلعہ کی طرف روانہ ہوئے - وہ باہر آکر ہم سے ملا - اور مجھ سے اور چچا سے معانقہ کیا - اس کے بعد ہم اوسکے نئے قلعہ میں داخل ہوئے جہانکہ ہمارے استقبال کے لیے بڑی تیاریاں کی گئی تھین - قلعے کے چارون طرف ہمارے سوارون کے لیے خیمے نصب کیے تھے اور میرے چچا کے اور میرے لیے اون بڑے خیمے لگائے تھے - ایک ہوشیار شخص کو صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تھا کہ ہماری تعظیم و تکریم میں کوتاہی نہ کرے اور ہماری آسائش کا لحاظ رکھے - بارہ روز ہم وہان مہمان رہے اور پھر کولاب سیستان روانہ ہوئے - رخصت ہونے کے وقت میر عالم نے عرض کی کہ تمام خیمے اور اسباب ساتھہ لیجائیے آپ میرے ہمسایہ ہین اس لیے ضرور ہے کہ مین حتی الامکان مدارات کرون - میں نے شکریہ کے ساتھہ انکار کیا لیکن مزید اصرار کی وجہ سے دو یا تین خیمے قبول کر لیے - اوس نے دس ہزار ایرانی روپیہ بھی ہمارے

بیرجند تک کے مصارف کے لیے دیا۔ مین نے یہ روپیہ چچا صاحب کو دیدیا اور کہا
کہ میرے پاس اپنے اخراجات کے لیے کافی روپیہ ہے بشرطیکہ آیندہ آپ کے خرچ
کے لیے مجھے روپیہ نہ دینا پڑے جیسا کہ مجھے کرنا پڑتا ہے۔ عبدالرحیم کا خزانچی جو زر نقد
لایا تھا اوسمین کی دوسو اشرفیان ہنوز میرے پاس تھین۔

کولاب سیتان (جسے وہان کے باشندے ہامون کہتے ہین) سے روانہ ہو کر ہم بندان
پہونچے اور وہان سے نہہ اور صحرا سے لوط ہوتے ہوئے بیرجند گیے جہان کہ میر عالم
کے دولڑکون نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اون کی والدہ نے ہماری
دعوت کی۔

بتاریخ پنجم محرم الحرام ہم بیرجند پہونچے تھے اور بارہوین تاریخ مشہد گیے جہانکہ امام رضا
علیہ السلام آٹھوین امام کا مقدس مزار ہے۔ اس کے بعد ہم شہر سرایان مین داخل ہوئے
جہانکہ آثار عمارات قدیمہ دیکھے۔ وہان سے چلکر نسی قیام کیا۔ اس جگہہ کی آب وہوا نہایت
خراب ہے۔ پانی شور و تلخ ہوتا ہے اور باشندون نے بڑے بڑے تالاب بنائے ہین
جنمین پینے کے لیے بارش کا پانی جمع کرتے ہین۔ دو کنوئین بھی کھودے ہین لیکن پانی صرف
کھانا پکانے کے کام کا ہے پینے کے لائق نہین۔ بدقسمتی سے وہان پہونچنے کے کچھ ہی
پہلے میرے چچا کو تیز بخار آگیا اور اونکی صحتیابی تک ہمکو مجبوراً اوسی گانون مین رہنا پڑا
ایک مہینے تک اونہین صحت نہ ہوئی اور اس عرصہ مین میرا تمام روپیہ خرچ ہوگیا۔ مین نے
چچا صاحب سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپکے لیے تخت روان بنوا لون
اس لیے کہ ابھی آپ کمزور ہین لیکن انہون نے کہا کہ جس حالت مین یہان درخت ہی نہین
ہین جن سے لکڑی لی جائے تو تخت روان کس طرح تیار ہو سکتا ہے۔ اس کا کچھ جواب
نہ دیکر مین نے اوس عمارت سے جو کہ لوگ بطور مسجد کے استعمال کرتے تھے چار ٹکڑے لکڑی کے

کاٹ لیے لوگون نے اعتراض کیا تو کہا کہ ہم اجنبی ہین اور چونکہ بیمار ہیں اس لیے خدا کے
مال کا بہترین استعمال کرتے ہیں یعنی اوسکی تکلیف زدہ مخلوق کے آرام کے لیے میرا
حواس سے اونکی تشفی ہو گئی - اوسی روز شام تک تخت تیار ہو گیا اور ہم تربت عیسی خان
روانہ ہوئے - اور وہان سے کاریز شاہزادہ نامی مقام پر پہونچے جو کہ آب و ہوا کے لحاظ
سے صحت کے لیے اچھا سمجھا جاتا ہے - شاہزادہ نے ایک نہایت عمدہ عمارت اپنے
لیے وہان تیار کرائی تھی - میرے چچا تھوڑے دنون کے لیے وہیں فروکش ہوئے مین
خود اونکا لمبا ٹیکا تاتھا اور اون کی تیمارداری بھی کرتا تھا - نوکرون کی کچھ کمی نہ تھی اور اون کا
شیاسرداسرور بھی ہمارے ساتھ تھا لیکن بات یہ تھی کہ باوجود اونکی نادر باتون کے مجھے
اون کے بیٹے سے بھی زیادہ اون سے محبت تھی - اونکی چالیس روز کی بیماری مین
سردار جان صرف دو مرتبہ اپنے والد کے مزاج پرسی کے لیے آیا تھا ورنہ اپنے کام میں
مصروف رہتا تھا -

ایک روز چچا صاحب کو کسی نے تھوڑی خوبانیان بھیجین لیکن چونکہ بخار چھوٹے ہوئے
ابھی چند ہی روز ہوئے تھے مین نے عرض کی کہ انھین نہ کھائے - لیکن اوہون نے ایک
سی اور خوبانیان کھانا شروع کین - میں نے کہا کہ تین روز مین نے آپ کی تیمارداری
کی ہے اور سوائے آخری چند روز کے بہت کم سونا مجھے نصیب ہوا ہے - اگر خدا
نخواستہ پھر طبیعت خراب ہوئی تو دوبارہ مجھے ویسی ہی جانفشانی کرنی پڑیگی مگر سکہ
پوری پلیٹ اونھون نے صاف کر دی - مجھے یہ سوچکر کہ میرے چچا کے نزدیک میری تمام
عمر کی خدمات کی کچھ حقیقت نہین ہے اسا غصہ آیا کہ مین نے تربت عیسی خان جانیکے
لیے اجازت چاہی - میری مالی حالت ایسی خراب تھی کہ اونکی آسائش کیلئے مجھے اپنے
ہتیار فروخت کرنے کی نوبت آ گئی تھی - اوہون نے اجازت دیدی اور مین نے دو روز کی

مسافت ایک شب مین طے کی اسلیئے کہ میرے پاس آدمیون اور گہوڑون کے کہلانیکے لیے روپیہ نہتہا اور دوسرے یہ کہ دن کو گرمی بہی نہایت سخت پڑتی تہی۔ کسی شہزادہ کے ایک مکان مین جو کہ طہران چلا گیا تہا مین فروکش ہوا اور چچا کے لیے دوسرا مکان درست کیا۔ اس مقام پر ایک ہراتی سوداگر قاضی حسن علی جو کئی سال سے وہان بود و باش کرتا تہا میرے پاس آیا اور کہا کہ خرچ کے لیے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو مجہہ سے لیجئے میرے پاس ایک لاکہہ کابلی روپیہ میرا ذاتی ہے اور دو یا تین لاکہہ ایرانی سکہ ہے جو تجارت کے لیے دوسرونکی امانت ہے۔ مین نے شکریہ کے ساتہہ روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجہے اتنی استطاعت نہین ہے کہ روپیہ لیکر پہر ادا کرسکون لیکن آپ میرے زمانہ قیام مین میرے نوکرون اور گہوڑون کے کہانے پینے کا انتظام کردین تو مین ممنونیت کے ساتہہ منظور کرونگا۔ چہہ روز بعد چچا صاحب تشریف لائے اور اوسی قاضی نے اونکے اخراجات کی بہی کفالت کرنا چاہی اور چونکہ ہمارے آدمیون کے کپڑے پہٹ گیے تہے اور نیز گہوڑون کے ساز اور زین خراب ہو گئے تہے اوس نے نئے کپڑے وغیرہ دینے کی مجہہ سے اجازت چاہی مین نے اپنے ملازمون کے لیے تو انکار کردیا لیکن چچا صاحب نے اپنے آدمیون کے لیے قبول کرلیا۔ درحقیقت اس شخص نے ہماری اس قدر خدمت کی کہ جب تک مین زندہ ہون اوسکی تلافی نہین کرسکتا۔ ایک معمولی شخص کے لیے ایسے بہاری اخراجات کا کفیل ہونا بڑی دریا دلی کا کام ہے۔

میرے چچا چونکہ خور و نوش مین نہایت بد پرہیز تہے پہر بیمار پڑے اور روز شبانہ روز پہر مین نے اونکی تیمارداری کی۔ چند روز بعد گورنر مشہد نے ہمارے پہونچنے کی خبر سنکر اور حسب الحکم شاہ ایک تخت روان معہ چوبیس خچرون کے میرے چچا کے لیجانے کے لیے بہیجا اور کہا کہ آپکی علالت کی خبر پاکر یہ تخت روان بہیجتا ہون تاکہ آپ مشہد تشریف لے آئین

سبنے اسے منظور کرلیا اور ایک مہینے بعد مشہد روانہ ہوئے۔ اوسوقت تک آتاختی کے ستر ہزار قران (ایرانی سکہ جو کہ چہ پنیس یعنی چار آنے کے برابر ہوتا ہے) ہم پر قرض ہو چکے تھے اس تفصیل سے کہ میرے چچا نے ساٹھ ہزار لیے تھے اور مین نے دس ہزار۔ ریک شخص ہمارے ہمراہ سلام نامی پہاڑی تک گیا جو تربت عیسیٰ سے پانچ منزل ہے یہان سے امام ہشتم علیہ السلام کا گنبد بطور دکہلائی دیتا تہا۔ اس مزار پر خدا کا نور برستا تہا جسے دیکہکر مجہے تسکین ہوئی اور بعد فاتحہ دعا کی جب وہان سے روانہ ہوئے تو چہ سو عربی گہوڑے زیور سے آراستہ اور ہر طرح درست دو گاڑیون مین جوتے ہوئے ملے اور ایک ہزار سوار اونکے پیچہے تھے۔ یہ لوگ اوس مبارک مزار کے خدام تہے اور گاڑیاں اور گہوڑے شاہ کے چچیرے بہائی کے تھے۔ الغرض نہایت شان و شوکت سے ہم ایک محل مین فروکش ہوئے۔ تین روز ہم امام علیہ السلام کے مہمان رہے اور بعدہٗ شاہ کے۔ اونکے چچیرے بہائی ترکمان لوگون سے لڑنے گیے تہے اور وہان موجود نہ تھے لیکن دس روز بعد وہ واپس آ گئے اور اونہون نے میرے چچا اور اونکے بیٹے سرور جان اور میری اور چند دیگر افسرون کی دعوت کی اور نہایت خلوص سے اظہار محبت کیا۔

دوسرے روز شاہ کے چچا احمد میرزا ہم سے ملنے آ گئے۔ ملاقات کے بعد مین اوس متبرک مزار پر گیا اور خاک در جبہ فرسائی کی تاکہ میری آنکہون کو نور اور دل کو تقویت اور تسکین حاصل ہو۔ وزیر شاہ نے جو کہ اس مقدس مزار کا متولی ہے میری دعوت کی اور مین نے خوشی سے منظور کیا۔ مشہد مین مین بیس روز مقیم رہا اور اوسی عرصہ مین مجہے خفیف بخار بہی آیا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اچہا ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب شاہ کے چچا سے ملنے گیا تو مین نے کہا کہ اگر مجہے درہ گز و طرشز اور اگیج کی راہ سے ترکستان جانے کی اجازت دی جائے تو عین عنایت ہو۔ مین نے یہ بہی خواہش ظاہر کی کہ ایک رہنما میرے

ساتھ کردیا جاسے تاکہ مجھے سرحد ایران تک بمقام درہ گز پہونچا دے جہان اللہ یار خان
گورنر تھا - اونہون نے جواب دیا کہ آپکی درخواست پر کوئی حکم بلا شاہ کی منظوری کے نہین
دیا جا سکتا لیکن مین اوسے ابہی بذریعہ تار ارسال کرتا ہون - دو روز بعد شاہزادہ کا ملازم میرے
پاس آیا اور حقہ اور چاء پیکر مجھسے کہا کہ میر منشی سلطنت کے پاس شاہ کی اجازت
کے لیے تار بہیجا گیا تہا لیکن قبل از منظوری درخواست شاہ چاہتے ہین کہ آپ طہران
جاکر اون سے ملاقات کرین اور اوسکے بعد اگر آپ ترکستان جانا چاہین تو آپکو اجازت
دی جائیگی - مین نے جواب دیا کہ بالفعل میرا طہران جانا مناسب نہین اگر افغانستان
پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اور کہین انتظام نہو گا تب مین واپس آکر شاہ کی خدمت مین
حاضر ہون گا - اور یہ عقلمندی سے بعید ہوگا کہ اس وقت ایسے عظیم الشان بادشاہ سے
ملکر مین کسی دوسری جگہہ جاؤن اور دوسرے سے امداد چاہون اسلیے کہ اوس حالت
مین لوگ خیال کرینگے کہ شاہ نے امداد سے انکار کیا جس سے کہ شاہ کی ایک قسم کی
توہین متصور ہے - میرے جواب پر غور کرنے کے لیے اوس ملازم نے دو روز کی مہلت
چاہی چوتھے روز پہر آیا اور کہا کہ شاہ چاہتے تو یہی تھے کہ آپ اون سے مل لین لیکن اگر
آپ کا ارادہ نہو تو جب دل چاہے ترکستان جا سکتے ہین شاہ آپ پر ہمیشہ پدرانہ نظر رکھینگے
اور چاہتے ہین کہ آپ بہی ایران کو اپنا وطن سمجھین - مین نے نہایت گرمجوشی سے ان
تمام مہربانیون کا شکریہ ادا کیا اور ملازم سے کہا کہ شاہ کی خدمت مین کریمانہ الطاف کی میری
جانب سے دست بستہ درخواست کرے - اسکے بعد اوس نے شاہزادہ کی جانب سے
مجھے ایک خط علی یار خان کے نام اور ایک سردار اور دس سوار دے کے - چھ دن کوچ کے
بعد ہم وہان پہونچگئے اور اللہ یار خان ایک ہزار سوار لیکر ہم سے ملنے آیا - درہ گز کے باہر ایک
باغ ہمارے قیام کے لیے تجویز کیا : یہ مقام صحت کے لیے نہایت عمدہ تہا اور وہان ہر طرح کا

آرام تھا۔ اس شخص سے اسلح ہماری خاطر تواضع کی جیسا کوئی قدیم دوست کرتا ہے
اور ایک مہینے تک مجھے اپنے پاس رکھا۔ اس عرصہ کے لیے اوس نے ترکمانون سے
کچھ ضمانت بھی میری حفاظت کے متعلق لی۔ اس لیے کہ یہ لوگ بڑے قزاق تھے۔

ادھی رات میں چند ترکمان سوداگر ایک ہزار دسٹ تجارتی اسباب کے درہ گز خرید
کے لیے لائے میری حفاظت جان کے لیے علی یار خان نے اوسین لبلو ضامن
کے رکھا اور مین طغران کے تین سردارون کے ساتھ وہان سے روانہ ہوا۔ ایک
کا نام اربک تھا دوسرے کا عزیز اور تیسرے کا ارتق اور یہ تینون شخص ارگنج تک
میری رہنمائی کے لیے مقرر ہوئے۔ خود خان ڈیڑھ ہزار سوار لیکر اشک آباد تک میرے
ہمراہ آیا۔ راہ مین چانول کے کھیتون مین شکار خوب تھا اور چونکہ ہمارے پاس بندوقین
اور گھوڑے اچھے تھے دو تین گھنٹے روز شکار سے دل بہلاتے تھے۔

جب اشک آباد سے آگے بڑھے تو خان ہم سے رخصت ہوا لیکن چند سوار میرے
ساتھ رہنے دیے کہ واپس جاکر اوسے ہمارے بخیریت پہونچنے کی خبر دین۔ اوس روز تمام
شب ہمنے کوچ کیا اور صبح کے وقت اوس جنگل مین پہونچے جو کہ ہرات کی ندیون کے
چارون طرف واقع ہے۔ ان ندیون کے کنارون پر خربزے اور تربوز بوئے ہوئے تھے
یہان کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جب یہ پھل تیار ہونے لگتے ہیں تو وہ کھیتون مین
آکر بودوباش اختیار کرتے ہین اور سوا ان پھلون کے اور کچھ نہین کھاتے۔ اون کے
گھوڑے ہرے سینٹھے کھاتے ہین۔ اس لیے کہ اور کسی قسم کی گھاس وہان نہین ہوتی

دوسرے دن ہم طغران پہونچے اور ان خانہ بدوش لوگون کے ساتھ پانچ روز اس غرض
سے رہے کہ ایک تو کھانے پینے کا سامان مہیا کرنا تھا دوسرے اپنی صحت کے لیے
ایک گھوڑے نے میرے پیر میں لات ماری تھی۔ اس لیے مجھے آرام کرنے کی ضرورت تھی

چھٹے دن ہم اُرگنج روانہ ہوئے - جو تین سردار رہنمائی کے لیے میرے ساتھ آئے تھے اونمین سے ایک واپس گیا اور باقی دو عزیز اور ازبک میرے ہمراہ رہے - ہمنے تمام شب و دوسرے دن دس بجے صبح تک کوچ کیا اور ایک کنوئین پر پہونچے جسکا پانی تلخ تہا - دو روز قیام کے بعد دوپہر کے وقت پہر چلے اور صبح تک چلتے رہے اور صرف گہوڑون کو دانہ کہلانے کے لیے تہوڑی دیر راہ مین ٹہیرے - چوتھے دن دس بجے شب کو ایک اور کنوان ملا جسکا پانی پہلے کنوئین سے بہی زیادہ تلخ اور غلیظ تہا لیکن ہمین مجبوراً پینا پڑا - ہمارے گہوڑے اسقدر تہک گیے تہے کہ اور آگے نہ بڑہ سکے اس لیے اونہین کامل آرام دینے کے لیے ہمین چہہ روز وہان قیام کرنا پڑا - اسکے بعد ہم شب کے وقت کوچ کرتے تہے اور دن کی گرمی کسی مقام پر سو کر گذارتے تہے یہانتک کہ ایک قافلہ ترکمانون کا ملا جو کہ یہ سمجہکر کہ ہم ایرانی تہے اور اون پر حملہ کرینگے چہپ گیے -

اس موقع پر یہ کہنا ضرور ہے کہ ایرانی اور ترکمان ایک دوسرے کے سخت دشمن ہین گو دونون مسلمان ہین لیکن اونکے ملّا شیطان کے ایسے غلام ہین کہ ایک دوسرے کے قتل کی ہدایت کرتے ہین - اس خواری اور رسوائی کا باعث جہالت ہے - خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمام مسلمان آپسمین بہائی اور اجزا ایکدیگر ہین لیکن یہ دونون فرقے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے جہالت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتہہ ایسا برتاؤ رکہتے ہین جیسا کہ مشرکون کے ساتہہ - دوسرے مذہب والے جو مسلمانون پر غالب آتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ مسلمانون مین اتفاق نہین - اسلام مین کسی قسم کا نقص نہین یہ صرف ہمارا قصور ہے کہ ہم عیبون سے پُر ہین -

ہمکو چند ترکمانون سے یہ دریافت کرنے کا موقع ملا کہ کوئی کنوان بہی نزدیک ہے یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ جو رفتار ہماری تہی اوسیطرح چلتے رہے تو طلوع آفتاب کے

تسل ایک کنوان ملیگا - ہم اوس وقت تک چلتے رہے کہ آفتاب خوب بلند ہوگیا دہوپ تیز ہوگئی - اور گھوڑے آگے بڑہنے سے رہ گیے لیکن کنوئین کا نام و نشان نہ تہا - ہماری زبانین پیاس سے کانٹا ہوگئین اور گھوڑوں کی زبانین سوکہ کر لکڑی ہو رہی تہین - بعض گھوڑوں کی زبانین مین سے چاک کر کے دیکہین مطلق خون نہ نکلا اور ایک تیبوکا ٹکڑا مین نے اپنے منہ مین بچوڑا اور اسی زمان گھوڑے کی زبان سے رگڑی لیکن مطلق نمی پیدا نہوئی -

پانی نہ ملنے کی وجہ سے مجہے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ ہر انسان کے جسم مین خود دوزخ موجود ہے اس لیے کہ وہ پانی بنا کر آگ کی طرح گرم ہو جاتا ہے - شام کے قریب ہمیں ایک کنوان ملا لیکن صرف چار آدمی میرے ساتہہ ہو پہنچے باقی شدت تشنگی سے گر پڑے اور پیچہے رہ گیے - تہوڑا پانی پیکر مجہے ان چہوٹے ہوئے لوگون کا خیال آیا اور اونکی مصیبتون کو یاد کر کے میرے آنسو نکل آگئے - مین نے دیکہا کہ ایک گہوڑا جو کاشک آباد کے لوگون سے مجہے ملا تہا دوسرون کی نسبت کم تہکا ہے دو ڈول پانی کے اوسپر رکہے اور ایک شخص سے کہا کہ واپس جا کر باقی ساتہیون کو تلاش کرے - اوسے ہدایت کی کہ گہوڑے کی ٹاپ کا نشان دیکہتا جائے اور ایک قطب نما بہی دیا کہ اگر راہ بہولے تو اوس سے مدد لے - اس طریقہ سے میرے تمام ساتہی اوسے ملگئے - پیاس کی وجہ سے وہ گہوڑوں پر سے نیچے گر پڑے تہے - تہوڑا تہوڑا پانی اوس نے ہر شخص کے منہ مین ڈالا رفتہ رفتہ سب کو ہوش آیا اور وہ مجہہ سے آملے - اوس کنوئین پر ہم سات روز رہے اور ترکمانون کا وہ قافلہ بہی جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے پہونچا - اونکو جب میرا حال معلوم ہوا تو اونمین سے بعض شخص آئے اور مجہہ سے معذرت کی کہ ہمکو ایرانی سمجہکر ہمنے غلط راستہ بتلا دیا تاکہ پیاس سے مرجائین - میرا کہانے کا سامان بہی ختم ہو چلا تہا اسلیئے اُنہون نے

چار روز کی سامان ہمین دیا اور تین روز کے قابل مین نے اور خرید کرلیا - وہ دوسرے ہی دن
روانہ ہوگئے لیکن ہمنے وہان تین روز اور قیام کیا - اوس کوئین سے خیوا پانچ روز کا راستہ تہا -
ہم خیوا کی طرف روانہ ہوئے اور شہر کے باہر چند درختون کے نیچے ٹہیر کر خورد و نوش
کا سامان خریدنے کے لیے چند آدمی بہیجے - خان خیوا نے میرے نوکرون سے
دریافت کیا کہ کس کے واسطے یہ چیزین خریدتے ہو اور اونکے جواب دینے پر کہ اپنے
آقا سردار عبد الرحمن پسر افضل خان متوفی کے لیے جنکے دادا امیر دوست محمد خان
اعظم تہے انہون نے اپنے وزیر سے کہلا بہیجا کہ نہایت نامناسب ہے کہ آپ ایسی
تکلیف کے ساتھہ شب بسر کرین - اصرار کر کے ہمکو شہر مین لیگیا جہان کہ چند عمدہ مکانات
ہمارے قیام کے لیے آراستہ کر رکہے تہے اور نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال
کیا اور خاطر و تواضع کی -

دو روز کی دعوت کے بعد خان خیوا اور ارگنج نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے
اطلاع دی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپسے آکر ملاقات کرین - مین نے جواب دیا کہ چونکہ مین
ایک اجنبی اور معمولی شخص ہون زیادہ مناسب ہوگا کہ مین خود آپسے آکر ملون علی الصباح
مین گہوڑے پر سوار ہوکر محل گیا - وہان جاکر ساٹہہ توپین اور توپون کی گاڑیان دیکہین لیکن تمام
توپچی حبشی تہے - اس سے پہلے مین نے کبہی اتنے حبشی یکجا نہین دیکہے تہے
اونہون نے پچاس توپین سلامی کی سر کین اور خان میرے استقبال کے لیے باہر آئے
مین نے گہوڑے سے اوتر کر مصافحہ کیا اور ہم دونون ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوئے دربار کے
کمرے مین داخل ہوئے - اوس زمانہ مین مین ترکی زبان نہین جانتا تہا اسلیئے خان نے
ایک ترجمان مقرر کیا جو ہماری گفتگو ایک دوسرے کو سمجہا دیتا تہا - ہمنے دو گہنٹے گفتگو کی -
اثنائے گفتگو مین اونہون نے کہا کہ مین آپکو بجائے بڑے بہائی کے سمجہتا ہون اس لیے

کہ جب آپ کے والد بلخ میں تھے تو میرے والد سے اون سے بڑی دوستی تھی
خدا کا شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی ساتھ ہی اپنی حکومت کے دو شہر مع ساٹ
شہروں کے مجھے دیتے گئے اور کہا کہ جب آپکا ملک بلخ جانے کو چاہے میں ایک
لاکھ سوار اور پیدل آپکو عاریتاً دیسکتا ہوں جو کہ شہر فتح کر لینگے اور میں اور آپ دوست
اور ہمسایہ رہیں گے - میں نے اونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ چند روز میں اس کا جواب
دونگا اور چند اور باتیں بطور دوستانہ صلاح کے کہوں گا جو کہ آپکے لیے مفید ثابت
ہونگی - میں رخصت ہوا لیکن اونکے نوکر نے جو کہ میری رہنمائی کر رہا تھا کہا کہ خان نے
ایک اپنے ہی مکان میں آپکے قیام کا بندوبست کیا - ہے آپ اپنے ساتھیوں کو باغ
میں پائیںگے - باغ اور مکان شہر سے دو سو قدم کے فاصلہ پر تھا اور باغ مین نہایت
عمدہ عمارتیں تھیں -

قریب دو گھنٹے بعد خان کے خزانچی نے آکر کہا کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا ہے
کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو آپ مجھ سے لیں - دو لاکھ اشرفیوں تک میں دیسکتا ہون
وزیر نے بھی اسکی تصدیق کی - میں نے کہا خدا تمہارے خان کو سر سبز رکھے اور ترقی
دے میرے پاس کافی الفاظ نہیں ہیں کہ میں اونکی نوازش و عنایتوں کا شکریہ ادا کروں
دو لاکھ اشرفیان لیکر مین کیا کرون گا - میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران ہے - دوسرے دن
خزانچی ایک ہزار اشرفیان لایا اور کہا کہ خان کا حکم ہے کہ روز ایک ہزار اشرفیان حاضر
کیا کرو - بہت سے انکار کے بعد مین نے ادہیں قبول کیا اور اوس شخص سے کہا کہ اشرفیاں
میرے خزانچی کو دیدو - اسطرح روز وہ اشرفیاں لاتا تھا حالانکہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہوں
میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران تھا -

پانچ روز بعد وزیر نے آکر اوس گفتگو کا جواب مانگا جو کہ مجھ سے اور خان سے ہوئی تھی

اور نیز جس نصیحت کا مین نے وعدہ کیا تہا اوسے دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ اگر دیگر عمال اتفاق کرین تو بہتر ہوگا کہ خان مجہے بطور ایلچی کے روس بہیجین اور چند اپنے معتمد افسر بہی میرے ساتہہ کردین تاکہ وہ گورنمنٹ روس سے مناسب شرائط اور عہدہ بیان کرلین - ورنہ میرا خیال ہے کہ ایک روز روسی فوج اُرگنج پہونچ جاے گی اور حفاظت کے لیے چند سپاہی جو آپ نے وہان رکہے ہین وہ ایسی بڑی طاقت کا مقابلہ نکرسکین گے۔ خان نے میری راے کی نسبت اپنے صلاح کارون سے مشورہ لیا لیکن چونکہ اون لوگون کو کسی بڑی قوم کی طاقت کا اندازہ و تجربہ نہ تہا میری راے سے اختلاف کیا اور کہا اگر روسی اُرگنج کے قریب آئے تو گویا موت کے منہہ مین آئین گے۔ مین نے جواب دیا کہ اگر لوگ اسقدر ناواقف ہین تو مین یہان نہین ٹہیر سکتا جب یہ سنکر وزیر نے خان کی ایک تجویز پیش کی اور وہ یہ تہی کہ مین اونکی لڑکی سے نکاح کرلون تاکہ رفتہ رفتہ لوگ میری راے کو منظور کرین - مین نے جواب دیا کہ اگر مین خان کی تجویز منظور کرون تو بہت جلد لوگ حسد کرنے لگین گے اور میرے دشمن ہوجائینگے - اسلیئے میرا یہان رہنا مناسب نہین ہے اور مین بخارا جاؤنگا وزیر نے یہ سنکر افسوس کیا اور مجہے سمجہایا کہ شاہ بخارا نے آپکے اون ساتہیون کو جو کہ وہان گئیے معمولی کہانا تک نہین دیا اور آپ کے چچیرے بہائی اسحاق خان کو نظربند کر رکہا میری راے مین آپ اپنے آدمیون کو وہان سے بُلالیجئے - لیکن مین نے اصرار کیا اور کہا کہ مجہے کام ہے مین ضرور جاؤنگا آپ اپنے خان سے مجہے اجازت منگادین - وزیر نے وعدہ کیا کہ کل جواب لادونگا اور رخصت ہوا - دوسرے دن اوس نے آکر کہا کہ خان کو آپ کے تشریف لیجانے کا نہایت افسوس ہے لیکن چونکہ آپ اصرار کرتے ہین اسلیے وہ مجبوراً آپکو اجازت دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ آپ دو روز اور قیام کرینگے تاکہ آپکے سفر کا انتظام کیا جاسکے۔

تیسرے دن خان نے مجھے ڈیڑھ سو ستر معہ دسہ او رقالین اور خیموں کے دیے اور جب میں وہان سے رخصت ہونے کے لیے گیا تو انہوں نے نہایت افسوس ظاہر کیا پانچ روز چلنے کے بعد میں دریائے جیحون پہونچا اور سرچمنور اور شور آب خان کے قریب عبور کیا یہ مقام سلطنت روس کے ماتحت ہے - وہان سے سات دن کوچ کے بعد قراکول پہونچا جو شاہ بخارا کا علاقہ ہے - میرے نوکر جو وہان تھے اور میرے چچیرے بھائی اسحاق خان میرے پہونچنے کی خبر سنکر خوش ہوئے اور اظہار خوشی کے خطوط بھیجے - تیسرے دن بخارا پہونچا معلوم ہوا کہ بموجب ہدایت گورمنٹ روس کے شاہ بخارا میر ایک بمقام حصار اور کولاب لڑنے کیلئے گئے تھے اس لیے کہ اوس نے روسی اطاعت قبول نہین کی تھی - چونکہ شاہ سے مجھ سے کسیقدر دوستی تھی مین نے اونہین اپنے آنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ میں تھوڑے عرصہ مین سمرقند جانے والا ہون آپ مجھ سے ملنے کی نسبت کیا فرماتے ہین آپکی واپسی تک بخارا میں رہوں یا حصار آکر آپ سے ملاقات کرون - اِس لیے مروت یاد شاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا - خان خیوا نے جو اشرفیان مجھے دی تھین میں نے اونہیں لنگلا اور سواری کے گھوڑے اور دیگر ضروری اسباب خریدکین - خان نے جو اونٹ مجھے دئے تھے وہ بھی میں نے فروخت کر دیے اور اِس طرح اپنے ساتھ پانچ سو سواروں کے لیے جا بیکا انتظام کیا جو غلام کہ خان نے مجھے دئے تھے اونکو بھی آزاد کر دیا اور دس روز میں حصار پہونچا - راہ مین ایک اونچی جگہہ دیکھی جو کہ شاہ کی خیمہ گاہ کے لیے تجویز کی گئی تھی اور خون سے سرخ ہو رہی تھی - پہلے مین نے خیال کیا کہ نئے ملک کی فتح بروستی کرنے کی غرض سے حیرات کے لیے گائین ذبح کی گئی ہونگی اور دریافت کیا کہ خیمہ گاہ سے دور کیون نہیں ذبح کی گئیں گانوں والون نے آہ سرد بھر کر جواب دیا

کہ یہ آدمیون کا خون ہے گایون کا نہین ۔ معلوم ہوا کہ پندرہ روز ہوئے شاہ کا خیمہ اوس
مقام پر نصب تہا کہ قلعہ ہرات کی فتح کی خبر آئی اور ایک ہزار قیدی اونکے روبرو لائے
گیے ۔ اونہون نے اپنے سامنے اونکے قتل کا حکم دیا ۔ اس بیرحمی اور سنگدلی کی کیفیت
سنکر مجہے صدمہ ہوا اور کہا کہ ممکن ہے کہ وہ خطاوار ہون لیکن قیدیون کو کوئی نہین مارتا ہے
لوگون نے جواب دیا کہ سیکڑون بیچارے بے قصور اور بلا کسی قسم کی تحقیقات کے
شاہ کے حکم سے قتل ہو چکے ہین ۔ یہ سنکر مجہے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ ترکستان
پر جو روسیون کو فتح حاصل ہوئی ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ مسلمان فرمانروا اپنے خدا اور
اوسکے پاک مذہب سے غافل ہین ۔ وہ مسلمانون کو غلام بناتے ہین اور خدا کی مخلوق کو
بلا قصور قتل کرتے ہین ۔ بادشاہ کو خدا اور اوسکے رسول کے احکام کی پرواہ نہین اور
علما جو کہ ان احکام کے محافظ اور سکہلانے والے ہین اونکے خلاف ورزی عمل درآمد
ہونے کا مطلق خیال نہین کرتے ۔ مجہے نہایت ملال ہوا کہ بخارا مین جسکی نسبت مشہور
تہا کہ وہان مذہبی پابندی زیادہ ہے ۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے
کس قدر خلاف کارروائی کی جاتی تہی ۔ مسلمانون کی اس قسم کی لاپروائی دیکہکر مجہے
افسوس ہوا کہ وہ اپنے زعم اور خودبینی مین ایسے مدہوش ہین کہ دوسرے مذہب والے
اونکی جہالت اور آپس کی نزاع سے فائدہ اوٹہاتے ہین ۔ اُن بیگناہون کی موت پر
مین رویا جنکا وہان خون بہایا گیا تہا اور چند سوارون کو حکم دیا کہ خون پر مٹی ڈالکر قبرون کی
صورت بنادین ۔

وہ شب یاس اور رنج کی حالت مین گذری اور صبح حصار کی طرف روانہ ہوا جہانکہ شاہ
نے ایک ہزار سوار اور چند افسر میرے استقبال کے لیے بہیجے تہے ایک مکان مین
فروکش ہوا جو میرے لیے مقرر کیا گیا تہا ۔ تین دن بعد شاہ نے مجہے بلایا اور مین اونسے

ملنے کے لیے گیا۔ جب واپس آیا تو اونھوں نے ڈبل ہزار تنگہ اور چند پارچہ اطلس
کمخواب میرے پاس بھیجے۔

چند روز حصار میں قیام کر کے میں سمرقند روانہ ہوا۔ روسی گورنر مجھ سے نہایت
مہربانی سے ملا اور مجھے اور میرے نوکروں کو رہنے کے لیے مکانات دیے اور ہر طرح
مہمان نوازی کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد امرائے ترکستان نے میری دعوت کی اور
تاشقند بلایا۔ میرے سفر کا انتظام گورنر سمرقند نے کیا۔ وہاں بھی نہایت مہربانی سے
لوگ پیش آئے اور دوسرے دن وائسرائے نے ملاقات کے لیے بلایا۔ مجھ سے
نہایت اچھی طرح ملے اور پھر میرے پاس بازدید کے لیے آئے۔ اسکے بعد ایک
جلسہ میں اونھوں نے میری دعوت کی جہاں کہ یوروپین عادات و اطوار کو میں نے نہایت
دلچسپی سے دیکھا۔ ان کے ہاں قاعدہ ہے کہ مہمان ایک بڑے کمرے میں جمع ہوتے
ہیں اور مختلف کمروں میں چل پھر کر آپس میں گفتگو کرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں کھاتے
ہیں دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور پھر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے روز
وائسرائے بازدید کی ملاقات کے لیے آئے اور میں اپنے مکان کے دروازے تک اونکے
استقبال کو گیا۔ مزاج پرسی کے بعد میں نے چند تحائف پیش کیے یعنی ایک مرصع تلوار چند
عدد کشمیری شال اور دو پارچے کمخواب کے دو گھنٹہ بعد وہ مجھ سے رخصت ہوئے۔ دوسرے
دن جنرل علی خانوف نے کھانے کی دعوت کی اور وہ دن نہایت اچھی طرح گذرا۔
اور جتنے روز میں وہاں رہا دیگر جنرلوں نے اپنے اپنے مکانوں پر میری دعوتیں کیں۔

اس درمیان میں روسیوں کا تیوہار جسے کرسمس کہتے ہیں واقع ہوا۔ یہ اونکے خدا کے
بیٹے کی پیدائش کا دن ہے۔ اوس روز وائسرائے نے اپنی گاڑی بھیجی اور سکریٹری
کے ذریعہ سے اپنے مکان پر میری دعوت کی۔ ہم دونوں ایک ساتھ سوار ہوئے اور

حسب معمول وائسرائے مجھ سے پیدل آکر ملے اور اوسی کمرے مین لے گیے
جہانکہ پیشتر ملاقات ہوئی تھی - تمام افسر اور اونکی بیبیاں اور بیٹیاں وہان تھین - ہر قسم کے
کہانے پینے کی چیزیں حلال اور حرام دونوں موجود تھین - نصف شب تک لوگ کچھ نہ کچھ
برابر کہاتے رہے لیکن بارہ بجتے ہی ایک دوسرے کا بوسہ لینا شروع کیا اور "کرسٹو
کرسٹو" کہتے جاتے تھے - اسکے بعد ہم اپنے میزبان سے رخصت ہوکے
اور اپنے اپنے مکان واپس گیے -

تین روز بعد وائسرائے نے پھر اپنا سکرٹری گاڑی لیکر بھیجا اور فوجی پریڈ دیکھنے کے
لیے میری دعوت کی - پلٹن اور رسالہ اور توپخانے کے سپاہیون نے سلامی دی - سب
انتظام نہایت عمدہ تھا اور اخیر مین ایک مصنوعی سرنگ بھی اُڑائی گئی - دوسرے روز سکرٹری
پھر آیا اور کہا کہ میرے آقا آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین اوسکے ہمراہ گیا - چائے
پینے کے بعد وائسرائے نے کہا کہ زار روس نے بذریعہ تار آپکی مزاج پرسی کی ہے
مین نے شکریہ ادا کیا - اسکے بعد اوس نے کہا کہ شہنشاہ روس نے آپکی دعوت کی ہے
کہ پیٹرسبرگ جاکر اون سے ملاقات کرین تاکہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کا اپنی زبان سے
آپکو یقین دلائین - مین نے جواب مین اونہین یقین دلایا کہ مین سلطنت زار کو امن
وسلامتی کا ماوی و ملجا سمجھتا ہون اور ایک بڑی آرزو کے اظہار کیلئے آیا ہون جسمین اُمید ہے
کہ مجھے کامیابی ہوگی - وائسرائے نے پوچھا کہ آپ پیٹرسبرگ جائینگے مین نے کہا کل
جواب دونگا اور رخصت ہوکر مکان واپس آیا - اپنے معتمد اور رازدار صلاح کارون سے
اسکے متعلق مشورہ لیا - اونہون نے بالاتفاق کہا کہ ہم آپکو نہین جانے دینگے اس لیے
کہ بغیر آپکے یہان کوئی کام نہو سکیگا - مین نے سمجھایا کہ روس مین اور بہی لوگ میری طرح
پناہ گزین ہین لیکن زار نے کسی کو ملاقات کے لیے نہین بلایا اس لیے بہتر ہے کہ مین

اون سے جاکر ملون لیکن باوجود میرے اصرار کے وہ راضی نہ ہوئے۔ دوسرے روز
مین وائسرائے سے ملنے گیا اور چاء نوشی اور مراسم پرسی وغیرہ کے بعد اون سے کہا
کہ شہنشاہ روس نے نہایت مہربانی کی جو میری دعوت کی لیکن مین یہان ابھی تازہ
وارد ہون اور پانچ سو آدمی میرے ہمراہ ہین جو کہ دور دراز مسافت طے کرکے یہان آئے
ہیں اسلیے مین یہان کچھ روز آرام کرنا چاہتا ہون اور سفر کی تیاریاں بھی کرون گا اسکے بعد
اگر زار نے مجھے بلایا تو مین جاؤنگا۔ وائسرائے نے جواب دیا بہت اچھا مین زار کو تار
دیتا ہوں۔

دو روز بعد سکرٹری پھر گاڑی لیکر آیا اور مجھے وائسرائے کے پاس لیگیا۔ اونہون نے
کہا کہ وزیر اعظم کو تار دیا گیا تھا جسکا جواب یہ آیا ہے کہ زار نے آپکی تجویز کو منظور فرمایا اور حکم دیا
ہے کہ آپکے قیام کے لیے سمرقند یا تاشقند مین جہان آپ بہتر سمجھین ایک جگہہ خرید کیجائے
اور ساڑھے بارہ سو تمن (ایک روسی سکہ) ماہوار میرے اخراجات کے لیے مقرر کیے۔ مین نے
کہا کہ مین شہنشاہ کی پناہ مین آیا ہون اور جو عنایت وہ فرماتے ہیں اسے منظور کرتا ہون۔
مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ زار نے آپکی اور آپ کے امیرون کی تصویریں طلب کی ہین۔
مین نے اس سے بھی انکار کیا اور یہ کہکر کہ کل تیار ہو جائیگی رخصت ہوا۔ دوسرے روز
سکرٹری مجھے ایک فوٹوگرافر کے ہان لیگیا۔ لیکن میرے ملازمون نے تصویر کھچوانے سے
انکار کیا اور کہا کہ جو تصویر کھچواتا ہے وہ بیدین ہو جاتا ہے۔ اب تک تو میرا خیال تھا
کہ میرے ساتھیوں مین کچھ عقل ہے لیکن یہ سنکر میری رائے تبدیل ہو گئی۔ سکرٹری
نے مجھ سے دریافت کیا کہ ان لوگون کی تصویر کیون نہ کھچوائی۔ مین نے کہا کہ اونمین سے کوئی
میرا افسر یا کسی قبیلہ کا سردار نہین بلکہ سب میرے معمولی ملازم ہین اسلیے گو مین اونکی عزت
کرتا ہون تاہم وہ اس درجے کے نہین ہیں کہ اونکی تصویر شہنشاہ کے پاس بھیجی جائے۔ سکرٹری

نے کہا کہ واقعی آپکی راے نہایت باصواب ہے اس لیے کہ اگر زار نے دریافت کیا ہوتا کہ اِن لوگون کا کیا عہدہ ہے تو اسکا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تھا۔ آیندہ مین نے اپنے ملازمون سے کبھی اس بارہ مین دریافت نہ کیا اسلیے کہ دوبارہ وہ انکار کر چکے تھے دوسرے اون کی فہم و فراست کی میرے نزدیک زیادہ وقعت نہ تھی۔ چند روز بعد سکرٹری مجھے گورنر کے ہان ایک جلسہ مین لیگیا جہانکہ نصف شب تک گانا بجانا خوردنوش اور تماشہ رہا۔ اس موقعہ پر مین نے اپنے ساتھیون کی نگرانی کے لیے سمرقند جانے کی اجازت چاہی جسے کہ گورنر نے منظور کیا اور جنرل ابراموف کے نام مجھے ایک خط دیا۔ دوسرے روز مین جنرل کاف مین (وائسراے) سے ملنے گیا اور رخصت ہوکر اوسی راہ سے سمرقند روانہ ہوا جس راہ سے کہ آیا تھا۔ وہان پہونچکر جنرل ابراموف سے ملاقات کی اونھون نے کہا کہ وائسراے کا حکم ہے کہ جو مکان اور باغ آپ پسند کرین آپکے لیے خرید کیا جاے اور ایک لاکھ روبل تک قیمت دینے کی اجازت دی ہے مین نے جواب دیا کہ شاہ بخارا کے چند باغ ہین مین اپنے نوکرون کو دیکھنے کے لیے بھیجونگا۔ اور اوسکے بعد آپکو جواب دونگا چند روز میرے نوکرون نے دیکھا بھالا اور مین نے بھی تلاش کی اور پھر جنرل کو لکھدیا کہ قلندر خانہ کے دروازہ پر ایک باغ ہے جو کہ گورمنٹ بخارا کا ہے اوسمین دو ایکڑ زمین ہے۔ اچھی جگہ واقع ہے اور اوس مین پانی کے چشمے بھی ہین۔ مین اس لیے اسے پسند کرتا ہون کہ یہ سرکاری باغ ہے آپ اور کوئی باغ خرید کر کے روپیہ ضایع نہ کرین۔ الغرض مین وہان رہنے لگا اپنے چچیرے بھائی سردار اسحاق خان کے لیے ایک مکان شہر مین اپنے رہنے کو لیا اور سمرقند کے لوگون سے ایک مکان اپنے نوکرون کے واسطے لیا۔

چند روز بعد وہی سردار جنھون نے میرے زار کے پاس عرض حال کے لیے جانیکی

مخالفت کی تھی ایک ایک کرکے مجھ سے رخصت ہونے لگے اور بعض بلا اجازت
چلے گئے سپاہیوں نے وفاداری سے میری خدمت کی اور میرا ساتھ نہ چھوڑا لیکن
سرداروں سے تو ہمیشہ مجھے تکلیف رہی۔

باب پنجم

اقامتِ سمرقند

(سنہ ۱۸۷۰ء لغایتہ سنہ ۱۸۸۰ء)

سمرقند کے زمانۂ قیام میں بہت سے واقعات پیش آئے جنکا اگر ذکر کردوں تو یہ
کتاب کبھی ختم نہ ہو۔ اسلیے میں صرف ان امور کو بیان کروں گا جن سے کہ میری رعایا کو فائدہ
پہونچے۔ کل گیارہ سال میں سمرقند میں رہا اور اپنا تمام وقت شکار کیلیے میں صرف کیا۔ بیس
سواری کے گھوڑے دس بار برداری کے خچر جو ہمیشہ میرے اصطبل میں رہتے تھے اور پچاس
سوار یک مالی اور دونالی بندوقوں سے مسلح میرے ہمراہ جاتے تھے۔ بیر شکرے باز
اور دیگر شکاری چڑیاں میرے ساتھ ہوتی تھیں۔ الغرض اسی قسم کی تفریح سے اپنا
غم غلط کیا کرتا تھا۔ اپنے سپاہیوں کو پانچ پانچ روپے ماہوار تنخواہ دیتا تھا اور دیگر ملازموں
کو انکے درجہ کے مطابق جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میرے بہت سے ساتھی مجھے

چھوڑکر چلے گیے تھے لیکن اسکا مجھے کچھہ افسوس نہ تھا ہمکو اکثر روپیہ کی تکلیف
رہی اس لیے کہ ہمارے اخراجات بہت زیادہ تھے اور گورمنٹ روس سے جو وظیفہ
ملتا تھا وہ نہایت قلیل تھا - لیکن چونکہ روسیون پر میرا کسی قسم کا حق نہ تھا جو کچھہ وہ مجھے
دیتے تھے اوسکے لیے مین اونکا نہایت ممنون و مشکور تھا - سرکاری افسرون سے
جب کبھی مجھہ سے خرچ کے بارہ مین گفتگو ہوئی مین نے برابر یہی کہا کہ جو کچھہ مجھے دیا جاتا ہے
اوس کا بھی مین مستحق نہین ہون - اور اونکی اس مہربانی کی تلافی کے لیے دعا مانگتا تھا
کہ خدا اونکی سلطنت کو قایم رکھے - اپنے تیوہارون کے موقعون پر جنرل ابراموف اور دیگر
افسر میری دعوت کرتے تھے اور مین خوشی سے اونکے ہان جایا کرتا تھا - جنرل ابراموف
مجھہ سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے اور جب کبھی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوتی
تھی تو مین اپنے خزانچی (سردار عبد اللہ خان پسر عبد الرحیم خان متوفی جوکہ اسوقت قطغان
اور بدخشان کا گورنر ہے) کو اونکے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ مجھہ سے ملاقات کا وقت مقرر کرتے
تھے - ان ملاقاتون کے وقت مین اون سے اپنی پوری کیفیت بیان کر دیتا تھا - غرضکہ
میری خوب تعظیم و تکریم ہوتی تھی اور درباری آداب و رسومات کی پابندی سے مین بری
تھا - روسی افسرون کے ساتھہ ملنے مین مجھے ہر طرح کی آزادی تھی اور جب کبھی ضرورت
ہوتی تھی مین اون سے ملتا تھا اور وہ مجھہ سے ملاقات کرتے تھے - میری عادت تھی کہ
مہینہ مین دس یا پندرہ روز اپنے مکان پر رہتا تھا اور باقی شہر کے باہر شکار کھیلنے مین
صرف کرتا تھا -

اس طرح یہ گیارہ سال روسی عملداری مین بسر ہوے - مجھے فکر اور غم تھا تو اس کا
کہ اپنی بی بی والدہ اور اپنے - بیٹے عبد اللہ کی خیر و عافیت کی مطلق خبر نہ تھی اور یہ
سب قید رہتے - سمرقند مین دو سال رہنے کے بعد روسیون اور افغانون مین راہ و رسم

بڑھتی گئی اور امیر علیخان اور روسی گورمنٹ مین خط وکتابت بھی زیادہ ہوتی گئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ محمد عالم جان گورنر بلخ۔ امیر مظفر شاہ بخارا کے پاس ایلچی بھیجا کرتا تھا اور وہان سے جنرل ابراموف اور وہ افسر اسے تاشقند کے پاس خطوط بھیجے جاتے تھے۔ روسی ان خطوں کا جواب بھی اوسی ذریعہ سے ارسال کرتے تھے یہانتک کہ یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی اور اخبارون مین بھی شایع ہوئی۔ لیکن چونکہ ناظرین ان واقعات سے واقف ہونگے مین صرف اپنا قصہ بیان کرتا ہون۔

سمرقند ہی مین مین نے میر بدخشان کی لڑکی سے شادی کی اور دوسرے سال خداوند تعالی نے مجھے فرزند عطا فرمایا جسکا نام مین نے حبیب اللہ رکھا۔ اس وقت میری اولاد مین وہ سب سے بڑا ہے اور ولیعہد بھی ہے۔ دوسرے سال خدا نے مجھے ایک اور فرزند عنایت کیا جسکا نام نصر اللہ رکھا اور اسی طرح دو اور لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لیکن اون تینون نے چھوٹی عمر مین قضا کی۔

میرے قیام کے چند سال بعد روسیون نے شہر سبز کی طرف فوج بھیجی اور جنرل ابراموف نے مجھے بھی معہ اپنے ساتھیون کے ہمراہ جانے کے لیے کہا۔ مین نے جواب دیا کہ پہلے جی وائسرائے اور آپ سے کہہ چکا ہون کہ روسی ملازمت مین ہرگز قبول نہین کرونگا لیکن اگر آپ چاہین تو مین سمجھا کر میر ہائے شہر سبز کو آپ کے سلام کیلیے لا سکتا ہون تاکہ وہ آپکی شرائط قبول کرلین۔ جنرل ابراموف نے کہا کہ اسمیں ممکن نہین ہے معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اعلان جنگ کر دیا گیا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ مین آپکی فوج کے ساتھ نہین جا سکتا نیز یہ کہ اگر سمرقند مین بلوہ ہوا تو میرے تین سو ساتھی کیا کرینگے اسلیے کہ اونکے پاس ہتیار نہین ہین بہتر ہو کہ تین سو بندوقین اور کارتوس اونہیں دئے جائیں تاکہ ضرورت کے وقت کام آئیں۔ ان کے دینے کا

اوس نے وعدہ کیا اور سیگزین کے افسرون نے اسکی تعمیل ہی کی - دو روز بعد شہر سبز پر فوج کشی کی گئی اور ساتھ ہی شاہ بخارا کو لکھا گیا کہ وہ اپنی فوج قرشی کی راہ سے اہل شہر سبز کے مرعوب کرنے کے لیے بھیجدین - روسی فوج نے قلعہ شہر سبز پر چار حملے کیے لیکن اوسے فتح نہ کر سکے - جنرل ابراموف کو گولی لگی لیکن زخم خفیف تھا - پانچ ہزار روسی سپاہیون مین سے جنھون نے کہ حملہ کیا تھا دو ہزار قتل اور زخمی ہوگئے اسکے بعد روسیون نے کہلا بھیجا کہ چھ روز لڑائی موقوف رہے روس کی ایسی بڑی سلطنت اپنی قسم نہین توڑیگی اور نہ وعدہ خلافی کریگی - شہر کے باشندون نے دہوکا کہا کر منظور کر لیا اور بارہ ہزار توپچیون مین سے جو کہ قلعہ مین تھے گیارہ ہزار اپنے اہل و عیال کو لانے کیلئے پہاڑیون کی طرف چلے گیے جس طرف سے کہ شاہ بخارا کی فوج اون پر حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہی تھی - روسیون کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ کی طاقت کم ہوگئی تو اونہون نے تین روز بعد آدہی رات کو ایکبارگی اوس پر حملہ کیا اور باقی ماندہ ہزار آدمیون نے از حد اونکے مقابلے مین کوشش کی قلعہ فتح ہوگیا اور میر ہائے شہر سبز تین سو سوارون کے ساتھ پہاڑون کی راہ سے خوقند کی طرف روانہ ہوئے - روسی جنرل نے شہر سبز شاہ بخارا کے افسرون کے سپرد کیا اور آپ فوج لیکر سمرقند واپس آیا -

جنرل ابراموف کی واپسی کے دوسرے دن مین اونکی مزاج پرسی کے لیے گیا - اونہین خفیف سا زخم لگا تھا اور وہ ایک طلائی ناس دانی - ایک دونالی بندوق اور ایک بڑی دوربین اوس مال غنیمت مین سے مجھے دینے لگے جو کہ شہر سبز سے لائے تھے - مینے کہا کہ اپنے مذہب کے مطابق مسلمانون کا مال مین اسطرح نہین لے سکتا - روسیون کی وعدہ خلافی کا حال سنکر مجھے نہایت طیش آیا اور جلد جنرل سے رخصت ہوکر مکان واپس آیا - میر ہائے شہر سبز جب خوقند پہونچے تو خان شہر خدایار خان نے اونہین گرفتار

کرلیا اور اونکے ملازم اور اسباب اپنے پاس رکھکر اونہین جنرل کے پاس تاشقند
بہیجدیا - یہ تیرہ ڈیڑھ سال مقید رہکر رہا ہوئے اور اون کا وظیفہ مقرر ہوا - میر بابا بیگ اور
میر سرا بیگ تو معہ اپنے بہائیون اور چند ساتہیون کے ابہی ۱۸۸۹ع تک تاشقند مین
نظربند تہے اور اونکے اہل و عیال کو شاہ بخارا نے اون کے پاس بہیجدیا تہا -

دو برس بعد روسیون نے اورگنج پر فوج کشی کی تیاری کی اور گورنر تاشقند فوج لیکر خود
جرک مین آئے جو کہ صحراے نور عطا ہو کر جاتے تہے مجہے بہی ملاقات کیلئے لکہا
مین جرک گاڑی پر گیا اور دو روز بعد وہان پہونچگیا حسب معمول گورنر مجہسے نہایت گرمجوشی
کے ساتہ ملے اور مجہے دیکہکر خوش ہوئے - دریافت کیا کہ آپ بہی معہ اپنے ساتہیون
کے میرے ہمراہ اورگنج جانا چاہتے ہین یا نہیں - اور اگر چاہین تو سفر کا انتظام کردیا جائے
مین نے جواب دیا کہ میرے جانے کے انتظام کے لیے ایک مہینہ درکار ہے اور آپ
صرف چار روز یہان رہیں گے علاوہ برین آپ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین اور
چونکہ مین بہی مسلمان ہون ہمارے مذہب مین ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے
لڑنے کی ممانعت ہے - دوسرے نہ تو میرے پاس فوج ہے اور نہ مین با اختیار
ہون کہ میرے جانے سے روسی فوج کی وقعت زیادہ ہو جاے اور میرے نہ جانے
سے اوسکی طاقت کسی طرح کم ہو جائیگی - اسکے جواب مین جنرل نے کہا کہ مین
نے صرف اس لیے کہا تہا کہ شاید آپ چلنے سے خوش ہون ورنہ میرا ارادہ یہ نہ تہا کہ
آپ پر کسی قسم کا جبر کیا جائے - مین نے کہا کہ مین گورنمنٹ کے ظل حمایت مین
ہر طرح خوش ہون اور میری تفریح کے لیے شکار کافی ہے - لڑائی کا اس قدر تجربہ ہو چکا ہے
کہ اب مجہے اوس سے نفرت ہو گئی ہے - یہ مین نے ہنسکر مذاقیہ طور پر کہا - اونہون
نے کہا کہ مین نے آپ کے لیے دو ترکی خیمے اپنے خیمہ کے نزدیک نصب کرائے ہین

جسکا مین نے شکریہ ادا کیا - یہ خیمے زار روس کے چچیرے بھائی کے خیمہ سے تیس قدم کے فاصلے پر اور دا لکسرا ے کے خیمہ سے چالیس قدم کے فاصلہ پر تھے -

گورنر کی عادت تھی کہ پانچ چھہ مرتبہ روز مجھہ سے ملنے آتے تھے اور بیس روز اسیطرح گذرے - ایک روز اونھون نے مجھے بلا کر کہا کہ افغانستان پر فوج کشی ہونے والی ہے آپ فوج کے ساتھہ جانا پسند کرینگے ؟ مین نے جواب دیا کہ اگر آپ کا ارادہ خود افغانستان پر قبضہ کرنے کا ہے تو میرا جانا فضول ہے لیکن اگر آپ چاہتے ہین کہ ملک مجھے دیدین تو صرف یہ کافی ہوگا کہ آپ مجھے حکم دین مین ذمہ داری کرتا ہون کہ ایک ہزار پیدل - ایک ہزار سوار اور ایک باتری لیکر اوسے فتح کرونگا - ورنہ مین آپکا دعاگو ہون اور سمرقند مین شکار کھیلنے مین مجھے زیادہ خوشی معلوم ہوتی ہے - اصل یہ ہے کہ مجھے یقین نہ ہوا کہ کئی سو سپاہی لیکر وہ افغانستان پر حملہ کرینگے اس لیے کہ اونھین معلوم تھا کہ افغان شجاع اور بہادر لوگ ہین اور گنج کے باشندون کی طرح نہین ہین - بدین وجہ مجھے یقین تھا کہ حقیقت معاملہ کچھہ اور ہی ہے اور روسیون کا مطلب یہ ہرگز نہین ہے جو کہ مجھسے بیان کیا گیا -

موسم خزان تک کوئی کارروائی نہوئی - اوسوقت تک صرف یہی بحث ہوتی رہی کہ کابل فوج بھیجنی چاہیے یا نہین - لیکن اس درمیان مین روسی فوج مین ایک بری قسم کی وبا پھیلی اور سپاہی خوف سے چھاونی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گیے اور چھہ سو گاڑیان مردون اور مریضون سے بھر گئین جنھین کہ ایک علیحدہ مقام پر لے گیے جو کہ اون کیلیے مخصوص تھا - جبکہ وا لکسرا ے مجھہ سے رخصت ہوکر تاشقند روانہ ہوئے تو مین نے اپنی پیشین گوئی یاد دلائی اور کہا کہ دیکھیے آخر آپ باوجود اتنی تیاریون کے افغانستان نہ گیے - اونھون نے اقرار کیا کہ مین نے سچ کہا تھا -

موسم سرما کے اخیر میں اور شروع بہار میں مشہور ہوا کہ امیر شیر علیخان انگریزون سے
پھر گئے ہیں اور اونمیں اور روسی گورمنٹ میں دوستانہ اتحاد روز بروز ترقی پر تھا۔ تھوڑے
ہی عرصہ بعد علما و اہل خوقند کے دیگر باشندون سے ملاقات کی۔

اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے اور یہ ایک دلچسپ قصہ ہے۔ تیس یا چالیس
علما اور دو سو سردارون نے چند شرائط پر روسیون سے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانون ہی کے
خلاف اونکی امداد کرینگے۔ ان شرائط کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ ان علما اور سردارون
نے ایک کفش دوز کو بھیس بدلوا کر اوسکا نام فولاد خاں رکھا۔ فولاد خان خدایار خان شاہ
خوقند کا چچیرا بھائی تھا۔ روسیون نے فولاد خان پسر موسیٰ خان کا صرف نام سنا تھا
اوسے دیکھا نہ تھا۔ بے ایمان علمانے اہل خوقند کو لکھا کہ خدایار خاں کا ارادہ ہے
کہ ملک خوقند روسیوں کو دیدے اسلئے سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اوسے
تخت سے اوتار دیں اور جیسا کہ ہمنے کیا ہے فولاد خاں کو اوسکی جگہ شاہ قرار دیں۔
یہ جاہل لوگ فولاد خان کے ساتھ ہو گئے اور خدایار خان کو تخت سے اوتار کر اوسے
تخت پر بٹھایا۔ اسکے بعد روسیون نے ملک چھین لیا اور باوجود اقرار اور وعدوں کے
علما اور سردارون کو کچھ نہ دیا۔ فولاد خاں دغاباز اور مصنوعی بادشاہ کو ہی کچھ ملا اور بہت
سے سردار قید ہو کر مار ڈالے گئے۔ روسیون نے خوقند لے لیا اور وہان ایک نیا شہر
شہر سیم کے نام سے آباد کیا جو کہ نہایت خوبصورت ہے اور ابھی تک اون کے
قبضہ میں ہے۔

اب امیر شیر علیخان کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ایک مدت کی خط و کتابت کے بعد اوسے
روسی گورمنٹ کی دوستی اور اتحاد کا یقین ہو گیا اور گورمنٹ انگلشیہ سے منحرف ہو کر
اسنے ہر طرح کی مخالفت کی اور روسیون کی طرف منہ پھیرا۔ انہیں اتنی عقل نہ تھی کہ یہ مال

ایک بازار مین نہ فروخت ہوسکے اُسکے دوسرے بازار مین بھی خریدار نہونگے - یا یون
کہئے کہ جو سلوک آپ اپنے دشمنون سے کرینگے وہی دوستون سے بھی کیجئے گا - ایک
طرف بے ایمانی کرنے سے اون کا اعتبار روسیون کے نزدیک بھی باقی نہ رہا اور جو
وعدے امیر شیر علی خان نے کئے کوئی سمجھدار گورمنٹ اونہین باور نہین کر سکتی تھی -
وہ یہ تھے کہ روسیون کو ہندوستان جانے کے لئے افغانستان مین سڑکین بنانے
دینگے - تارون کی حفاظت کی ذمہ داری کرینگے - ہندوستان کی طرف ریل بنانے دینگے
اور انگریزون کے مقابلے مین روس کا ساتھ دینگے - اِن کے عوض روسی گورمنٹ
نے وعدہ کیا تھا کہ جو ملک دریاے اٹک سے ملا ہوا تھا اور پیشتر افغانستان کے
ماتحت تھا اور افغان فرمانروایون کی موروثی جائداد ہے اسلئے کہ اونکے ملک کا حصہ
ہے وہ چھین کر شیر علی خان کو واپس دیا جائیگا - روسی سپاہی یہ سنکر نہایت شاد ہوئے
کہ اب ہندوستان پر فوج کشی کی جائیگی اور مال غنیمت بہت کچھ ہاتھ آئیگا لیکن اونکے
تمام منصوبے اولٹ گئے اسلئے کہ شیر علی خان اور انگریزون سے درہ خیبر مین اور
شترگردن پہاڑ پر جسے پیوار کوتل بھی کہتے ہین مقابلہ ہوا - امیر کی فوج تعلیم یافتہ نہ تھی
اسلئے وہ انگریزون کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور امیر شیر علی بلخ کی طرف بھاگ گئے جہانکہ
اپنے اہل و عیال کو چند ہفتہ پیشتر بھیج چکے تھے - اپنے بیٹے یعقوب خان کو قید
سے رہا کر کے کابل کا حاکم مقرر کر آئے - انگریزی فوج گندمک پہونچی اور جلال آباد سے
یعقوب خان کے ساتھ نامہ و پیام شروع کیا - یعقوب خان نے تھال کوٹ (کوئٹہ)
خیبر کرم اور پشین اونہین دیدئے اور ایک انگریزی افسر لوئی کاونیری کو بطور برٹش سفیر
کے کابل مین رکھنا منظور کیا - ادہر شیر علیخان بلخ جاتے ہوئے دیوانہ وار گفتگو کرتے
تھے کہ افغانون نے انگریزون کے مقابلے مین میری مدد نہ کی - روس جا کر وہان کی فوج

اپنی امداد کے لیے لاؤنگا اور انعام میں روسی سپاہیوں کو افغانوں کی بیبیاں دونگا -
لیکن تھوڑے ہی دن بعد انہوں نے وفات[51] پائی اور کابل کے سرداروں نے
یعقوب خان کو امیر تسلیم کیا حالانکہ فوج اور رعایا اوسکے تابع نہین ہونا چاہتی تھی -
مین نے سنا کہ سفیر انگلسی متعینہ کابل اپنے تئیں افغانستان کا حاکم سمجھتا تھا اور امور
انتظامی میں دخل دیتا اور یعقوب خان کو ہدایت کیا کرتا تھا - یہ لاف و گزاف، بلند پروازی
افغانوں کو پسند نہ تھی اور انہوں نے اوسپر حملہ کیا - بعض کہتے ہین کہ یعقوب خان
کے علم سے یہ کارروائی ہوئی اور دوسرا بیان یہ ہے کہ عبد الرحمان علی محمد متوفی
کی ماں نے داؤد شاہ خان کو تین ہزار اشرفیاں اسلئے دی تہین کہ وزیری کے خلاف
بغاوت کرنے کیلئے لوگوں کو اشتعال دین اور اوسے مار ڈالین تاکہ یعقوب خان کے
ہاتھ سے ملک جاتا رہے - اس دوسرے بیان کو اہل کابل صحیح سمجھتے ہین -

داؤد شاہ خان اوسوقت سپہ سالار تھے اور غلزئی قبیلے کے ادنی فرقے کے تھے
لڑکپن مین وہ بسر نامی گانوں میں چرواہی کرتے تھے اور بیس برس کی عمر کے بعد کابل آکر
ملازم ہوئے - وہ بسر حوالی کابل میں ایک گانوں ہے اور خربوزوں کے لیے مشہور ہے
سر لوئی کیونیری کے قتل[52] کی وجہ سے انگریزی فوج لارڈ رابرٹس کے ماتحت اس معاملے
کی تحقیقات اور بزدل اور دغاباز لوگوں کو انکی وعدہ خلافی کی سزا دینے کے لیے کابل
کی طرف روانہ ہوئی - یعقوب خان اونکے استقبال کے لیے گئے لیکن انگریزی افسر
اونکے فریب کو سمجھ گئے اور قید کرکے ہندوستان بھیجدیا[53] - کابل اور قندہار پر قبضہ کرلیا اور
امن اور انصاف کے ساتھ وہاں حکومت کی -

مرض موت میں گرفتار ہونے سے پہلے شیر علی خان نے روسی گورنر کے پاس ایلچی

[51] فروری سنہ ۱۸۷۹ء [52] ۳ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء [53] دسمبر ۱۸۷۹ء -

بہیجے تہے - اونکے نام یہ ہین - سردار شیر علیخان قندہاری - قاضی پشاوری - مفتی شاہ محمد
منشی محمد حسن - چند ملازمان امیر دوست محمد خان مرحوم اور دو یا تین فوجی افسر - یہ لوگ سمرقند آگئے
اور شیر علیخان بلخ مین روسی فوج کی آمد کے منتظر رہے - ادہر روسی گورنر کو خود شیر علیخان کے
آنے کی امید تہی اور اونکی خاطر تواضع کیلئے چند عمدہ باغ آراستہ کیئے تہے - الغرض وہ مر
شیر علیخان کے منتظر تہے اور انگریزون کے خلاف مختلف بندشین اور تجویزین کر رہے تہے کہ جیسا
اوپر لکہہ چکا ہون شیر علیخان نے انتقال کیا اور روسیون کی تمام تدبیرین تہ و بالا ہو گئین - مین مزید
حالات دریافت کرنیکے لیئے تاشقند گیا جہان معلوم ہوا کہ یعقوب خان نے روسی وائسرائے
کو خط لکہا ہے کہ اپنے والد کے جملہ عہد و پیمان پر مین قایم رہونگا اور اونہین تمام و کمال پورا کرونگا -
وائسرائے کو اس اطمینان وہی سے نہایت خوشی ہوئی اور یعقوب خان کا خط پیٹرسبرگ بہیجدیا
یعقوب خان نے یہ بہی لکہا کہ عبد الرحمن کی طرف سے مجہے کہٹکا ہے مین نہایت خوش
ہونگا اگر وہ سمرقند سے علیحدہ کر دیا جائے - اسی زمانہ مین مین نے دیکہا کہ روسی خیالات
میری نسبت ایسے دوستانہ نہ تہے جیسے کہ پیشتر تہے لیکن مینے تجاہل عارفانہ کیا اور یہ ظاہر
نہ کیا کہ مین اونکے برتاؤ مین کسی قسم کا فرق پاتا ہون - بجائے اسکے اس بات کی کوشش کی
کہ وہ یہ سمجہین کہ مین اپنا تمام وقت دن بہر سیر تماشہ مین گذارتا ہون - جب مین تاشقند پہونچا تو
شیر علیخان کی سفارت وہان پیشتر سے موجود تہی مینے جاسوس مقرر کیئے کہ اونکی کارروائی کی
مجہے پوری اطلاع دیا کرین - اس ذریعہ سے مجہے معلوم ہوا کہ اونہون نے روسی وائسرائے
سے یہ عہد و پیمان کیا تہا کہ سفارت کا ہر شخص ایک ایک شرط پوری کریگا اور اس سب کے
عوض (جہانتک میرا خیال ہے) روسی فوج اونکی مدد کریگی - وہ شرائط یہ تہین -
سردار شیر علی قندہار روسیون کو دیدین - منشی محمد حسن کابل اور ہزارہ جات کے
قزلباشون کو اونکا تابع کردین - مفتی شاہ محمد تمام غلزئیون کو اور قاضی - پشاور - سوات

اور باجوری قبیلوں کو روسیوں کا مطیع کریں۔ یہ شخص آکر میں تاشقند سے سمرقند واپس آیا اور سردار شیر علی خان کے آدمی بھی وہاں گئے۔

اس اثناء میں میرے بھائیوں کا ذکر کرنا لازم ہے جنکے لئے میں نے سمرقند میں انتظام کر دیا تھا۔ اِن کے نام تھے محمد سرور خان۔ سردار عزیز خان اور سردار اسحاق خان حکم مذکورہ بالا سفارت روسی وائسرائے کے پاس آئی تو سردار سرور نے شیر علی خان قندہاری کو ایک خط میری جانب سے لکھا۔ مجھسے اوس پر مہر کرنے کے لئے کہا میں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں شیر علی خان قندہاری کو ملاقات کیلئے بلانا نہیں چاہتا اس لئے کہ اوس نے اور اوسکے ساتھیوں نے میرے خلاف روسیوں سے عہد و پیمان کئے ہیں۔ سردار سرور خان نے کہا کہ شیر علی خان نے قرآن شریف کی قسم کھائی ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ میں نے ہنسکر کہا کہ ان لوگوں کے دلوں میں جب قرآن شریف کی عظمت نہیں ہے تو اوسکی قسم کا کیا خیال ہوگا۔ میں نے دیر تک اسطرح بحث کی لیکن سردار سرور خان نے اصرار کیا کہ مہر کردو۔ مجھے سخت غصہ آیا اور اپنی مہر اوسکی طرف پھینک کر کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے مہر نہ کرونگا اور اون دغابازوں سے مطلق سروکار نہ رکھونگا۔ سردار سرور خان نے میری مہر کردی اور خط شیر علی قندہاری کے پاس بھیجدیا۔ میں نے اونھیں یقین دلایا کہ آپ نے غلطی کی ہے اور ایک روز آپکو اُسکا افسوس کرنا پڑیگا۔ میرے ہمراہیوں میں سے ایک شخص قاضی جان محمد تھے جو کہ نہایت بے ایمان اور لامذہب آدمی تھا حالانکہ قاضی کہلاتا تھا لوگوں کو دہوکا دینے کے لئے خوب ڈاڑہی بڑہا رکھی تھی لیکن درحقیقت اوسکا دل کوئلے کی طرح سیاہ تھا یہ شخص وہ خط لیکر سردار شیر علی کے پاس بھیجا گیا جس نے اوسے پڑھکر جنرل سمرقند کے پاس بھیجدیا اور اونھوں نے کاف مین کے پاس جو گورنر جنرل تھے۔

جب پانچ روز گذر گئے اور قاضی واپس نہ آیا تو مین نے سردار خان سے کہا کہ دیکھتے
مجھے تباہ کر دیا اور خلاف مرضی میرے اور باوجود انکار کے میری مہر خط پر کر دی - چنانچہ دفعہ
جبکہ ہم گفتگو کر رہے تھے پرسوار ہو کر باہر ہوا کہ مارے سے ایک نوکر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور خبر لایا
کہ گورنر معہ ترجمان [illegible] آپکے مکان پر آپکے منتظر ہین - مین نے سردار خان
سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری تخم ریزی کا یہ پہلا پھل ہے - مین واپس آیا لیکن سردار خان
نے آنے مین دیر کی - مزاج پرسی وغیرہ اور چاء نوشی کے بعد گورنر نے کہا کہ وائسرائے
آپ سے تاشقند مین ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین نے کہا کل دن کے صبح روانہ
ہونگا لیکن گورنر نے کہا کہ آپ فوراً جائے مین نے قطعی انکار کیا اور وہ چلے گئے
مین نے اپنے چچیرے بھائیون کو بلایا اور اونہین ہدایت کی کہ میری غیر حاضری مین کیا
کرنا چاہیئے - مین نے کہدیا کہ مین قید ہو کر تاشقند بھیجا جاؤنگا - تم لوگ جس طرح ممکن ہو
ضرور بلخ بھاگ جاؤ وہان سے ترکستان چلے جانا - اس کام کے لیے بلخ کی فوج
اور رعایا سے خط و کتابت کرنا ضرور تھا اس لیے مین نے وہان کے لوگون کے نام
خطوط لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ اپنے چچیرے بھائیون کو تمہارے ہان بھیجتا ہون جو
سلوک اونکے ساتھ کروگے مین سمجھونگا کہ میرے ہی ساتھ کیا ہے - مین نے اونہین
ایک اور مہر اپنی دی تا کہ اگر اونکو میری جانب سے اور خط لکھنا پڑین تو اوسکا استعمال کرین
اور چار ہزار کابلی روپیہ بھی خرچ راہ کے لیے دیا - یہ روپیہ مین نے اون پندرہ ہزار
رقم سے بچایا تھا جو کہ وائسرائے نے دو مہینے پہلے بھیج دیے تھے - یہ رقم
پانچ ہزار ہندوستانی روپیہ کے برابر ہے - ان ہدایتون کے بعد مین اپنے حرم سرا
مین چلا گیا -

اوسی شب کو بارہ بجے گورنر معہ ترجمان و تین سو سوار اور دو سو پولیس کے سپاہیون کو لیکر آیا

اور میرے نوکروں سے کہا کہ مجھے حرم سرا سے باہر لائیں۔ اونہوں نے مجھے بیدار کیا اور یہ پیغام پہونچایا۔ گورنر نے کہا کہ آپ اسی وقت میرے ہمراہ چلیں اسلیے کہ وائسرائے نے آپ کو طلب کیا ہے۔ مین نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مین قید کیا جاؤنگا تو مین آپکے ساتھ صبح ہی گیا ہوتا۔ مین نے اپنی وردی پہنی اور روانہ ہوا۔ پولیس کے سپاہی ہمارے آگے آگے چلے اور سوار شمشیر ہاے برہنہ لیے ہوئے میرے چاروں طرف تھے اپنے دو ملازموں کو مین نے ساتھ لے لیا تھا ایک نور جان جو کہ اسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اور دوسرا جان محمد خان جو کہ اونون کابل میں مہتمم خزانہ ہے۔ جنرل آیونوف کے مکان پر پہونچکر میں نے دریافت کیا کہ مجھے کیون طلب کیا ہے جسکے جواب میں اونہوں نے کہا کہ جنرل کافمین نے آپکو تاشقند جانے کا حکم دیا ہے اسکی وجہ وہ خود آپ سے بیان کرینگے۔ مین نے کہا کہ میری تقصیر کیا ہے جو آدھی رات کو اسطرح مسلح سوار میرے لانے کے لیئے بھیجے گیے۔ اس پر اونہوں نے گورنر سے جواب طلب کیا کہ تم کیون انکے ساتھ ایسی بُری طرح پیش آئے۔ اوس نے کہا کہ مجبوراً مجھے اس وجہ سے اتنے آدمی لیجانے پڑے کہ شاید ان کے ساتھی مقابلہ کرین اور انہیں نہ آنے دین اسکے صحیح ہونے کے ثبوت میں اوس نے کہا کہ ان کے سب آدمی مسلح ہیں اگر یہ خوشی سے نہ آئے ہوتے تو ان کے جبراً لانے مین بڑی دقت واقع ہوتی۔ جنرل نے کہا کہ تمنے غلطی کی جو انہیں نظر بند کرکے لائے اور گورنر سے کہا کہ یہ آپکی حماقت تھی جو مجھے ایسے وقت ان کے لانے کیلیے بھیجا۔ غرضکہ وہ ایک دوسرے کو اسیطرح الزام لگاتے رہے اور میں خاموش سنتا رہا آخرش جنرل نے کہا کہ آپ مکان جا سکتے ہیں لیکن کل گیارہ بجے آنے کا وعدہ کیجیے اوسوقت آپکے پاس تاشقند جانے کیلیے ایک نائب گاڑی لیکر بھیجا جائیگا۔ غرضکہ میں مکان واپس آیا

اور باغ کا دروازہ بند پایا - نوکرون سے دروازہ کھلوا کر اندر گیا تو دیکھا کہ میرے بہائی
اور اونکے احباب خواب استراحت مین ہین اور مطلق خیال نہین ہے کہ اسپر
کیا گذر رہی ہوگی - لیکن میرے بیٹے بی بی اور نیز پروانہ خان جو کہ اس وقت کابل
مین نائب سپہ سالار ہے اور قربان علی جسکے متعلق آجکل میرے خانگی اخراجات کی
نگرانی ہے جاگ رہے تھے اور میری قسمت پر آنسو بہا رہے تھے - اپنے بہائیون
اور نوکرون کو سوتا دیکھکر میرا دل ٹوٹ گیا اور مجھے نہایت ملال ہوا - ان لوگون کی
اپنے بچون کی طرح مین نے پرورش کی تہی اور یہ اس سب کا صلہ تہا حرم سرا
مین جا کر مین نے اپنی بی بی اور بیٹیون کو سمجہایا کہ اگر خدانخواستہ مجھپر کوئی مصیبت
آئے تو اسطرح عمل در آمد کرنا - اسکے بعد مین نے اپنے سفر کی تیاریان کین -
دوسرے دن جب حسب وعدہ گاڑی آئی تو مین پروانہ خان اور ناظم الدین (جو کہ بعدہ
رسالہ مین کرنیل ہوئے) کو ساتھ لیکر نائب کے مکان پر گیا دیکھا کہ خطوط لکھ رہا ہے
مین نے اوس سے کہا کہ مین رات بالکل نہین سویا ہون اگر جانے مین توقف
ہو تو مین تہوڑی دیر سو رہون - اوس نے مجھے اجازت دی اور مین نے سونے کی
کوشش کی لیکن فکر و پریشانی کی وجہ سے اڑہائی گھنٹے سے زیادہ اپنی مصیبت کو
نہ بہول سکا جسکے بعد ہم روانہ ہوئے - میری گاڑی شیر علی قندہاری کے دروازہ سے
گذری تا کہ وہ دیکھ لے کہ مین قید ہون - رنج و غصہ سے تمام دنیا میری نظرون مین
تاریک ہو رہی تہی اور دل چاہتا تہا کہ گاڑی سے اوترکر بعض دشمنون کی جان لے لون
اس سے پہلے کہ مین خود مارا جاؤن - لیکن مین نے اپنے حواس کو درست کیا اور
اپنے تئین سمجہایا کہ ایسی باتین احمقون کا حصہ ہین عاقل لوگ انتقام لینے کیلئے
مناسب موقعون کے منتظر رہتے ہین - سچ ہے دنیا مصیبتون اور تکلیفون سے

بجے ہے۔ دو گھنٹے تک میں بے حس و حرکت رہا اور اوسکے بعد میرے حواس ٹھکانے
ہوئے اور دل اپنی جگہہ پر آیا۔ دو روز اور ایک شب چلکر ہم تاشقند پہونچے۔ وہی بنگلہ
جو کہ پہلے بھی دیا گیا تھا مجھے قیام کے لیے ملا۔ ایک لاکھ روبل اسکے بنانے مین
خرچ ہوئے تھے۔ اسکے ساتھ ایک نہایت عمدہ پائین باغ تھا اور گاڑیون اور
گھوڑون کے لیے اصطبل بھی تھے۔ اس مکان مین مین سال مین چار روز رہا کرتا تھا جبکہ تیز یجا
شہر دیکھنے کیلیے جایا کرتا تھا اس وقت وہان دوسری طرح گیا تھا اور متحیر تھا کہ میرے ساتھ
کیا کیا جائیگا۔ جبکہ خدمتگار اور باورچی حسب معمول حاضر ہوئے تو ترجمان اور سکرٹری
رخصت ہوئے۔ دو تین روز تک حکام سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی۔ اسکے بعد
سکرٹری میرے پاس آیا اور بدستور سابق معمولی مراعات کے بعد کہا کہ گورنر آپسے
ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ ہم دونون گاڑی پر سوار ہوکر گئے اور حسب دستور گورنر مجھسے
نہایت تپاک سے ملا۔

گورنر نے مجھے اپنے پاس جگہہ دی اور سفر کا حال پوچھا۔ مین نے کہا مجھے یہین معلوم
کہ کس طرح میں نے سفر کیا ہے۔ وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ سمرقند کے لوگ کہتے ہین کہ آپ
خرچ ہو گئے ہین۔ میں نے کہا کہ آپکی گورنمنٹ تعریف کی مستحق ہے کہ اوس نے مجھے
تمسخر بنا دیا۔ اسپر اوس نے ایک خط نکالا اور کہا کہ یہ کیا ہے۔ مین نے کہا مجھے
دیکھنے دیجیے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی خط ہے جو کہ سردار جان نے شیر علی قندھاری کے پاس
بھیجا تھا۔ مین نے کہا کہ یہ میرا لکھا ہوا نہین ہے لیکن میری مہر اسپر ہے۔ اوس نے
کہا آپ نے ایسا کیون کیا؟ میں نے جواب دیا کہ اگر اس خط مین کوئی بات آپکی گورنمنٹ
کے خلاف ہو تو مین ضرور جوابدہ ہون لیکن آپس کی معمولی خط و کتابت مین کیا
حرج ہے؟ اوس نے اسے تسلیم کیا لیکن کہا کہ خط لکھنے سے پہلے آپکو چاہیے تھا

کی اجازت دے لیتے - مین نے کہا کہ آپ مجھ سے اتنے دور تک کہ اجازت ملنے تک افغانی سفارت تلخ واپس چلی گئی ہوتی - یہ کہکر مین نے خط چاک کر دیا - اوس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سمرقند چلے جائین آپ کے اہل و عیال آپ کے لیے پریشان ہونگے - مین نے کہا کہ سمرقند مین قید ہونے کی وجہ سے مین اتنا بے عزت ہوچکا ہون کہ اب وہان ہرگز نہ جاؤن گا - اگر آپ مجھے مکان دین تو یہین تاشقند مین رہون - اوس نے کہا بہتر ہے آپ کوئی مکان پسند کرلین - میری غرض اس سے یہ تھی کہ ایسی جگہہ رہون کہ وہان سے افغانستان آسانی سے جاسکون اور موقع ملے تو بھاگ جاؤن - مین نے ایک مکان پسند کیا اور ایک شب وہان رہ کر سمرقند گیا اور اپنے اہل و عیال کو لاکر تاشقند مین بود و باش اختیار کی -

افغانستان کے سفر کی تیاریون مین ہین بہت زیادہ مصروف رہا اور جنرل کاف مین کے ساتھہ بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد روسی گورمنٹ سے اپنے ملک جانے کے لیے اجازت حاصل کی - ایک روز مین اچانک چند سوداگرون کے پاس جانے اور روپیہ لانے کے لیے غائب ہوگیا اس لیے کہ اونھون نے وعدہ کیا تھا اور نیز اس غرض سے کہ دیکھون کہ جاسوس میرا پیچھا کرتے ہین یا نہین - دو ہزار اشرفیان سوداگرون سے قرض لیکر مین واپس آیا اور مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ اسکی کسی کو خبر نہ ہوئی مکان پہونچکر معلوم ہوا کہ میرے ملازم مجھے تلاش کرتے کرتے نا امید ہوگئے تھے اور سردار عبد اللہ خان مکان کے دروازہ پر نہایت افسردہ و اندوہگین کھڑا ہوا تھا - مین نے پکارا تو اوس نے سلام کیا اور میری واپسی پر نہایت خوش ہوا - اشرفیان اوسکے سپرد کرکے مین اندر گیا وہ میرے پیچھے پیچھے آیا اور پوچھا کہ اشرفیان کہان سے آئین - مین نے کہا کہ قرض لی ہین لیکن خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ مصیبت

آجائیگی - دوسرے دن صبح مین نے ایک گاڑی کرایہ کی اور اوس بازار میں گیا جہان گھوڑے فروخت ہوتے تھے - لوگون نے سلام کیا اور سوداگر یہ سنکر کہ مجھے گھوڑے درکار تھے میرے پاس آئے - مین نے اون سے سو عمدہ گھوڑے خریدے اور عبد اللہ خان کو زین اور ساز اور دیگر ضروری اشیاء کے لانے کے لیئے بھیجا جو کہ میرے اور میرے سپاہی اور ملازمون کو سفر کے لیئے درکار تھین - اس طریقہ سے تین روز مین سفر کا سامان درست کرلیا - چوتھے دن جمعہ تھا - نماز کے بعد اپنے دوست آشنا سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور اوس شب کو دریائے جیلیک کے کنارے قیام کیا -

دوسرے دن صبح کو اوس سڑک سے مین روانہ ہوا جو کہ نئے روسی شہر کو جاتی ہے راہ مین خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ دکھائی دیا - مجھے اپنے پیچھے بہت سے گھوڑون کے آنے کی ٹاپین آواز سنائی دی جنکی تعداد تقریباً بیس ہزار معلوم ہوتی تھی - جون جون وہ نزدیک آتے گئے آواز بھی تیز ہوتی گئی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے ساتھیون سے مل گئے اور قریب پانچ سو گز کے ہمراہ چلکر آگے بڑہ گئے - اس سے مین نے یہ بات نکالی کہ خداوند کریم نے میرے لیئے راہ صاف کردی اور مجھے اپنے ارادہ مین کامیابی ہوگی - دریا کے قریب ایک مقام پر میں ٹھہر گیا - وہان کے گورنر نے جو کہ روسی تہا میری دعوت کی - مین نے اوّلاً تو انکار کیا لیکن اوسکے اصرار کرنے پر دعوت قبول کرلی - کہانے کے وقت اوس نے پوچھا کہ روسی گورمنٹ نے آپکو سفر کے خرچ کے لیئے کیا دیا - مین نے جواب دیا کہ اونکی بڑی عنایت ہے کہ اونہون نے مجھے اپنے ملک جانے کی اجازت دی ہے مجھے اور کسی شے کی اون سے ضرورت نہیں ہے - خدا بڑا مہربان ہے وہ میری ضرورتون کو پورا کرے گا - یہ سنکر گورنر جو کہ آنریری کرنل تہا کہنے لگے

چلا گیا اور پانچ ہزار رُستم لاکر کہا کہ انہین قبول کیجئے۔ مین نے ممنونیت کیساتہہ اوسکا شکریہ ادا کیا لیکن روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہین ہے۔ یہ دیکھکر کہ مین راضی نہونگا وہ ایک شش نالی تمنچہ اور ایک بندوق لایا اور مجہسے کہا کہ بطور یادگار انہین منظور کیجئے۔ مین نے انکار نہ کیا اور شب اوسکے ساتہہ بڑی خوشی و خورمی سے بسر کی۔ صبح کو بعض احباب جو میرے ساتہہ تاشقند سے آئے تہے اور نیز روسی کرنل مجہہ سے رخصت ہوئے اور مین یار تیپہ روانہ ہوا۔ رات گئے اوس قصبہ مین پہونچ گیا اور دو روز وہان آرام کیا۔ وہان سے پاسقط گیا اور تین دن قیام کرکے موضع جند عطا قلی پہونچا۔ دوسرے دن شہر خجند پہونچا اور ایک دوست کے ساتہہ وہان چہہ روز قیام کیا۔

تین روز بعد مین گہوڑے خریدنے کے ارادہ سے بازار گیا لیکن صرف چند خراب جانور دیکہکر مین نے لوگون سے دریافت کیا کہ بار برداری کے اچہے ٹٹو کہان ملین گے ایک شخص نے جو میرے قریب کہڑا ہوا تہا مجہہ سے کہا کہ میرے ہان قہوہ یا چاء نوش فرمائے۔ مین نے منظور کیا معلوم ہوا کہ روسیون کے ملک لینے کے قبل وہ خوقند کا ایک سردار تہا اور چونکہ تمام سرآوردہ باشندے اپنے عہدون سے محروم کردیے گئے تہے سردارون نے بہی مجبور ہوکر دوکانین کہولی تہین اور تجارت کرتے تہے۔ میرا نیا دوست دوسرے سردارون کو بہی جو کہ دوکاندار تہے مجہہ سے ملاقات کرانے کے لیے لایا اور مجہے اطمینان دلایا کہ اونکے پاس عمدہ گہوڑے تہے۔ اُنہون نے جلد سو گہوڑے منگائے (جن مین سے بیٹنے تیس خرید کیے) اور بہت کچہہ میری نسبت دوستانہ خیالات ظاہر کیے۔

باب ششم

واقعات بدخشان

(سنہ ۱۸۸۰ء)

تجند مین تین روز اور قیام کرکے مین پہر آگے بڑہا۔ میرا ارادہ تہا کہ خوقند کیطرف جاؤن لیکن یہ سنکر کہ روسی سرحد سے مسدود ہیں وہ راہ چہوڑ کر اراتیپہ کی جانب روانہ ہوا اس مقام کو پنبہ مردستی بہی کہتے ہین۔ میر جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس جو کہ خوقند مین تہے مین نے ایک شخص کے ذریعہ سے چار ہزار روپیہ بہیجے اور کہلا بہیجا کہ مین اراتیپہ جا رہا ہون جب تک میرا کوئی خط نہ ملے آپ خوقند مین رہین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جہاندار شاہ میرے خسر تہے۔ شیر علی خان نے اونہین ملک سے نکال دیا تہا اور اون کے بیٹون نے جنہین مین حفظ لکہہ رہا تہا اونہین قتل کر ڈالا تہا جسکی سزا مین روسیون نے اونہین قید کر دیا تین برس بعد مین نے اونکے اچہے چال چلن کی ضمانت کرکے اونہین قید سے رہا کرایا تہا۔

پہلے دنکے کوچ کے بعد شام کو وقت میں تیماب پہونچا۔ چونکہ اندہیرا تہا اور کیچڑ ہو رہی تہی اور میں بالکل اجنبی تہا اسلئے ایک دوکان پر گیا اور یہ کہکر کہ مین ایک مسلمان سردار ہون ٹہرنے کی اجازت چاہی۔ دوکاندار نے میری نہایت خاطر تواضع کی اور اوسی رات ایک شخص میرے

دو دو سواروں کو اپنے مکان لیگیا اور ایک نے مجھے اپنے ہان جگہہ دی - اونہون نے
میرے ساتھہ نہایت ہمدردی ظاہر کی اور دوسری صبح کو روٹی اور دیگر کہانے کی چیزین
راستے کے لیئے ساتھہ کردین - دو روز چلکر اُراتیپہ پہونچا اور ایک سرائے مین فروکش ہوا
وہان کے ہندو باشندون نے آکر کہا کہ ہمارے مکان پر قیام فرمائیے وہ آپکے لیئے
زیادہ موزون ہین اور دیگر سوداگرون نے بہی جنکے پاس سرائین تہین مجھے اپنے
ہان بُلایا - مین نے معافی چاہی لیکن اونہون نے اصرار کیا اس لیئے مین نے اپنے
چند ملازم اپنے عوض بہیجدیئے - میرے ایک دوست کو جوکہ سوداگر تہا جب میرے
پہونچنے کی خبر ہوئی تو وہ مجھے اپنے مکان لیجانے کے لیئے آیا اور مجبوراً مین نے اُسکی
دعوت قبول کی - مین نے اپنے چچیرے بہائیون کو لکھدیا کہ فوراً بلخ روانہ ہوجائین -
اور تاشقند مین جو ہتیار مین نے کی تہین اونپر کاربند ہون - اُراتیپہ مین مین بارہ روز رہا اور
خلعت اور دیگر ضروری چیزین خریدکین جس مین کہ سوداگرون نے میری نہایت امداد کی -
وہان سے مین درہ آچی روانہ ہوا جو کہ ست روز تک پہاڑ مین ہوکر جاتا ہے اور سمرقند
سے آنے والے اسی راہ سے آتے ہین یہ درہ حصار اور کولاب کے نزدیک ہے اور برف کی
وجہ سے موسم سرما مین بند رہتا ہے - بدخشان جانے کیلئے مین اِس راہ سے روانہ ہوا لیکن پہاڑ
برف سے مثل بیضۂ مرغ سفید ہورہا تہا دوسرے دن دامن کوہ تک پہونچگئے - یہ پہاڑ اسقدر بلند
تہا کہ معلوم ہوتا تہا کہ اِسکی چوٹی تک کبہی نہ پہونچ سکین گے لیکن خدا پر بہروسہ کرکے ہمنے چڑہنا
شروع کیا جب چوٹی کے قریب پہونچے تو سردی بہت سخت تہی اور نہایت سرد ہوا چل رہی تہی
گہٹنون تک پیر برف مین تہے - گہوڑون کو ہمنے آگے رکہا اور اونکی دُمین پکڑکر چلنے لگے - تین چار میل
کی چڑہائی کے بعد میرے نوکر اور ساتہی شدت سردی سے گہبرائے لیکن مینے ہمت دلاکر آگے بڑہنے
کی ترغیب دی تاہم اونمین سے بعض تو بُری طرح خطرے مین ہوگئے تہے مین نے اپنے موزون سے اوڈ(؟)

دینے کے لیئے کہا۔ صرف سات مرتبہ اوان دی ہوگی کہ خدا کے فضل سے ہوا بند ہوگئی اور سردی
ست کم ہوگئی اسطرح خداوند تعالی نے ہماری خوش اعتقادی کے صلے مین ہماری جان بچادی
گھوڑے کی دم پکڑ کر چلنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے دونون شانے اوکھڑ سے جاتے
ہین لیکن مجبوری تھی اور اسیطرح سے جانا پڑا۔ سو ہمراہیوں مین سے صرف دس میرے ساتھ
پہاڑ کی چوٹی تک پہونچے۔ مین اسقدر تھک گیا تھا کہ قدم مین اوٹھہ سکتا تھا اسلیئے اوترتے
وقت رسے پر بیٹھکر نیچے پھسل پڑا۔ میرے پانچ ساتھی مجھ سے پہلے پہونچ گئے تھے
جب میں بھی پہونچا تو سو پہاڑی شخصون کو لکڑی لیئے ہوئے موجود پایا۔ مجھے
گرم کرنے کے لیئے اونہوں نے آگ روشن کی اور اپنے گھر لے گئے اور بعضون نے
پہاڑ پر چڑھکر میرے پسماندہ ساتھیون کے لانے کے لیئے مستعدی ظاہر کی۔ طلوع
آفتاب کے قریب ہم گاؤن پہونچے۔ جب میں گھوڑے سے اوترا تو اس قدر تھک گیا تھا
کہ بیہوش ہوگیا۔ گاؤن والون نے مجھے ایک ایسے گھر مین سُلایا جو کہ آگ جلاکر پہلے
سے گرم کردیا گیا تھا۔ غروب آفتاب تک مین سوتا رہا اور جب اوٹھا تو میرے تمام اعضا
مین شدید درد تھا اور میں بہ دقت مشکل سے چل سکتا تھا۔ میرے تمام ساتھی بخیریت بچ
گئے تھے اسلیئے مین نے ہر گاؤن والے کو ایک ایک اشرفی اور اوسکے ملکون کو
پانچ پانچ اشرفیان دین اور خلعت بھی دئے جس سے وہ نہایت خوش ہوئے
اس گاؤن مین مین دس روز ٹھہرا اور اس عرصہ مین میرے تمام ساتھی اچھے ہوگئے
مین نے دریافت کیا کہ حصار جانا ممکن ہے یا نہین لیکن یہ سنکر کہ چار پہاڑ اور پار کرنا ہونگے
مین نے سمرقند جانیکا ارادہ کیا۔ اِس راہ سے صرف ایک پہاڑ پاٹنا پڑتا لیکن اور
مقام اور ایسے تھے جنکا پار کرنا نہایت مشکل بتاو دیئے تھے۔ قنوار۔ پل ختک
درزمنار۔ لق لق۔ یسخنزہ۔ موسن۔ یسست وغیرہ۔ صدت کی نسبت لوگ کہتے ہیں

کہ پل صراط کی طرح ہے اور اوسپر سے گزرنے والون کو قعر جہنم مین گرنے کا خوف ہوتا ہے
فرق سب تو صرف اسقدر کہ جہنم مین آگ ہے اور اس مقام جنت مین برف کی کثرت ہے
الغرض ان مقامات سے بڑی مشکل سے گذر ہوا۔ راہ مین دو شب قریہ پنج کشند مین
ٹھہرا۔ وہان سے قراتراش اور رستیان گیا اور دو روز وہان قیام کیا۔
میرے ساتھ ایک جھنڈا تھا جو کہ مین شاہ خواجہ احرار صاحب کے مزار مقدس سے لایا
تھا اور جسکی نسبت چند سال ہوئے مین نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا۔ مین نے
دیکھا کہ خواجہ صاحب کی روح میرے پاس خواب مین آئی اور کہا "اے عزیز من سب سے
بڑا جھنڈا میرے مزار سے لیلے اور جب افغانستان جانے لگے تو اسکو ساتھ لے
جانا تجھے فتح اور خوشی نصیب ہوگی"۔ مین نے دو بکریان خدا کے نام پر ذبح کی تھین
کہ خواجہ صاحب کی روح کو ثواب پہونچے اور خداوند کریم کی درگاہ مین دعا کی تھی۔ اس
جھنڈے کو کھول کر مین شہر سبز روانہ ہوا اور جوز نامی گانون مین پہونچا جہانکہ گورنر نے مجھسے
ملاقات کی۔ اوسکے پاس میرے پہونچنے سے پیشتر شاہ بخارا کا خط آیا تھا کہ عبد الرحمن
کے ہاتھ خورد و نوش کا سامان نہ فروخت کرو اسلئے کہ وہ روسی گورمنٹ سے بھاگ کر
آیا ہے۔ گورنر نے میری خاطر تواضع کی لیکن کہا کہ اس بے ایمان بادشاہ نے اس قسم
کا حکم دیا ہے اسلیے آپ سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہون۔ مین نے کہلا بھیجا کہ میری
فکر نہ کرو خدا میری مدد کرے گا۔ مین نے دیکھا کہ گانون والے بھی مجھسے بھاگتے ہین
اسلئے مین ایک مسجد مین ٹھہرا اور اپنے ساتھیون سے دریا کے کنارے رہنے کو کہا۔
ہمنے زمین سے برف علیحدہ کی اپنے گھوڑے باندھے اور مسجد کی چھت پر چڑھکر گانون
والون سے چلا کر کہا "اے گانون والو اگر ہمارے ہاتھ اشیاے خوردنی فروخت کرو
تو ہم ممنون ہونگے ورنہ جبراً چھین لینگے۔ اگر لڑنا چاہو تو ہم مستعد ہین تم بھی مسلمان ہو اور

ہم بھی مسلمان ہین کیسا اچھا ہو کہ ہم تم دوست رہین اور اپنے گھوڑون کیلئے سامان خرید کریں" اس کے بعد مین نے نوکرون کو حکم دیا کہ گانون مین داخل ہوں یہ دیکھتے ہی لوگ قرآن شریف لائے اور مجھسے کہا کہ لوٹ مار نہ کیجئے ہم لوگ جو آپ چاہین آپکے ہاتھ فروخت کرینگے شاہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی یہ معقول وجہ ہے۔ وہ ہمارے لیئے کھانا لائے اور کہا کہ ہم آپکے دادا دوست محمد خان کے خیر خواہ تھے اور نہایت خوش ہین کہ آپکی خدمت کرنے کا ہمین موقع ملا۔

وہ شب نہایت آرام سے مین نے سرداروں کے ساتھ گزاری اور دوسرے دن شہر سبز روانہ ہوا۔ خواجہ اخانہ ہادی المومنین کا مقدس مزار اسی شہر کے نزدیک ہے مین وہان ٹھہرا اور شاہ بخارا کو لکھا۔

" مین سردار عبدالرحمن عمر بزرگوار کی خدمت مین گذارش پرداز ہوں کہ اس مقدس مقام پر مین حاضر ہوا ہوں اور اصفہان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی حاصل کروں اور اسکے بعد اپنے ملک کو روانہ ہون"

دوسرے روز جواب آیا۔

"مرا سے خدا میرے پاس آؤ۔ مین تم سے ملاقات نہیں کر سکتا"

یہ جواب پاکر مین نے خیال کیا کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اوسکا منہ دیکھا جائے اسلیے کہ وہ روسیون کا طرفدار تھا۔ مین یہ ارادہ کرکے روانہ ہوا کہ اولاً شہر سبز جاؤنگا لیکن بجائے اسکے یعقوب باغ گیا یہ خیال کرکے کہ دامن کوہ سے یہ راہ بہتر ہوگی نصف راہ طے کرنے کے بعد دو تین ہزار گائین دو چرتی ہوئی دکھلائی دین۔ میرے ساتھیون نے سمجھا کہ شاہ بخارا نے لڑانے کے لیئے سوار بھیجے ہین اسلیے پیچھے پھرے اور دوسرے راستے سے شہر کی طرف چلے حالانکہ مین نہیں چاہتا تھا کہ شہر کے اندر جاؤن چار میل

چلنے کے بعد دیکھا کہ وہی گائین ہماری طرف آرہی ہین - اور ہر شہر کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا تاکہ مین اندر نہ جاسکون - میرے سینکڑون نوکرون اور درباریون نے جو سمرقند مین چھوٹ گئے تھے شاہ بخارا کی ملازمت اختیار کر لی تہی اسلیئے شاہ نے خیال کیا کہ اگر مین داخل شہر ہوا تو اونکی نوکری چھوڑ کر وہ سب مجھہ سے آملین گے - اس وجہ سے اونہون نے مجھے تو وہان جانے سے منع کیا تھا لیکن میرے سابق ملازمین سے کہدیا تھا کہ مین آؤنگا - یہ سنکر سب نے متفق ہو کر میری دعوت کا سامان کیا تھا - خاص دروازہ بند پاکر مین دوسرے دروازہ پر گیا جہان کہ خوش قسمتی سے میرا ایک سابق ملازم ملگیا جسکے ذریعہ سے مین نے ایک خط اپنے اون ہمراہیون کے پاس اس مضمون کا بہیجا کہ مین تمہارے لیئے افغانستان جانے کا منتظر ہون اگر سہ پہر تک آج نہ آؤ گے تو مین یار تیپہ کی طرف روانہ ہوجاؤنگا - وہ شخص میرا خط جنرل نظیر - قاضی جان محمد اور دیگر سردارون کے پاس لیگیا جنہون نے کہ اوسے قید کر لیا اور میرے دوسرے ملازمون سے جو شہر مین تھے خط کو پوشیدہ رکہا اسلیئے مین اون کا انتظار کر کے یار تیپہ روانہ ہوا اور تمام دن چلکر شب کے تین بجے وہان پہونچا تین روز وہان قیام کیا اور میرے سر دنل ملازم جو شہر سبز سے بہاگ آئے تھے مجھہ سے ملے - اونہون نے کہا کہ میرا خط اون کے پاس نہین پہونچا - اپنے اہلکارون کی یہ بزدلانہ حرکت سنکر مجھے نہایت افسوس ہوا -

تین دن بعد مین کتا بینار نامی مقام کی طرف روانہ ہوا - شاہ بخارا نے یہ دیکھنے کیلیئے کہ مین کیا کرتا ہون اور کہان جاتا ہون سو سوار میرے پیچھے روانہ کیئے تھے - جب مین اس مقام پر قریب شام کے پہونچا تو اونہین ایک دریا کے کنارے پایا - مین نے اپنے سوارون کو گولی چلانے کا حکم دیا جس سے دنل پندرہ مارے گیئے اور زخمی ہوئے اور باقی بہاگ گئے - اس واقعہ کے بعد مین نے فوراً آگے بڑہنا مناسب سمجھا اور تین منزلین

پہنچ گیا - چلک تو آب - اور یامدد طے کر کے آخری مقام پر دوسرے دن شب کو سونے کے وقت ہو گیا - دواہیر قصبہ حصار کے متعلق ہیں دوسرے دن باکسون پہنچا اور وہاں ستمبر آ گئے - یوزچی اور لنگار ہو کر حصار میں داخل ۱۰ - معلوم ہوا کہ پسر شاہ شہر میں تھا لیکن میرے آنے کی خبر سنکر ایک مقام پر چلا گیا جو کہ قراداغ پہاڑ پر واقع ہے حصار میں سب سے زیادہ صاف اور عمدہ جگہہ سرائے شمے توستان وحقہ کتان کی ہے اور مہیں میں فرو کش ہوا ہے کہ بادشاہ اور اوسکا بیٹا میرے ساتھہ نہایت بُری طرح پیش آئے تھے اور عربا پر بہت کچھہ ظلم کیا تھا میں نے ارادہ کیا کہ اوکے اور عمائدین شہر کے گھوڑے چھین لون - اِس غرض سے مین نے سردار عبد الرحمان سے کہا کہ شہر کے سرداروں کو لکھو کر تمہیں اون سب سے ایک ہی وقت میں دو چار باتیں خفیہ کہنا ہیں اور یہ سمجھانا ہے کہ درحقیقت ان کا بادشاہ ہم سے خوش ہے اور یہ سر دمہری محض روسیون کے دکھانے کے لیئے ہے تاکہ روسیون کسی قسم کا شبہ نہو - سردار نے خط لکھہ بھیجا اور مین نے یہ انتظام کیا کہ جب وہ آئینگے تو ایک پردے کے پیچھے چھپ رہونگا - سردار عبد الرحمان پردہ اوٹھا کر مجھے سلام کریگا اور اون لوگون سے کہے گا کہ میں کون ہون - پہر اون کے گھوڑونکی باگیں پکڑ کر کہے گا کہ چونکہ آپ شاہزادہ ہیں یہ سردار اپنے گھوڑے آپکی خدمت مین پیش کرتے ہین غرضکہ جس طرح انتظام کیا تھا اوسی طرح عمل درآمد کیا گیا اور اِس حکمت عملی سے چھہ گھوڑے میرے ہاتھہ لگے - میں نے پہلے ایک خط شاہ کو لکھا جس مین کہ اون کی عنایتوں اور اونکے سرداروں کے مدارات کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر روسی گورنمنٹ سے کبھی آپ سے بگاڑ ہوا تو کابل مین آپ کو جگہہ دون گا - اسکے بعد دریائے جیحون کی طرف روانہ ہوا -

ایک شب حصار شادمان میں قیام کیا - دوسری شب تنگی تاق میں - اور قوزقول تپہ ہو کر جہان کہ جہہ روز رہا خواجہ گلگون ہو گیا - وہان ایک بُری قسم کے درود حصالی میں

گرفتار ہوا لیکن خدا کے فضل سے تین دن دوا کے استعمال سے صحت ہو گئی۔

یہان مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ حسن پسر میر شاہ اور اوسکے چچا میر یوسف علی اور میر نصر اللہ نے رستاق - قتاغان اور بدخشان کے مساوی حصے کر لیے تھے - شاہزادہ حسن فیض آباد مین حکومت کرتا تھا - میر یوسف علی رستاق مین اور میر نصر اللہ قشم مین - مین نے شہزادہ حسن کو خط لکھا جسمین کہ اپنے خواجگاون پہونچنے کی اطلاع دی اور میر عالم نوکر کے ذریعے سے یہ خط بھیجا - یہ میرے خسر کا بھائی تھا -

یہ خط بھیجکر مین سو چہ آب کی طرف روانہ ہوا - یہ ایک گانون دریاے جیحون کے کنارے رستاق کے مقابل واقع ہے - دو دن چلکر مین وہان پہونچگیا اور تیسرے دن دریا عبور کرکے شام کے وقت رستاق پہونچا - شہزادہ حسن کو میرا نامہ و پیام اچھا نہ معلوم ہوا میرے ملازم کو گرفتار کرلیا اور مجھے دریاے جیحون پار کرنے کی ممانعت کی اور لکھا کہ ہمنے قسم کہائی ہے کہ ہماری زمین پر اگر کسی افغان کا قدم پڑجائے تو ہم اوتنی زمین کو اور تمکو ناپاک سمجھکر باہر پہینک دینگے - یہ خط مجھے رستاق مین ملا تھا جسکا مین نے یہ جواب لکھا -

"اے احمق اور احسان فراموش بزدل! مین نے تیری اور تیرے بھائیون کی مدت تک پرورش و پرداخت کی اور تیرے خاندان سے رشتہ داری کی اس خیال سے کہ ضرورت کے وقت تو کام آئیگا - لیکن مجھے آج اپنی غلطی معلوم ہوئی اور تیری حقیقت کہلی - اگر موت کا خوف ہوتا تو اتنی دور کبھی نہ آتا - اے نامرد! کل معلوم ہوجائیگا کہ ہم دونون مین کون زیادہ طاقتور ہے"

اوسی شب کو شہزادہ نے ایک ہزار سوار تعینات کیے کہ مجھے دریا پار کرنے سے باز رکھین - جب اندہیرا ہوگیا تو میرے بیس سپاہیون نے اونپر گولی چلائی اور وہ یہ سمجھکر کہ کوئی بڑی فوج ہماری اونپر حملہ کرنے والی ہے بہاگ کہڑے ہوے اور جیسے اونمین سے

قید کر دیئے گئے - میرے پاس کل سو سوار لڑنے کے لیے تھے اور روس علم بردار وغیرہ تھے اور دوسرے روز بارہ ہزار دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنا تھا - مین جانتا تھا کہ کیسی ہی ہمت کیون نہو اتنے آدمیون کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین لیکن چونکہ اپنی زندگی خدا کی راہ مین وقف کر چکا تھا اور وہ سب آیتین قرآن شریف کی یاد تھین جنمین کہ خدا نے اون لوگون سے بڑی بڑی نعمتین دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کہ راہ حق مین جان دین میری آنکھون مین دس ہزار اور ایک لاکھ دونون یکسان تھے - خدا کی محبت میرے دل مین تھی اور مین اوسی محبت کی وجہ سے لڑ رہا تھا اور خوش تھا کہ کل اوسکی راہ مین جان دونگا - مین جانتا تھا کہ اگر اس مرتبہ بچگیا تو اہل بدخشان اور قطغان مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور اون سے بھی بچ گیا تو انگریزی فوج کا سامنا تھا - ان سب باتون پر غور کر کے مجھے کوئی اُمید زندگی کی نہ تھی - لیکن اگر خدا ایک ادنی اور حقیر شخص کو بچانا چاہے تو تمام دنیا اوسکا بال بیکا نہین کر سکتی - میرا دل اتنا مضبوط تھا کہ اگر تمام دنیا کی فوجون کا مقابلہ کرنا پڑتا تو وہ میری نظر مین پیر کے نیچے کی چیونٹیان معلوم ہوتین - خدا جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون - یہ بہادری نہین ہے - بلکہ صرف ایک قسم کی قلبی قوت ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے - مین صاف طور پر تمام مسلمانون سے کہنا چاہتا ہون کہ مجھے کیا کچھ پیش نہ آیا لیکن میری زندگی کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ اگر تم سچے دل سے خدا کی خدمت گذاری کرو تو وہ تمہین ضرور کامیاب کرے گا - یہ اِس عقیدے کا نتیجہ ہے جو آج مین بادشاہ ہون -

دوسرے دن صبح کو خدا پر بھروسہ کر کے شہزادہ حسن کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا بارہ میل چلنے کے بعد مین نے دشمن کی بارہ ہزار فوج دیکھی جو کہ بارہ جھنڈے لیئے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی - جب مجھمین اور اُنمین ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو مجھے یہ دیکھکر

سخت حیرت ہوئی کہ دشمن کی فوج رفتہ رفتہ ادہر ادہر مختلف اطراف مین منتشر ہوگئی گویا کہ آسیب کا اثر تہا۔ میری سمجہہ مین نہ آیا کہ یہ کیسا ہوا۔ اسی درمیان مین میر بدخشان یعنی شہزادہ حسن کے چچیرے بہائی کے سوارون کا ایک دستہ دوسری جانب سے حمد و ثنا کرتا ہوا آرہا تہا۔ مین نے اپنے سوارون سے وہین ٹھہرنے کو کہا اور چند سوارون کو ساتہہ لیکر اون سوارون تک گیا کہ اون کا ارادہ دریافت کرون۔ اونہون نے کہا کہ ہم عبدالرحمن کے سلام کو آئے ہین۔ مین نے کہا کہ اگر تمکو اون کی اطاعت منظور ہے تو تہوڑے سے آدمی اونکے پاس جاؤ ایکبارگی سب نہ جاؤ۔ اونہون نے چند سردار منتخب کیے اور میرے ساتہہ واپس آئے۔ اوس وقت مین نے اون سے کہا سردار عبدالرحمن مین ہی ہون۔ وہ متعجب ہوئے اور مجہے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہین تو ہم تعاقب کرکے شہزادہ حسن کی فوج کا خاتمہ کردین۔ مین نے کہا کہ مین مسلمانون کے قتل کرنے کے لیے نہین آیا ہون بلکہ ایک مذہبی لڑائی کے لیے۔ مین نے اونہین یقین دلایا کہ اگر وہ بہاگتے ہوئے سوار مجہہ سے ملجائین تو اون سب کو ساتہہ لیکر مین انگریزون سے جاکر لڑون۔

مین رستاق مین داخل ہوا اور شہر کے باہر تہر کے قلعہ مین مقیم ہوا۔ سردار مجہہ سے ملنے کے لیے آئے اور تحائف لائے اور اپنی ہواخواہی کا یقین دلایا۔ مین نے اونہین خلعت عطا کیے اور وہ میری وفادار رعایا بنگئے۔ ایک عقلمند آدمی سمجہہ لے گا کہ بیس ہزار آدمیون کے دل مین نے ایک دن مین کس طرح مسخر کرلیے اور وجہ اسکی صرف یہ ہے آدمیون کے دل خدا کے ہاتہہ مین ہین اوس نے اوس روز اونہین میری طرف پہیر دیا۔ وہان کے سردارون اور عام لوگون کے جو گئے تحائف لیکر آئے۔ مین نے حکم دیا کہ دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرین اور زیر کمان میر بابا جان فیض آباد بہیجدین۔

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ ح کے ہمراہ وہی مینا سر گیا جسے شہزادہ حسن نے قید کر لیا تھا
س نے ایک خط اوسے دیا جسکا یہ مضمون تھا۔

"وہ اسے مسلمانو میں افغانوں سے لڑنے نہیں آیا ہوں وہ مسلمان ہیں۔ ملکہ عراکر
اس لئے ضرور ہے کہ تم سب میرے احکام کی تعمیل کرو اور یہی خدا اور رسول کے احکام ہیں ہم سب
خدا کے بندے ہیں لیکن عزاہم سب کا فرض ہے"

میں نے اس خط پر دستخط کیے "بندہ ایک مسلمان" اور خیال کیا کہ وہ لوگ ضرور میرا
ساتھ دینگے۔ یہ خط تمام باشندوں کے نام تھا۔ ایک اور خط میں نے سرداران اور
[illegible] میر بابا کے حوالہ کیا مضمون یہ تھا۔

"میں شہزادہ حسن و سرداران و رعایا سپیس آباد تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے ملک کو
انگریزوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ اگر صلح ممکن ہو
تو بہتر ہے ورنہ ہمیں لڑنا پڑیگا۔ تم سب تیر ہو اسلئے ہمیں چاہئے کہ مسلمانوں کا ملک فرنگیوں کے
ہاتھ میں جانے۔ ہمارے ملک کے ساتھ ہماری عزت و آبرو بھی جاتی رہیگی اور دنیا سمجھیگی کہ میر دا
سب مردہ ہیں یہ کہ ایسی نااتفاقی کی وجہ سے اپنا ملک دوسروں کے ہاتھ سے کھو دیا۔
صلاح سے اگر تم نہ مانو گے تو میرا فرض ہوگا کہ تم پر بھی عراکروں صلاح کر میں دونوں
میں سے ایک بات کرو۔ یا تو خدا اور اوسکے رسول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حمایت
کرو یا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ"

میرے خطوط پڑھکر سردار اور عام لوگ سب اپنے میر کے پاس گئے اور کہا کہ
مناسب ہے کہ سردار عبدالرحمن خان کی اطاعت قبول کرلیں اور اپنے ملک کو پیلیوں کے
ہاتھ میں جانے سے بچائیں لیکن میر نے کہا کہ میں کتنے سکھوں کا دوست ہونا یا
اسکے کہ ایک مسلمان کی تابعداری اختیار کروں کشمیر چلا جاؤں گا۔ اوسکے سرداروں نے

جواب دیا کہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ آپ ہندؤن کے پیرو ہین تو کبہی آپکو میر نہ بنایا ہوتا بہتر ہے کہ جسقدر جلد ہوسکے آپ چلے جائین - غرضکہ وہ احمق چترال اور لداخ کی راہ سے کشمیر گیا اور اپنے اہل وعیال کو بہی ہمراہ لے گیا - لیکن بہت جلد مرگیا اور اوسکے بال بچون کا کوئی ذریعہ معاش نہ رہا - ادہر اوسکی رعایا نے میری اطاعت قبول کرلی -

چند روز بعد مین نے میر سلطان مراد میر قتاغان کو لکہا کہ مین افغانستان کو انگریزون کے قبضہ سے نکالنے کے لیئے آیا ہون آپ مجہے اپنے ملک سے ہوکر جانے کی اجازت دین اور فوج اور زر سے میری امداد کرین - جواب آیا -

"ہم مین انگریزون سے لڑنے یا اونکے ناراض کرنے کی طاقت نہین ہے - اسلیئے تمکو اجازت نہین دیسکتے کہ ہمارے ملک سے گذر کرو"

مین نے اس کا جواب دیا کہ کافرون سے تم ملگئے ہو تم پر بہی مین غزا کرونگا - اسکا کوئی اثر نہین ہوا اسلیئے بلخ کی فوج کو ایک ہزار مختصر خط مینے اس مضمون کے لکہے -

"اے افغانان! اطلاع ہو کہ مین بلخ آرہا ہون اور اس وقت رستاق مین ہون - لیکن تمہارا میر سلطان مراد جب مین آؤنگا تو تمہین مجہسے نہ ملنے دیگا"

یہ خطوط ایک شخص کو فقیر کا بہیس بدلوا کر دیئے اور اوس سے کہا کہ مسجدون - سڑکون اور چہاونیون مین اونہین ڈالدے لوگ اوٹہالینگے اور میر سلطان کی نگرانی کرینگے -

اب بدخشان کا حال سنیئے - جیساکہ پہلے کہہ آیا ہون اپنے چچیرے بہائی سردار سرور خان اور سردار اسحاق خان کو مین نے سفر کا خرچ - ساٹہہ بندوقین اور بارہ ہزار کارتوس دیئے تہے اور ترکمانون کے نام خط دیکر ہدایت کی تہی کہ سمرقند چہوڑ کر ترکستان چلے جائین -

اس موقعہ پر ذکر کرنا بہی ضرور ہے کہ غلام حیدر خان نامی وردک قبیلہ کا ایک شخص تہا جوکہ امیر شیر علی خان کی فوج مین ترقی پاکر کرنل ہوگیا تہا - ور جب سردار یعقوب خان میر ہوگئے

تو وہ اسی عہدہ پر تہا جب سردار یعقوب خان نے سرگوری کاونیری کا انگریزون کی جانب سے کابل مین ریزیڈنٹ رہنا منظور کیا تو غلام حیدر خان کو بلخ کا وائسرائے مقرر کیا - اور اس غلام حیدر نے بحیثیت وائسرائے ایک شخص قادر خان قزلباش کو گورنر تاشقرغان - غلام معز الدین خان ناصری کو گورنر سرپل اور محمد سرور خان کو گورنر آقچہ مقرر کیا - جب میرے بہائی سرور خان - اسحاق خان - اور عبد القدوس خان ترکستان پہونچے تو غلام حیدر خان نے دو تین ہزار قزلباشی سوار اونکی گرفتاری کے لیئے بہیجدئے اور وہان کے باشندون سے پوشیدہ رکہا - میرے بہائیون کو وقت پر اسکی خبر ہوگئی اور چونکہ لڑ نہین سکتے تہے بلخ کی راہ چہوڑکر شبرغان کی طرف گئے اور گورنر کو مطلع کیا - یہ گورنر بہی قزلباش تہا - ممکن ہے کہ گورنر سے امداد کی کچہ اُمید ملاقی ہوا سیلئے کہ جب وہ شبرغان پہونچے تو رات زیادہ گئی تہی - تاہم سرور خان نے شہر مین جاکر گورنر سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا - بہائیون نے اس حماقت سے روکا لیکن اونہون نے اپنے ایک نوکر کی صلاح پر عمل کیا اور کہا کہ مجہے جانے دو ورنہ تم پر گولی چلاؤنگا - اس نوکر کا نام شیر علی تہا اور وہ خوست کا رہنے والا تہا - الغرض سرور خان اس نوکر کے ہمراہ قلعہ کی طرف روانہ ہوئے - شہر کے دروازہ پر پہونچکر دستک دی اور پہرہ والون کے سوال جواب مین کہا کہ ہم جنرل غلام حیدر خان کا خط گورنر شہر کے نام لائے ہین یہ سنکر وہ فوراً اندر داخل کرلیئے گئے لیکن پہرہ والون نے سرور خان کو پہچان لیا - اور پوچہا کہ تمہاری اصل غرض شہر مین آنے سے کیا ہے - اونکی کیفیت سنکر پہرہ والون نے کہا کہ واپس جاؤ نہیں تو گورنر قید کرلیگا کل سوار لیکر آنا تمام اہل شہر تمہاری اطاعت قبول کرلین گے چونکہ سرور خان کو معلوم تہا کہ عبد الرحمن خان بدخشان سے چلکا ہے پہرہ والون کی صلاح مانی اور کہا کہ خود گورنر نے بلایا ہے - دیکہتے ہی قدمبوس ہوگا اور اطاعت کریگا - القصہ گورنر تک پہونچے اور اس سے

فوراً ہاتھہ پیر بند ہوا دسئے اور ایک کرنیل اور سواروں کی نگرانی مین خاموشی کیساتھہ دشت ارزنہ کی راہ سے غلام حیدر خان کے پاس مزار شریف بھیجدیا۔ طلوع آفتاب کے قریب اوس بدقسمت قیدی کو لیکر وہ وادی پہونچے اور غلام حیدر خان کے پاس ایک شخص کو اطلاع کیلئے بھیجا غلام حیدر نے اپنے سرداروں اور صلاح کارون سے مشورہ لیا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ سرور خان کو اس دنیا سے نیست و نابود کردیا جائے تاکہ پہاڑی قبیلے اور ازبک اوسکے شیر غان آنے کی خبر سنکر بغاوت نکرین۔ غلام حیدر نے اپنے وزیر رضوان اور ایک اور درباری غلام معز الدین نامی کو سردار کے قتل کرنے کے لیئے مقرر کیا ان دونون نے تعمیل حکم کی اور ایک دیوار کے نیچے وہ وادی مین لاش کو دفن کردیا اور گھوڑا غلام حیدر کے پاس لے گئے۔

ادہر عبد القدوس خان اور اسحاق خان نے جب اپنے بھائی کی کوئی خبر نپائی تو میمنہ چلے گئے والی میمنہ دلاور خان نے اپنی ترکمان رعایا کو حکم دیا کہ اونہین گرفتار کرکے اوسکے پاس بھیجدین۔ لوگون نے انکار کیا اور کہا یہ عبد الرحمن خان کے بھائی ہین اونکے لیئے ہم جان دینے کو مستعد ہین اور دو ہزار خاندان دونون بھائیون سے آملے لیکن گورنر کو اونکے قید کرنے کی فکر تھی اسلیئے دہوکا دیکر اونہین ہرات بھیجدیا جہان محمد ایوب خان مقیم تہا اور اوسنے بھی اونہین گرفتار کرنا چاہا۔

غلام حیدر نے سرور خان کا سر پاکر سلطان مراد کو لکھا کہ فوج نے سرور خان کو قتل کرڈالا ہے اور اُمید ہے کہ عبد الرحمن خان کے ساتہہ بھی یا تو یہی سلوک کیا جائیگا یا اوسے قید کرکے آپکے پاس بھیجدونگا۔ سلطان مراد نے جواب دیا کہ عبد الرحمن خان تک تمہاری رسائی نہین ہوسکتی کیونکہ وہ بدخشان مین ہے۔

پہلے لکھہ چکا ہون کہ میر بابا کو مین نے فیض آباد بھیجا تہا چند روز بعد مین نے اوسے لکھا

کوچ لیکر رستاق واپس آؤ تاکہ دونوں ہو میں لیکر میر بابا سے قتغان پر چڑھائی کی جائے
اسلئے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان دنیا میں کسی قسم کی ترقی کریں۔ میر بابا نے لکھا
کہ بہتر ہوگا کہ آپ بھی فیض آباد تشریف لائیں تاکہ لوگ آپکو دیکھیں اسکے بعد قتغان
جائینگا میں فوراً روانہ ہوگیا اور میر محمد عمر کو جسے کہ رستاق کا گورنر مقرر کیا تھا معہ چند سرداروں اور
دو ہزار سواروں کے اپنے ہمراہ لیا۔ آرگو نامی مقام پر پہونچکر ہمنے قیام کیا تب کو میرے
خیا ویلائے والے نے مجھے جگایا اور کہا کہ ایک ہیم یہہ شخص جو کہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے
آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اوسے اندر آنے کی اجازت دی اور اوس نے
ایک خط مجھے دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

"میں اس خط کا لکھنے والا ایک افغان سوداگروں میں سے ساہے کہ میر بابا خان سے
چند سرداران بدخشان اور اپنے وزیر سے مشورہ کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپکو گرفتار کرکے انگریزوں
کے حوالہ کردے۔ اسکے بعد بدخشان کی حکومت اونکے خاندان میں آجائیگی۔ براے خدا
فیض آباد نہ آئیے"

وہ شب میں نے نہایت بیقراری سے گذاری۔ تمام رات مختلف تدبیریں سوچتا
رہا صبح کو محمد عمر اور دیگر سرداران رستاق کو بلایا اور اون سے رائے لی سب نے خط پڑھکر کہا
کہ میر بابا نہایت ناسپاس اور بزدل شخص ہے اوس سے بعید نہیں کہ جو کچھ اس سوداگر
نے لکھا ہے صحیح ہو۔ محمد عمر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے میر بابا کا دشمن ہون اسلئے فیض آباد
نہ جاؤنگا۔ میں نے کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن میں آگے بڑھونگا میرے
تئیں مجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ میں نے اوسے اجازت دی کہ اپنے سوار لے جائے
اور رستاق کو حملہ سے محفوظ رکھے۔ ساتھ ہی میں نے سردار عبداللہ خان کو بھی اوسکے
ہمراہ کردیا کہ اوسکی نگرانی کرے اور وہان کے حالات سے مجھے مطلع کرتا رہے۔ اسکے بعد

خدا پر بہروسہ کر کے آگے بڑہا۔ چند میل چلنے کے بعد ہم ایک پہاڑی پر پہونچے جو کرزن کا
کہلاتی ہے اور دیکہا کہ چہ ہزار سوار میر بابا کے ماتحت ہماری طرف آرہے ہین۔ مین نے
اپنے سوارون کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا کہ مین آگے بڑہتا ہون اگر تم دیکہو کہ سوار میرے
خلاف ہین تو گولی چلانا۔ یہ کہکر مین آگے بڑہا اور دیکہا کہ سوارون نے میری نہایت تعظیم
وتکریم کی اسپر مین نے اپنے سوارون کو بہی اشارہ کیا کہ آکر ملجائین۔ فیض آباد کے
سوارون سے مین نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ چونکہ مین نے سنا ہے کہ تم لوگ نہایت
اچہے سوار ہو مین چاہتا ہون کہ گہوڑے دوڑاو۔ اونہون نے گہوڑ دوڑ شروع کر دی
اور مین نے اپنے سوارون سے پشتو مین کہا کہ میر کو گہیر لین۔ اِس طریقے سے ہم آگے
بڑہے یعنی یہ کہ میر ہمارے بیچ مین تہے یہانتک کہ فیض آباد پہونچ گیے۔ وہان پہونچتے
ہی مین نے اپنے ساتہیون کو قلعہ پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا اور تیس سوار پہرہ کے لیئے
دروازے پر مقرر کیے۔

تین روز بعد غلام حیدر خان کا خط آیا کہ ابہی تک عبد الرحمن خان کو گرفتار کرکے
کیون نہین بہیجا۔ ساتہہ ہی شاہ بخارا کا بہی خط معہ خلعت اور چار گہوڑے اور طلائی ساز
کے آیا۔ اسمین لکہا تہا کہ جنرل غلام حیدر ہمارے خیر خواہ ہین اور یہ ملک ہمکو دینے کا وعدہ
کیا ہے اِس لیئے تمکو چاہیے کہ عبد الرحمن خان کو فوراً گرفتار کر لو۔ اوسمین یہ بہی تہا
کہ عبد الرحمن خان روس سے بہاگ کر آیا ہے اسلیئے جو کوئی اوسے مار ڈالے اوسکو
کوئی سزا نہ دیجائیگی۔ میر بابا نے جو کہ خدا کا قائل نہ تہا اور صرف اہل دول اور اونکی
دولت کا مرید تہا بدخشان کے لوگون کو مجہ سے بہکانا شروع کیا۔ ایک روز میرے
پاس آیا اور کہا کہ آج کل تیتر بہت ہین چلیئے شکار کہیلین۔ مین نے منظور کر لیا اور پوچہا کہ
جیسا کہ تم نے کہا تہا فوج کب تک واپس جانے کے لیے تیار ہو جائیگی۔ اوس نے

کہا کہ بیس ہزار اشرفیاں دیجئے تاکہ میں لوگوں کو رشوت دیکر راضی کرون - میں نے جواب
دیا کہ انگریزون سے جو لڑائی ہوگی اسکے اخراجات کے لئے مین روپیہ جمع کر رہا ہون اور
مین چاہتا کہ رشوت دیکر اپنی فوج مین سوار داخل کرون خصوصاً جبکہ میرے پاس دس ہزار
قتاغانی اور دس ہزار رستاقی سپاہی موجود ہین اور امید ہے کہ کابل پہونچتے ہی ہزارون
افغان اور آکر ملجائیگے حقیقت یہ ہے کہ اس احمق نے سمجھا تہا کہ جو بکس میرے پاس
ہین اوس مین اشرفیاں ہین حالانکہ میرے پاس کل ایک ہزار اشرفیاں تہین اور اون
صندوقون مین کارتوس تہے - جب شکار کا بندوبست ہم کر چکے تو بدخشان کے چند
لوگون نے مجھے خبر دی کہ میر وعدہ ماہی کرے گا اور اپنے سردارون اور ویر کے ساتھ اوسنے
انتظام کیا ہے کہ مجھے گرفتار کرکے دوستے روز قتل کر دیں - یہ سنکر مین نے اپنے
تیس سوارون کو حکم دیا کہ میرے ساتھ شکار مین جائین اور میر بابا کو دیکھتے رہین - گولی
چلانے کے لئے تیار رہین لیکن اوسوقت تک ایسا نکرین جب تک کہ مین اپنی
بندوق میر کی طرف نہ پہیرون - یہ ہدایت کرکے مین میر کے ساتھ پہاڑون کیطرف
روانہ ہوا - دامن کوہ مین پہونچکر مین نے دیکھا کہ پانچ سو مسلح سوار ہم سے آکر ملے
میر کے خدمتگار بہی بالکل جنگ کے لئے مسلح تہے - میر میری بائین جانب
تہا - میر شاکر مین نے اوس سے کہا کہ جب بدخشان سے روانہ ہوا تو مین نے
سناتہا کہ تمہارا ارادہ ہے کہ مجھے گرفتار کرکے انگریزون کے پاس بہیجدو اور
اسطرح سرخروئی حاصل کرو - اگر یہ صحیح ہے تو ایسا موقعہ پہر ہاتہ نہ آئے گا
یہ کہکر مین نے بندوق کا رخ میر کے سینہ کی طرف کیا اور اسے دیکھتے ہی بیس سوار
اوسکے سوارون کی طرف مخاطب ہوئے - وہ ڈر گئے اور چلا کر کہا کہ ہمین نہ مارو
ہم میر کے طرفدار نہین ہین - خود تمہین نے اوسے ہمارا سردار مقرر کیا تہا میر بابا کے

پہینک دونگا لیکن میں نے اوسکی گردن اوندر سے ذرا زور سے دبا کر اوس سے تلوار ڑالدی - پہر مین نے کہا کہ اپنے سپاہیون کو قلعہ سے باہر آنے کا حکم دو - اوس نے یہی کیا اور مین نے اپنے آدمیون سے پشتو مین کہا کہ قلعہ کے باہر کے دروازہ پر قبضہ کرلین - مین نے میر سے کہا کہ مین نے تو تمہاری دوستانہ دعوت کی تہی ایسی بے ایمانی کیون کی ؟ پہر اہل بدخشان سے مخاطب ہو کر کہا تم میری طرف سے لڑوگے یا اس نامرد کے واسطے جو کہ ہاتہہ ہی نہین ہلا سکتا ؟ لوگون نے اپنے میر کی حالت ایسی نازک دیکہکر کہا ” آپکی طرف سے “ یہ سنکر مین نے اونہین اپنے گہر واپس جانیکا حکم دیا - جب وہ چلے گئے تو دس سوارون کے ساتہہ مین میر کو اوسکے گہر لیگیا اور اوسکی بی بی اور بچون سے کہا کہ مجہے کہانا کہلاؤ - دوسرے دن صبح مین قلعہ واپس آیا اور خدا کی درگاہ میں اپنی سلامتی جان کا شکریہ ادا کیا اور اطمینان کے ساتہہ آرام کیا -

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بہی ضرور ہے کہ میر بابا اور میر محمد عمر مین سخت دشمنی تہی - میں نے اوسین صلح کرانے کی بہت کوششیں کین اور آخر ش مجہے کامیابی ہوئی - میر محمد چار ہزار سوار لیکر فیض آباد آیا اور شہر کے باہر جوزن نامی مقام پر خیمہ زن ہوا - میرے پاس ایک خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ملاپ کی خوشی اور ثبوت مین وہ ایک دوسرے کو خلعت دینا چاہتے تہے اور مجہے بہی اس تقریب مین شریک کرنا چاہتے تہے مین نے منظور کیا اور دونون میر کے درمیان بیٹہا - میرے سامنے چینی کا ایک بڑا ٹکڑا اور مٹہائی کے خوان تہے - جب دونون ایک دوسرے کو خلعت پہنا چکے اور دوستی کے عہد و پیمان ہوگئے تو میر بابا نے مجہہ سے مخاطب ہو کر کہا -

” چونکہ ہم دونون بہائی اب ملگئے ہین اسلئے اس چینی کے بڑے ٹکڑے کو تقسیم کر دینے ہیں “ مین سمجہہ گیا کہ میری طرف اشارہ ہے اسلئے مین نے کہا ” تمہین بہت وقت

اسی درمیان مین جو رقعے کہ مین نے بلخ مین تقسیم کرائے تھے وہ فوجی افسرون کے
ہاتھ لگے - اونہون نے غلام حیدر کو لکہا کہ ہم میر سلطان مراد پر غزا کرنے کے مشتاق ہین
اسلئے کہ وہ انگریزون کا دوست ہے - غلام حیدر نے سوچا کہ میر سلطان کے ملک
پر قبضہ کرنیکا اچھا موقعہ ہے علاوہ اسکے اوسے خیال ہوا کہ مین قریب ہی ہون شاید یہ
سمجھکر ڈر جاؤن کہ فوج میری طرف آرہی ہے اور لوگ بہی دیکھکر شاید مجھے قید کرلین الغرض
اوس نے اپنے بھتیجے کو پانچ پلٹنین - بارہ سو سوار اور پانچ باتریان توپخانہ کی دیکر سلطان مراد
سے لڑنے کو بہیجا - طالقان پہونچکر سوارون نے کہنا شروع کیا کہ میر کو سزا دینی چاہیے
کہ اوس نے عبد الرحمن خان کے ساتھ شریک ہوکر غزا کرنے سے اونہین باز رکہا تہا یہ
خبر پاکر سلطان مراد نے میر بابا اور محمد عمر کو لکہا کہ عبد الرحمن خان کو زیادہ ساتھ نہ رکہو ورنہ فوج
تم سے اور مجھسے ایک روز بدلا لیگی - اس خط کا مجھے علم نہ تہا لیکن میرے پاس بہی
ایک خط اوسکا آیا جسمین اوس نے مجھے قتاغان بلایا اور کہا کہ مین آپ کی قدمبوسی حاصل
کرنیکا نہایت مشتاق ہون - مجھے یہ خط پاکر نہایت تعجب ہوا اسلئے کہ پہلے خط کی
مجھے مطلق خبر نہ تہی اور خیال کیا کہ جبکہ میر سلطان نے شروع مین مجھسے ملنے سے
انکار کیا تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایکبارگی اسطرح بدل گیا اور میری دعوت کرتا ہے - قاصد نے
یہ دیکھکر کہ مجھے شبہ ہوگیا ہے کل کیفیت بیان کردی جو کہ اوپر تحریر کرچکا ہون - مین نے
جواب دیا کہ ہم کل روانہ ہونگے - محمد عمر نے میرے ساتھ چلنے کی تیاری کی لیکن میر بابا نے
کہا کہ پیچھے آؤنگا - مین نے اوسکو حکم دیا کہ پچاس بندوقین اور پچاس گہوڑے ساز و سامان

سے درست اور پچاس افغانوں کے ساتھ لائے جنکو مین نے قید سے رہا کیا تھا۔
دو روز بعد مین روانہ ہوا اور بدخشان کے شہر قسم کی راہ مین ایک قلعہ کہنہ قلعہ جعفر کے نام
سے تھا وہان فروکش ہوا۔ باوجودیکہ سلطان مراد کے قاصد نے اصرار کیا کہ جلدے چلئے
لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میر بابا اور رستاق کے سوار مجھ سے نہ ملین مین
آگے نہ بڑھونگا۔ میری خواہش تھی کہ اتنی دیر ہو جائے کہ میر سلطان کو میرے ٹھہرانے
کی پوری سمجھ آجائے۔

چھہ دن بعد مجھے خبر ملی کہ فوج بلخ نے سلطان مراد کو شکست دی اور وہ اپنے
اہل و عیال اور سابق میر کولاب کو لیکر بھاگ گیا۔ بہت جلد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ہماری طرف
بھاگے تھے اور ہم سے بہت نزدیک تھے۔ یہ سنکر مینے عبداللہ خان کو حکم دیا کہ چالیس سوار ساتھ
کے ساتھ جا کر میری طرف سے اون کا استقبال کرین۔ جب وہ پہونچے تو مین نے
یہ کہکر اونکی تشفی کی کہ کسی قسم کا نقصان تمہین نہ پہونچاؤن گا اور مہربانی سے پیش آؤن گا
بشرطیکہ وفاداری سے میری خدمت کرو۔ سلطان مراد سے مین نے وعدہ کیا کہ جب
کبھی میری حکومت ہوئی تو قطغان کا حاکم تمکو مقرر کرون گا اور عبداللہ خان اور چھہ سو
سوارون کو اوسکے ساتھ بھیجا کہ طالقان جا کر لوگون کی دلجمعی کرین۔ اسکے بعد مین بھی
فوراً روانہ ہو گیا اور دو روز مین طالقان پہونچ گیا۔

باب ہفتم
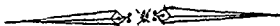
میری تخت نشینی ۱۸۸۰ء

جسوقت کہ ادہر یہ واقعات پیش آرہے تھے غلام حیدر خان فوج بلخ کے دوسرے حصہ سے جنگ آزمائی کر رہا تھا اسلیئے کہ سردار سرور خان کے قتل کی وجہ سے فوج نے بغاوت کی تھی۔ غلام حیدر خان تین باتریان توپخانہ کی۔ تین ہزار سوار اور ایک ہزار ملیشیا پیادون کے ساتھ تختہ پل چلا گیا تھا اور باغیون نے وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی۔ یہ قلعہ میرے والد اور امیر دوست محمد خان نے پانچ سال مین تعمیر کرایا تھا۔ مجھے ابتک یاد ہے کہ جب مین بارہ برس کا تھا تو اس قلعہ کا اکثر ذکر ہوا کرتا تھا اور اب میری عمر تینتالیس سال کی ہے۔ مجھے اوسوقت کی گفتگو اس طرح یاد ہے کہ گویا کل ہی بات چیت ہوئی تھی۔ شاہی خاندان کابل کی حفاظت کے لیئے یہ قلعہ بنا تھا ایسے موقعہ کے لیئے کہ اگر کابل ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی بیرونی سلطنت سے بچنے کی ضرورت ہو تو اوس مین پناہ لین اور اسلئے وہ نہایت عمدہ اور مضبوط تعمیر کیا گیا تھا۔ غلام حیدر نے اس قلعہ کے باہر پہونچکر باغیون پر گولیان چلائین لیکن بہت دیر تک لڑائی کے بعد جس مین کہ دونون فوجین برابر رہین باغیون نے بآواز بلند کہا "ہم باغی نہین ہین۔ بلکہ غلام حیدر اور قزلباشون سے اسلیئے لڑ رہے ہین کہ اونہون نے تمہارے اور ہمارے بادشاہ کے فرزند کو بمقام وہ دادی قتل کرایا۔ ہمکو اپنے شاہی خاندان کی وفاداری کرنا چاہیئے" یہ سنکر غلام حیدر کی فوج نے لڑائی موقوف کردی اور خود غلام حیدر اور

قربیا ستون جملہ کیا ہوگا دو سو باڈی گارڈ کے ساتھ سردار شریعت کی طرف بھاگ گئے - اور
فوج نے اس ثابت قدمی سے ان کا تعاقب کیا کہ مجبور ہو کر انہیں دریاے خیحون
اور رود آبدیار کرکے سخارا فرار ہونا پڑا اور تمام مال و متاع اور اہل و عیال پیچھے چھوڑ گئے
فوج نے مال خوب لوٹا اور انکے حامی لوگوں کو قید کر لیا - میرے دو افسرون کو بھی
باغیون نے رہا کر دیا اور انہیں اپنا افسر مقرر کیا تا تقرغان - قتاغان - سمنغان
سرپل اور اقچہ کی فوجون کو بھی یہ حالات جلد معلوم ہو گئے اور انہوں نے
غلام حیدر کے مقرر کیے ہوئے افسرون کو گرفتار کر لیا - اسی زمانہ میں چھ ہزار
رستاقی اور دو ہزار ختمی سواروں کے ہمراہ طالقان پہونچا - حکم غلام حیدر کے بھتیجے اور
حضر ملون پر قندز کی فوج نے حملہ کیا تو اہلکار بھاگ گئے لیکن غلام حیدر کے بھتیجے نے
فوج کے قہر سے بچنے کیلئے خودکشی کی - اس کے بعد تمام فوجین آمین اور مجھے سلام
کیا - میں نے سجدہ شکر ادا کیا اور بعد حمد کہا کہ اے خدا تجھہ مین قدرت ہے کہ ملک
کو مفسدون کے قبضہ سے نجات دے - تجہہ مین طاقت ہے کہ جو انکی سازش میں تھا
ہر اوکو سزا دے اور اہل اسلام کی مدد کرے - اے قادر مطلق سب طاقت تیرے
ہی ہاتہہ مین ہے کہ میکہ دو حصین مجہسے مل گئین تو میں نے سردار عبدالله خان کو خطوط
دیکر فوج قندز کے پاس بہیجا کہ اونکی وفاداری کا شکریہ ادا کریں اور کہلا بہیجا کہ مین تم سب
کو اپنے دینی بہائی اور ایک ہی جسم کے اعضا سمجھتا ہون - جب تک تم سے
ملاقات ہو سردار عبدالله خان کو تمہاری خیر و عافیت دریافت کرنے اور اپنے بخیریت
ہونے کی خبر دینے کو بہیجتا ہوں اس لئے کہ رسد اور روپیہ کا سامان کرنے کے لیئے
یہاں چند روز قیام کرنا ضروری ہے -

مین طالقان میں رہا اور سردار عبدالله خان خطوط لیکر دریاے قندز عبور کرکے دوسری طرف

گئے۔ فوج میرا خط پاکر نہایت خوش ہوئی۔ اپنی قیام گاہ مین روشنی کی۔ آتشبازی چھوڑی
اور اس خوشی مین دعوتین کین۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجے اور اونکی
روح پاک کے توسل سے خداوند کریم کی درگاہ مین دعا مانگی کہ انگریزون کے ہاتھ سے
مسلمانانِ افغانستان کو نجات دے اور یا تو ہمین اون پر فتح دے یا اونکے دل ہماری
طرف پھیر دے۔ میرے پاس سپاہیون کا ایک خط آیا جسمین کہ میرے بخیریت پہونچنے
پر اونھون نے مبارکباد دی اور کہا کہ ہمین یقین ہے کہ خدا ہمارا مددگار ہے اور آپکو ہماری
طرف اسلیئے بھیجا ہے کہ کسی دوسرے سرپرست کی پائمالی سے ہمین بچائے۔ مین نے
خدا کا شکر کیا کہ استنے دلون کو اوسنے میری طرف پھیر دیا۔

میر بابا خان میر فیض آباد کے آنے کا دو روز مین نے انتظار کیا اور جب وہ نہین
آیا تو مین نے اوسے خط لکھا اور اوس سے نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اوس نے جواب
دیا کہ میرے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ تمام فوج آپکے تابع ہو چکی ہے
مین نے لکھا کہ تم ضرور آؤ ورنہ مین خود آتا ہون۔ اوس نے اپنے مشیر کارون سے صلاح
لی سب نے راے دی کہ جانا چاہیئے ورنہ عبدالرحمن خان نے فوج بھیجدی تو پوری تباہی
ہے۔ اون کی صلاح پر اوس نے عمل کیا اور چھ ہزار فوج کے ساتھ میرے پاس
طالقان آگیا۔

دوسرے دن مین نے میر بابا میر محمد عمر اور میر سلطان مراد کو معہ اپنے سردارون
کے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اور جب وہ آئے تو یون خطاب کیا کہ تمکو معلوم
ہے کہ میری اسوقت کیا حالت ہے مین جہاد کے لیئے آیا ہون اور ہماری فوج کے
پاس کھانا اور روپیہ کچھ بھی نہین ہے۔ اِس ملک کے حاکمون کو چاہیئے کہ اپنی حیثیت
کے مطابق روپیہ لائین اور رعایا کو لازم ہے کہ سوارون کی مہمان نوازی کرے۔

ہزدوسکانوں سے ایک سیر اور ایک کیسہ گیہوں یا جو کا آٹا چاہیئے اس کے بعد میں اوسے
اور کوئی تکلیف نہ دونگا۔ میں نے دوسرے روز اس کا جواب طلب کیا اور دربار برخاست
کیا۔ میں نے سردار اسحاق خان کو بھی خط لکھا کہ جس زمانہ سے آپ سمرقند روانہ ہوئے
خیر و عافیت معلوم نہوئی۔ بہتر ہو کہ جب تک میں اودہر مصروف ہوں آپ مزار تشریف
لاکر اوس ملک کا انتظام کیجیے۔ میرا خط اوسے صحراے اخوی میں ملا۔ یہ وہ سن ہی
چکے تھے کہ بدخشان اور قطغان پر میرا قبضہ ہو چکا ہے۔ خط پاتے ہی روانہ ہوئے
اور تین روز میں مزار تشریف لے گئے۔ وہان پہونچکر مجھے خط لکھا کہ میرے پاس فوج
کیلئے رسد کا سامان مطلق نہیں ہے۔

اس عرصہ میں میر بابا وغیرہ اور دیگر سرداروں نے کہلا بھیجا کہ آپکی تجویز ہمکو منظور ہے
تین لاکھ نقد روپیہ کا ہمنے انتظام کر لیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو آیندہ اور بھی دینگے اسلئے
کہ ایک بیرونی دشمن سے آزادی دلانے کی آپ کوشش کر رہے ہیں۔ حتی الامکان
ہم آپکی امداد کرینگے۔ قلعہ خان آباد اور چند دیگر مقامات میں میں نے سامان رسد جمع
کیے جانے کا حکم دیا۔ اور سردار اسحاق خان کو لکھا کہ بارہ ہزار شتر روانہ کیجیے میں اون پر
سامان رسد بھیجدونگا۔ اوسی زمانہ میں یار محمد خان نامی ایک سوداگر جو تاشقرغان کا باشندہ
تھا میرے لیئے چند تحائف لایا۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ اتنے سوداگروں میں سے صرف
ایک شخص کیوں آیا ہے لیکن بہت جلد معلوم ہو گیا کہ سابق وائسراے بلخ نے
سرکاری خزانہ لوٹ کر جسمیں کہ چار ہزار سکہ طلائی روسی۔ دس ہزار سکہ طلائی بخارا۔ ساٹھ
ہزار کابلی روپیہ اور دو ہزار سو سو روپیہ کے نوٹ تھے۔ کئی ہزار اشرفیان اس سوداگر کے
پاس رکھی تہین اور یہ شخص میرے پاس اسکی اطلاع دہی کے لیئے آیا تھا۔ میں نے
اپنے پیش خدمت فرامرز کو جو اسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اس شخص کے ساتھ

میرے قدمون پر گر پڑا - مجھے نہایت تعجب ہوا - اوسے اوٹھایا تو دیکھا کہ محمد سرور خان پسر ناظر حیدر ہے جو کہ مجھسے سمرقند مین علیحدہ ہو گیا تھا - اوّل تو اوس نے نہایت معذرت کی اور اپنی حرکت پر نہایت نادم ہوا لیکن جب مین نے کہا میں نے قصور معاف کر دیا تو اوس نے کہا کہ کابل سے آپکے واسطے ایک خط لیکر آیا ہون - مین اپنے خیمہ مین واپس آیا معلوم ہوا کہ انگریزی رزیڈنٹ کی طرف سے ہندوکش پار کر کے اور قاصد بنکر آیا ہے راہ مین سردی اور پالا نہایت سخت تھا اور برف گھٹنون سے اوپر تھی - خط جو لایا تھا اوس کا یہ مضمون تھا -

"میرے معزز دوست سردار عبد الرحمٰن خان -

بعد از تسلیمات رسمیہ و دعاے صحت آپکا دوست گریفن آپ کو بذریعہ اس خط کے اطلاع دیتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو نہایت خوشی ہو گی کہ آپ بحریت قطغان پہونچ گئے - اگر آپ تحریر فرمائیں کہ روس سے کسطرح آپ تشریف لائے اور آیندہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں تو گورنمنٹ کو خوشی ہو گی"

ابتدا مجھ کو مین نے یہ خط پڑھکر سنایا اس لئے کہ سلطنت برطانیہ سے تعلقات کی یہ ابتدا تھی اور مین اسے بعید از عقل سمجھتا تھا کہ بلا وجہ سے صلاح لئے اوسکا جواب دیدون - مجھے خوف تھا کہ کہین فتنہ پرداز لوگ یہ مشہور کر دین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا تھا اور اسی بہانہ سے مین ملک دیا جاتا تھا کیونکہ اس سے میری تباہی متصور تھی - مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ یہی موقعہ اس امر کی آزمایش کا ہے کہ لوگ مجھے معاملات خارجیہ مین کہان تک اختیارات دیتے ہین - خط کو باواز بلند پڑھکر مین نے کہا کہ مین خوش ہونگا اگر سردار مجھے اس کے جواب دینے مین مدد دین اس لئے کہ مین یہین چاہتا تھا کہ ملا سے تمّے دوستون کی صلاح کے کوئی کام کرون - میری

خواہش تھی کہ سب جواب کے تیار کرنے مین شریک ہون - اونہون نے مجہسے دو روز کی مہلت چاہی اور تیسرے دن قریب سو خطون کے لائے جن مین بعض کا مضمون یہ تہا "اے انگریزی قوم ہمارا ملک چہوڑ دے - یا تو ہم تجہے نکال دینگے یا خود اِس کوشش مین ہلاک ہوجائینگے" ایک خط مین گذشتہ نقصان اور خسارہ کا مطالبہ تہا اِس سے پہلے کہ اون سے متعلق خط و کتابت کی جائے - دوسرے مین لکہا تہا کہ انگریز سو کرور روپیہ توپون اور قلعون کی بربادی کا معاوضہ ادا کرین ورنہ ایک انگریز بہی پشاور تک زندہ نہ جانے پائیگا - جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بہی ہوچکا ہے - ایک سردار نے لکہا کہ "اے دغاباز بے دینون تم نے ہندوستان تو مکر و فریب سے لیا اور اب اسیطرح افغانستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہو - جب تک ممکن ہوگا ہم تمہین روکینگے اور اوسکے بعد کوئی دوسری سلطنت مثل روس کے تمہارے مقابلہ کے لیے ہماری شریک ہوجائیگی" القصہ اونہون نے اسی قسم کی مہمل و لایعنی تجویزین پیش کین - مین نے تمام خط زور سے پڑہکر سنائے اور کہا کہ مین بہی ایک خط تمہارے سامنے ہی لکہونگا تاکہ یہ معلوم ہو کہ مین نے پیشتر سے صلاح و مشورہ کرلیا ہے - مینے ایک خط کا کاغذ اور قلم لیا اور اوس خالق دوجہان کی درگاہ مین عاجزی کی کہ مجہے مناسب جواب لکہنے کی توفیق دے - اسکے بعد سات ہزار ازبک اور افغانون کے سامنے مین نے یہ خط لکہا -

"میرے معزز دوست گرفین صاحب رزیڈنٹ برٹش گورمنٹ -

منجانب سردار عبدالرحمن خان راقم خط اہ سلام قبول ہو - مجہے آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی جسمین کہ آپنے میرے بخیریت پہونچنے پر مسرت ظاہر کی ہے آپکے اِس سوال کے جوابمین کہ روس سے کسطرح آئے اطلاعا تحریر ہے کہ جنرل کاف مین واکسراے اور روسی گورنمنٹ کی

اجازت سے میں لنڈن سے روانہ ہوا۔ اس سے غرض میری صرف یہ تھی کہ ایسی سخت مصیبت اور دشواری کے زمانہ میں اپنی قوم کی مدد کروں۔ والسلام"

یہ خط آواز بلند پڑھکر اپنی فوج کو سنایا اور دریافت کیا کہ سب کو منظور ہے یا نہین اونہوں نے جواب دیا کہ آپکے زیر حکم اپنے مذہب اور ملک کے لیئے ہم لڑنے کو مستعد ہین لیکن شاہ ہون سے سلاو کتا ست کرنا نہین چاہتے۔ خدا اور رسول کی قسم کہا کر اونہون نے سا سب جواب لکھنے کی مجھے پوری اجازت دی اور "چار یار[1]" کا نعرہ بلند کرکے کہنے لگے کہ جواب آپنے لکہا ہے صحیح ہے اور ہم سب کو منظور ہے۔

اس کے بعد یہ خط محمد سرور خان کو دیا گیا جو کہ چار روز کے قیام کے بعد قندز سے کابل روانہ ہوا۔

مین بھی آہستہ آہستہ چارہ کار کی طرف روانہ ہوا۔ ساتھ ہی ایک زبانی پیغام انگریزی افسروں کے پاس کابل بہیجدیا کہ مین اون سے تصفیہ کرنے کے لیئے چارہ کار آرہا ہون۔ ۳۰۔ اپریل کو گریفن صاحب کا ایک اور خط آیا جسمین اونہون نے اصرار کیا کہ کابل آکر عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیجئے۔ ۱۶ مئی کو مین نے جواب دیا جسکا مضمون یہ تہا۔

میرے عزیز دوست۔

مجھے سلطنت برطانیہ سے بڑی اُمید تھی اور اب بھی ہے اور آپکی دوستی کی جتنی مجھے اُمید تھی اوس سے زیادہ ثابت ہوئی اور یہی میری تمام اُمیدوں کا باعث بھی ہے۔ آپکو خوب معلوم ہے کہ افغانون کی خاصیت کیا ہے۔ ایک شخص کی بات کا کوئی اثر نہین ہوسکتا جب تک کہ اونہیں یقین ہو کہ جو کچھہ کہا جاتا ہے وہ اونکی بہبودی کے لیئے ہے۔ اس سے پیشتر کہ مجھے کابل جانے کی اجازت دین

[1] اہل افغانستان لڑائی کے وقت یہ نعرہ مارتے ہیں۔

وہ سوالات مفصلہ ذیل کا جواب چاہتے ہین۔

۱- میری علمداری کے حدود کیا ہونگے ؟

۲- قندہار بہی میری حکومت مین شامل کیا جائیگا یا نہین ؟

۳- کیا کوئی یوروپین سفیر یا انگریزی فوج افغانستان مین رہیگی ؟

۴- سلطنت برطانیہ کے کسی دشمن کی مدافعت اور اوس سے مقابلہ کرنے کی مجہسے امید کی جائیگی ؟

۵- سلطنت برطانیہ مجہے اور میرے ملک کو کیا کیا فائدے پہونچانے کا وعدہ کرتی ہے ؟

۶- اور اونکے عوض وہ کیا خدمات مجہسے چاہتی ہے ؟

انکے جواب قوم کو دکہانا ضروری امر ہے۔ اسکے بعد اونکے صلاح ومشورہ سے اور جسقدر کہ وہ مجہے اجازت دین اوسکے مطابق مین کوئی اس قسم کا اقرار نامہ منظور کرونگا کہ جسکی شرطین مین قبول کرسکون - اور اونکی تعمیل بہی کرسکون۔ مجہے خدا کی ذات سے یقین ہے کہ وہ مجہے اور میری قوم کو توفیق دیگا کہ ہم متفق ہوکر سلطنت برطانیہ کی امداد کرین گو آپکو مدد کی ضرورت نہین ہے لیکن دنیا کا اعتبار نہین ممکن ہے کہ ایسا موقعہ آجائے۔

خدا کے فضل سے بیعت کرنے کے لیئے لوگ جوق جوق آرہے تہے اور ہر قسم کی خدمت کے لیئے جان ودل سے مستعد تہے۔ پنجشیر[1] سے چارہ کار پہونچنے تک تین لاکہ غازی جمع ہوکر مجہسے آملے۔ مین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اوسنے ایسی جماعت کثیر کو میرا مطیع کردیا جوکہ مجہے اپنا بادشاہ سمجہتی تہی۔ اونہون نے صدق دل سے وعدہ کیا کہ آپکی طرف سے برطانیہ سے لڑینگے۔ لیکن مین نے جواب دیا کہ اس کی نوبت نہ آئیگی کیونکہ انگریزون نے مجہسے خود لکہا ہے کہ آپ آئیے اور تخت کابل قبول کیجئے۔

[1] سلطنت افغانستان کا ایک صوبہ ہے اور پنجشیر اسلیئے کہلاتا ہے کہ وہان پانچ اولیاء اللہ کے مزار ہین نیف

سر لیپل گریفن صاحب نے میرے سوالات کے جواب بھیجے اور وہ یہ ہیں -

مجھے حکم ہوا ہے کہ جو سوالات آپ نے کیے ہیں اونکے جواب گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے آپکو دوں - اول یہ کہ سلطنتہائے خارجیہ سے دربار والے کابل کا کیا تعلق ہونا چاہیے چونکہ برٹش گورنمنٹ کے نزدیک بیرونی سلطنتوں کو حق حاصل نہیں ہے کہ افغانستان میں مداخلت کرین اور روس اور ایران دونوں نے اقرار کیا ہے کہ افغانستان کے معاملات مین ہر قسم کی پولیٹکل دست اندازی سے باز رہینگے - اس لیے صاف ظاہر ہے کہ دربار والے کابل سوائے انگریزوں کے اور کسی طاقت سے پولیٹکل تعلقات نہیں رکھہ سکتا - اور اگر کوئی ایسی طاقت افغانستان میں دخل دینا چاہے اور اس مداخلت سے دربار والے کابل پر بلا اوسکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی ہونے کے حملہ عاید ہو تو برٹش گورنمنٹ اوسکی امداد کے لیے مستعد ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو دشمن کو ملک سے نکالدیگی بشرطیکہ دربار والے کابل بابت خارجی تعلقات مین برٹش گورنمنٹ کی صلاح مانے -

دوم - ملک کے حدود کی بابت مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ کل صوبہ قندھار ایک علیحدہ حاکم کے ماتحت کیا گیا ہے سوائے پشین اور سیبی کے جو کہ انگریزی قبضہ میں رکھے گئے ہیں - لہذا ان امور کے متعلق گورنمنٹ آپ سے کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور نہ اوس بندوبست کے متعلق جو کہ امیر سابق محمد یعقوب خان سے سرحد شمال و مغرب کی نسبت ہوچکا ہے - ان شرائط کے ساتھہ گورنمنٹ کو منظور ہے کہ آپ افغانستان پر (مع ہرات کے جس پر آپکو قبضہ دلانے کی کوئی ذمہ داری نہیں کیجا سکتی گو اگر آپ اوسپر قابض ہونیکی کوئی تدبیر کریں تو گورنمنٹ مزاحم نہوگی) اوسی طرح کی کامل اور وسیع حکومت قائم کریں جیسی کہ اب تک آپکے خاندان کے کسی امیر نے کی ہو - سلطنت برطانیہ نہیں چاہتی کہ ملک کے اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ آپ سے یہ استدعا کیجائیگی کہ کسی مقام پر انگریزی ریزیڈنٹ قبول کیجیے - گو دو ملحق سلطنتوں میں معمولی اور دوستانہ ربط و ضبط کی آسانی کے

ہے کہ باتفاق دونوں کے ایک مسلمان امیر جو کہ سلطنت برطانیہ کی جانب سے کابل میں رہنا
مناسب سمجھا جاوے گا "

۲۹ جون کو میں نے ایک مختصر جواب اس مضمون کا لکھا لیکن انگلستان کی امداد
سے قندہار کی علیحدگی پر رضامندی اظہار کی اسوجہ سے کہ قندہار بادشاہی خاندان کا
شہزادہ کے نکل جانے سے سلطنت کی بہت کم وقعت رہجاتی -

غرضیکہ میں چارہ کار میں کوہستان کی طرف سے داخل ہوا - انگریزی
فوج غازیوں کی کثیر التعدادی دیکھکر کسیقدر پریشان تھی - کوہستان اور کابل کے سردار
اور دیگر اشخاص جو کہ انگریزوں سے ڈر سے چھپے ہوئے روز مجھ سے آکر ملتے جاتے تھے اور
بیعت کرتے تھے جو خود نہ آسکے اونہوں نے پیغام بھیجا اور کسی وسیلہ سے مجھے
اطلاع دی - میرے مخبروں نے کابل سے خبر دی کہ انگریزی اہلکار کسیقدر گھبرائے ہوئے
تھے اور اونکی سمجھ میں آتا تھا کہ میرا کیا ارادہ ہے - ۲۰ جولائی کو افغانی قبیلوں کے
تمام سردار اور سرگروہوں نے جو کہ وہاں موجود تھے مجھے چارہ کار میں اپنا بادشاہ اور امیر
قبول کیا اور مجھے ملک کا فرمانروا اقرار دیکر دلیہ میرا نام داخل کیا - لوگوں کو نہایت
خوشی تھی کہ خداوند تعالی نے اون کا ملک ایک مسلمان کے سپرد کیا -

گریفن صاحب نے بھی ۲۲ جولائی کو کابل میں دربار کیا اور انگریزی اہلکار اور
افغان سرداروں کے روبرو میرے امیر ہونے کا اعلان کیا اوس موقعہ پر جو تقریر کہ اونہوں
نے کی وہ یہ ہے -

" ہر چند کہ واقعات کی رفتار نے سردار عبدالرحمن خان کے لیے ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی
ہے جو کہ گورنمنٹ کی خواہشات اور امیدوں کے مطابق ہے جیسا کہ گورنمنٹ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

سلہ کابل کے شمال و مغرب میں واقع ہے اور بڑا شہر ہے سمت اور شہر افغان سردار وہاں رہتے ہیں - (مؤلف)

اور وائسرائے بہ خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں سردار عبد الرحمن خان بیٹا امیر دوست محمد خان
والا مرتبت کو امیر کابل تسلیم کیا۔ گورنمنٹ کے لیے یہ ایک بڑا ذریعہ خوشی اور اطمینان کا ہے کہ
تمام قبیلوں اور سرداروں نے جانفشانی اور کارگزاری کے ایک ایسے سردار کو پسند کیا جو کہ مشہور سپاہی
اور دانا اور تجربہ کار شخص ہیں اور اونکے خیالات برٹش گورنمنٹ کی جانب نہایت ہی دوستانہ ہیں
اور جب تک کہ اونکی حکومت سے یہ ظاہر ہوتا رہیگا کہ اس قسم کے خیالات اونکے دل میں جاگزین
ہیں برٹش گورنمنٹ اونکی ہر طرح امداد کریگی۔ سب سے بہتر طریقہ اس گورنمنٹ کے ساتھ
اظہار دوستی کا یہ ہوگا کہ جن لوگون نے اونکی رعایا میں سے ہماری خدمت گزاری کی ہے
اون سے دوستانہ سلوک کریں۔"

۲۹ جولائی کو شملہ سے ایک تار آیا جس سے کہ ہمکاران انگلسی متعینہ کابل کو
اطلاع ہوئی انگریزی فوج نے سردار ایوب خان سے بمقام میوند شکست فاش
کھائی۔ یہ سکر گریفن صاحب تھوڑے سواروں کے ساتھ فوراً زمہ کی طرف مجھ سے
ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ ایک قصبہ ہے جو کہ کابل سے تقریباً سو میل کے
فاصلہ پر ہے۔ تین روز ۳ جولائی سے یکم اگست تک مجھسے اور اون سے گفتگو رہا
جو بات کہ قرار پائی اوس کے لیے مین نے اون سے ایک باضابطہ اقرار نامہ مانگا تاکہ
اوسے اپنی رعایا کو دکھلاؤن۔ گریفن صاحب نے مجھے مندرجہ ذیل مضمون کا
ایک کاغذ دیا۔

"ہز ایکسلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل کو با اجلاس کونسل یہ سکر مسرت ہوئی کہ برٹش گورنمنٹ
کے بلانے پر آپ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلیے آپکے دوستانہ خیالات اور اون فوائد کا لحاظ
کرکے جو کہ ایک مستقل گورنمنٹ قائم ہونے سے سرداروں اور رعایا کو حاصل ہونگے برٹش گورنمنٹ
آپکو امیر کابل تسلیم کرتی ہے۔ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کی طرف سے مجھے یہ کہنے کا بھی

معلوم ہوا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی مطلق خواہش نہین ہے کہ آپکی حکومت کے اندرونی معاملات
مین دست اندازی کرے اور نہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی انگریزی رزیڈنٹ کسی مقام پر آپکی عملداری مین
رہے - لیکن ممکن ہے کہ معمولی دوستانہ برتاؤ کی آسانی کے لیئے جیسا کہ دو ملحق سلطنتون مین
ہوتا ہے یہ مناسب سمجھا جاوے کہ باتفاق راے دونون فریق کے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رہے - آپ اپنی اطلاع کے لیئے چاہتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ
اپنی راے اور خواہش اون تعلقات کی نسبت ظاہر کرے جو کہ فرمانرواے کابل کو خارجی سلطنتون
سے رکھنے چاہئین - اس کے متعلق وائسراے و گورنر جنرل نے باجلاس کونسل مجھے آپ
سے یہ کہنے کی اجازت دی ہے کہ چونکہ برٹش گورنمنٹ کے نزدیک حکومتہاے خارجیہ کو
افغانستان مین کسی قسم کے دخل دینے کا حق حاصل نہین ہے اور سلطنتہاے ایران اور
روس نے اقرار کیا ہے کہ معاملات افغانستان مین مداخلت کرنے سے باز رہینگے اس لیئے
صاف ظاہر ہے کہ آپ سواے برٹش گورنمنٹ کے اور کسی بیرونی طاقت سے پولٹیکل تعلقات
پیدا نہین کر سکتے - اگر کوئی طاقت افغانستان مین کسی قسم کی مداخلت کرنا چاہے اور اگر اس
قسم کی مداخلت سے آپ کی عملداری پر بلا آپکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی کے حملہ کیا جاوے
تو اوس حالت مین برٹش گورنمنٹ آپکی اوس حد تک اور ایسے طریقہ سے امداد کریگی جو کہ اوس
حملے کے روکنے اور دشمن کو ملک سے نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کے نزدیک ضروری معلوم
ہو بشرطیکہ آپ خارجی تعلقات مین بلا دریغ سلطنت برطانیہ کی صلاح پر عمل کرین"

گرفن صاحب نے مجھسے درخواست کی کہ کابل جایئے اور انگریزی اہلکارون
سے رخصت ہو لیجیئے - ساتھ ہی یہ بھی استدعا کی کہ اونکے بحفاظت جانے
اور انگریزی فوج کے لیئے رسد بہم پہونچانے کا بھی ضروری انتظام کر دیا جاوے -
فوج جنرل رابرٹس کے ماتحت قندھار تک جانے والی تھی اور سر ڈونلڈ اسٹوارٹ

کے ماتحت پشاور تک - مین نے حتی المقدور سب انتظام کرنے کا وعدہ کیا اور جب تک انگریزون کے حفاظت پہونچا دینے کے بارے مین جہانتک ممکن ہوا اونہین تشفی و تسلی دی - مین نے اون سے کہا کہ میری رائے مین جس قدر جلد ممکن ہو جنرل رابرٹس کو قندہار روانہ ہوجانا چاہیئے اونکے چلے جانے کے بعد مین سٹوارٹ سے رخصت ہونے کے لیئے جاؤنگا - ۸ - اگست کو تھوڑی فوج کے ساتھ جنرل رابرٹس کابل سے قندہار روانہ ہوگئے اور مین نے سردار محمد عزیز خان پسر سردار شمس الدین خان کو معہ دیگر افسرون کے جنرل رابرٹس کے ساتھ قندہار تک روانہ کیا تاکہ لوگ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین اور فوج کے لیئے رسد کا سامان مہیا کردین - تمام قبیلون نے میرے اس حکم کی جو کہ سردار محمد عزیز خان وغیرہ کے ذریعہ سے مین نے بھیجا تھا تعمیل کی اور راہ مین مطلق مزاحم نہوئے - اس طرح جنرل رابرٹس بحیثیت قندہار پہونچگئے اور ایوب خان یکم ستمبر کو شکست کھاکر ہرات بھاگ گیئے -

سر ڈونلڈ اسٹوارٹ اور گریفین صاحب ۱۱ - اگست کو شیرپور سے پشاور روانہ ہوئے اور اونکی روانگی کے چند ساعت پہلے مین اون سے رخصت ہونے گیا - قریب پندرہ منٹ کے ہمنے دربار کیا اور دوستانہ گفتگو کی - اثنائے گفتگو مین یہ بھی طے ہوگیا کہ افغانی توپخانہ کی تیس توپین جو کہ اوسوقت شیرپور مین تہین مجھے دیدیجائین نیز یہ کہ تقریباً اوس لاکھ روپیہ جو کہ انگریزون نے اپنے زمانہ قیام مین ملک سے وصول کیا تھا اور فوج کی رسد اور قلعجات وغیرہ بنانے مین خرچ ہوا تھا مجھے واپس دیا جائے اور جو نئے قلعے کہ انگریزون نے کابل میں بنائے تھے وہ منہدم نہ کیئے جائین -

اسطرح افغانستان کی دوسری لڑائی اور ملک پر انگریزون کے قبضہ کا خاتمہ

(۲) قاضی اور اوسکے ماتحت افسر
(۳) کوتوال[۵۱] مع پولیس سکرٹری اور ممبران محکمہ راہ داری۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ - میں کوئی قطعی احکام ایسے نہیں ہیں جس سے ایک عہدہ دار کے فرائض دوسرے اہلکار کے کام سے علیحدہ ہوں یعنی انکی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہو - اکثر مقدمات جس عدالت میں کہ درخواست کننده پیش کرنا چاہے دائر ہوتے ہیں لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنر اپنے قصبہ میں تمام محکموں کا افسر اعلیٰ ہے اور دوسرے افسران کے فیصلوں کی اپیل سنتا ہے - لیکن خاص کام جو اوسکا ہے وہ یہ ہے کہ زمینداروں وغیرہ سے مالگذاری وصول کرے - اوسکے معاملات کا تصفیہ کرے اور شاہی اعلان اور احکام وقتاً فوقتاً اپنے قصبہ کے دیگر عہدہ داروں اور رعایا کو پہونچاتا رہے - بعض چھوٹے چھوٹے گورنروں پر بڑے گورنر مقرر ہیں - اور ان بڑے گورنروں کے اوپر وائسرائے ہیں جو نائب الحکومت کہلاتے ہیں - اور ان وائسرائوں اور فوجی اور دیگر محکموں کے افسروں کے سر پر امیر کے بڑے بیٹے شاہزادہ حبیب اللہ خان ہیں جن کے پاس کل سب کے فیصلوں کی اپیل ہوتی ہے -

[۵۱] قاضی کی عدالت سب سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے اور اس لیے اوسمیں مختلف قسم کے تمام ہی نہیں بلکہ ہر قسم کے ملکی معاملات بھی پیش ہوتے ہیں لیکن عام طور پر کاروبار کے متعلق مقدمات اور مذہبی اختلافات یہیں طے ہوتے ہیں - یہ مقدمات طلاق نکاح اور وراثت - وہ مقدمات بھی جنمیں کہ سزائے موت دیجا سکتی ہے اسی عدالت میں تجویز پاتے ہیں - عدالت کا چیف جج قاضی کہلاتا ہے اور اوس کے اہلکاران ماتحت مفتی - اور کثرت رائے سے مقدمات فیصل کیے جاتے ہیں -

[۵۲] دوسرے فوجداری افسروں کی بہ نسبت کوتوال کو کہیں زیادہ اختیارات حاصل ہیں - ایک طرح سے وہ تمام پولیس کا افسر مع عدالت فوجداری - اور صیغہ سراغ رسانی کا حاکم ہے یعنی حقیقت

(۴) قافلہ باشی[۵۱] مجلس تجارت[۵۲] جسے پنچایت کہتے ہین۔ محکمہ[۵۳] مال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲ - مشرقی سلطنتون مین وہ نہایت ذی اقتدار اور بڑا بااختیار شخص ہوتا ہے تمام قدیم مشرقی کتابون مین سے انتہا قصے اور اشعار کوتوالون کے جور و ظلم و تعدی کے دیکھے جاتے ہین وہ چھوٹے چھوٹے فوجداری کے مقدمات فیصل کرتا ہے اور سنگین مقدمات دارالسلطنت مین ارسال کرتا ہے -

افغانستان مین ایک انتظام ہے جسکے مطابق کوئی شخص ایک قصبے سے دوسرے قصبہ کو بلا پروانہ کے جو کہ اس محکمہ سے دیا جاتا ہے نہین جا سکتا - ملک کے اندر سفر کرنیوالون کے لیئے پروانہ پر محکمہ راہداری کے افسر کی مہر ہوتی ہے اور کوتوال اور گورنر کی مہرین بھی ثبت ہوتی ہین لیکن جو لوگ کہ دوسرے ملکو مین سفر کرنا چاہین خواہ کسی غرض سے ہو اوس پر امیر کی جانب سے اونکے بیٹے کی مہر ہوتی ہے -

(۱) قافلہ باشی ایک اہلکار ہے جو کہ مسافرون کے لیئے باربرداری کے جانورون کا انتظام کرتا ہے اوسکا فرض ہے کہ اس امر کی نگرانی کرے کہ جو لوگ اپنے اونٹ خچر اور دیگر جانور کرایہ پر چلاتے ہین وہ کرایہ کرنے والون سے اچھی طرح پیش آتے ہین اور اونہین دہوکا فریب نہین دیتے - کرایہ کرنے والون سے اوسے کمیشن ملتا ہے اور ہر معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ مین کرتا ہے اور اوسکا حساب سمجھاتا ہے جو آمدنی ہوتی ہے اوس سے گورنمنٹ اس صیغہ کے ملازمون کی تنخواہین دیتی ہے اور باقی روپیہ خزانہ مین داخل کیا جاتا ہے -

(۲) مجلس تجارت سوداگرون کے آپس کے جھگڑے طے کرتی ہے - یہ مجلس اس عدالت مین اجلاس کرتے ہین اور اوسکے ممبر مسلمان اور ہندو سوداگرون کی مختلف جماعتون مین سے اپنی تعداد کے لحاظ سے منتخب کیئے جاتے ہین -

(۳) محکمہ مال مین مالگذاری کا حساب و کتاب رکھا جاتا ہے اور جو سالانہ خراج کہ ہر زمیندار کو دینا چاہیئے اوسکی یادداشت وہان رہتی ہے -

روزنامچہ[51]۔ ٹیکس جمع کرنے والوں کا دفتر جسے چبوترہ[52] کہتے ہیں۔ خزانہ[53]۔ فوج[54] جو ہر قصبہ میں امن امان رکھنے کے لیئے مقرر ہے۔

میں نے تمام قبیلوں اور صوبوں کے سرداروں کے پاس احکام بھیجے کہ ملک میں حتی الامکان امن و امان رکھیں۔ اپنے ہم وطنوں اور عام رعایا سے مہربانی کا برتاؤ کریں۔ اگر اس کی پوری پوری تعمیل کیگئی تو اسکے صلہ میں اونمیں میری جانب سے اچھے سلوک۔ انعام اور شاہی عنایتوں کی امید رکھنی چاہیئے۔ ساتھ ہی میں نے اونھیں اپنی مہربانی اور عنایت کا اطمینان دلایا۔

اس کے بعد میں نے اپنی بی بی اور دونوں بیٹوں حبیب اللہ خان اور نصر اللہ خان کو جو کہ راولپنڈی میں چھوڑ دیئے گئے تھے چند معتبر ملازموں کے ذریعے بلا بھیجا۔ اپنے دیگر اعزا کو بھی میں نے بلوایا جو کہ قندھار میں تھے اور اوسی سال کی ۲۲ نومبر کو ملا عتیق اللہ کی بیٹی سے نکاح کیا جسکی ماں کہ میری چچی تھیں۔ یہ شادی سردار محمد یوسف خان میرے

[51] اس محکمہ میں روزانہ آمد و خرچ کا حساب ہوتا ہے۔ اسی دفتر میں اون تمام احکام کی نقلیں رکھی جاتی ہیں جو کہ وصول مالگذاری یا خرچ کے متعلق کسی محکمہ سے جاری ہوں۔

[52] ٹیکس کلکٹروں کا دفتر چبوترہ کہلاتا ہے۔ اس دفتر کے ذریعے تمام اشیائے تجارت پر محصول وصول کیا جاتا ہے تمام درآمد برآمد پر ۲ ½ فی صدی محصول مقرر ہے۔

[53] کسی قسم کی مالگذاری و محصول جمع کرنے والے خود روپیہ نہیں لیتے بلکہ صرف احکام جاری کرتے ہیں کہ خزانہ میں روپیہ داخل کیا جائے۔ اسیطرح مختلف اخراجات کے احکام بھی جاری کیئے جاتے ہیں مختلف محکموں کے افسران اعلی حاکم خزانہ کے نام احکام بھیجتے ہیں۔

[54] ہر قابل لحاظ قصبہ میں تھوڑی فوج موجود رہتی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

یہ مختلف محکمجات اپنی رپورٹیں صوبہ کے سوفٹر کے پاس بھیجتے ہیں اور وہاں سے وہ دارالسلطنت

چچا کے مکان میں رہتی ہوئی اور اون ہی کے ذریعہ سے اسکا انتظام بھی ہوا تھا - میرا
سب سے چھوٹا بیٹا محمد عمر جان اسی چھوٹی بی بی کے بطن سے ہے - تو وارث رہے
مینا میرے سب اہل عیال - والدہ - ہمشیرہ بیٹے بہوؤں سے کہ کئی سال سے مجھے
جدا ہو گئے تھے آ ملے اور میں نے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں شکر ادا کیا کہ تقریباً بارہ
سال کی جلا وطنی اور تکالیف و مصائب کے بعد اوس نے مجھے یہ خوشی
عطا فرمائی -

چونکہ ملک میں بغاوت کے آثار پائے جاتے تھے میں نے خفیہ اور جاسوس
مقرر کیے کہ لوگوں کی طبیعتوں کی کیفیت سے مجھے مطلع کرتے رہیں - اس ذریعہ سے
نہایت کافی ثبوت کے ساتھ پتہ لگ گیا کہ کون اشخاص وفادار و خیرخواہ تھے - انکے
ساتھ مہربانی کا سلوک کیا گیا لیکن جو لوگ کہ مخالف تھے اور اشتعال دیگر لوگوں کو دیکھاتے
تھے اونکو سخت سزا دی گئی - اس شرارت کے سرغنہ سب سے پہلے ملا دین پرداز
لوگ تھے بعد ملا اور وہ سرکش و شوخ رئیس تھے جو کہ شیر علی خان کے خاندان کے
طرفدار تھے - اونکے افعال کے مطابق اون کے ساتھ سلوک کیا گیا بعض ملک سے
نکال دیے گئے اور بعضوں کو اونکی بدکاریوں کی سخت ترین سزا دی گئی - اوس وقت میں
نہایت محنت و جانفشانی کرتا تھا - اپنے تمام خطوط اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا اس لیے
کہ دوسروں کو شبہ اعتبار نہ تھا -

وہ معاملات اوس وقت نہایت ہی اہم اور غور طلب تھے جن پر فوری توجہ
درکار تھی - اولاً یہ کہ فوج کی تنخواہ اور دیگر مصارف سرکاری کے لیے روپیہ نہ تھا - دوسرے
اسلحہ و دیگر سامان جنگ مطلق نہ تھا - اول میں نے یہ اصلاح کی کہ ایک سرکاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ - کابل کے اعلیٰ ترین محکمہ ہائے عدالت ہیں)

ٹکسال قایم کی جسمیں کہ دستی ٹھپوں کے ذریعہ سے روپیہ بنایا جاتا تھا اس سلیئے کہ اس کام کی کوئی کل اوس وقت موجود نہ تھی۔ لیکن فی الحال خوش قسمتی سے میری ٹکسالی میں سکہ ڈھالنے کی کلین موجود ہین جو کہ یورپین اصول پر بنائی گئی ہیں۔ اپنے موقعہ پر اسکا مفصل ذکر کرونگا۔ انگریزی گورنمنٹ سے مجھے کچھ روپیہ کلکتہ کی ٹکسال کا بنا ہوا دیا تھا۔ اس روپیہ کو مین نے گلوا ڈالا اور سو مین چھ حصے تانبا ملا کر کابلی روپیہ تیار کرایا۔ اپنے اہلکارون کو یہ بھی حکم دیا کہ ملک مین چاندی خریدکریں اور معقول مقدار تانبہ کی ملا کر روپیہ بنائین تاکہ اس صورت سے کچھ منافع ہو۔ علاوہ برین یہ فرمان جاری کیا کہ جسقدر روپیہ گورنمنٹ سابق کے عہد مین لوگون نے قرض لیا تھا یا لوٹا تھا یا سرکاری اخراجات کے لیئے اون کو دیا گیا تھا اور اونکے پاس رکہا رہا اون کے صرف مین آگیا تھا وہ سب داخل خزانہ کیا جائے۔

اس اعلان کے بعد بہت سے لوگون نے زر بانقدی ادا کردیا لیکن اون اشخاص کے لیئے جو کہ نہیں دیتے تھے مین نے عامل مقرر کیئے تاکہ اون سے بزور روپیہ وصول کرین ساتھ ہی مین نے محاسب مقرر کیئے کہ جمع خرچ کی جانچ کرین اور دیکھین کہ جو محصول داخل نہیں ہوا ہے وہ وصول کیا جائے۔

بغاوت یا بیرونی حملے سے ملک کی حفاظت کے لیئے مین نے احکام جاری کیئے کہ کافی سامان جنگ و رسد جمع کیا جائے۔ باربرداری کے جانور خرید کیئے جائین اور فوج کے متعلق ہر شے عمدہ اور درست حالتمین رکہی جائے۔ غرضکہ اس طریقہ سے مین نے ایسا انتظام کیا کہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے دوسری دقت یعنی اسلحہ جنگ کا نہ ہونا اس کا علاج مین نے یہ کیا کہ جتنے کاریگر

---

[1] انگریزی روپیہ سولہ آنہ کا اور کابلی بارہ آنہ کا ہوتا ہے۔

بنانے کا حکم دیا۔ کارتوس بنانے کی کلین اوس زمانہ مین میرے پاس نہ تہین - دستی
اخت کی اشیاء کے لیئے جو کارخانے میرے والد کی صلاح سے میرے جداجد
نے قایم کیئے تہے اور جیسا کہ پہلے اس کتاب مین ذکر کر چکا ہون اون کی نگرانی میرے سپرد
تہی وہ ابتک کابل مین موجود تہے گو پیشتر کی بہ نسبت اونمین تخفیف ہو گئی تہی - چونکہ
اونکی حالت اچہی نہ تہی مین نے اونکی اصلاح کی اور اونمین وسعت دی مین نے
یہ بہی حکم دیا کہ رعایا سے جسقدر سامان حرب مل سکے خرید کر لیا جائے اس لیئے کہ لوگون
نے بہت سامان لوٹا تہا اور ممکن ہے کہ بعضون کے پاس فروخت کے لیئے بہی
موجود ہو - اس طریقہ سے جبکہ کچہہ دن بعد مجہے ایوب خان سے مقابلہ کرنا پڑا تو میرے
پاس پندرہ ہزار خرید کیئے ہوئے گولے (گو اون مین تہوڑا بہت نقص بہی تہا) اور اسی
انداز سے دیگر سامان بہی موجود تہا یہ حفظ ما تقدم میرے ملک کے لیئے نہایت مفید و
کارآمد ثابت ہوا - اسکے بعد مین نے شیر علی خان مرحوم کی فوج سے چند بہترین افسر
منتخب کیئے اور اون تمام افسرون کو بہی طلب کیا جو کہ میرے جلاوطن ہونے کے
پہلے میرے ماتحت تہے اور اسطرح تہوڑے سے عرصہ مین بڑی اور مضبوط فوج
مہیا کر لی - شیر علی خان مرحوم کے زمانہ کا پرانا قاعدہ جسکے مطابق لوگ جبراً فوج مین بہرتی
کیئے جاتے تہے مین نے منسوخ کیا اور حکم دیا کہ وہی اشخاص داخل کیئے جائین جو کہ
از خود فوجی ملازمت قبول کرین اور اوسکے لائق بہی ہون -

ہر چہاونی مین ہر پلٹن کے لیئے مریض و مجروح سپاہیون کے علاج کے واسطے
مین نے ہسپتال[1] جاری کیئے سپاہیون کی تعلیم کے لیئے مدارس بہی قایم کیئے - مسافرون کی

[1] ان ہسپتالون مین دیسی طبیب کام کرتے ہین ۱۸۹۵ء تک عام ہسپتال نہ تہے - جن ہسپتالون کا

حفاظت کے لئے محافظ مقرر کیے اور اپنے ملک کے سوداگروں کو اس امر کا اطمینان دلا کر بلا خوف و خطر وہ سفر کریں درآمد و برآمد دونوں کو ترقی دینے کی ترغیب دی سرکاری بیوپار کرنے والے مقرر کیے کہ نئی سڑکیں نکالیں اور کاروان سرائے بنائیں مسافروں کے آرام و آسائش و حفاظت کے لئے اور مختلف انتظام کریں تاکہ رعایا خوش رہے اور ملک میں امن رہے۔

ملک میں باقاعدہ گورنمنٹ قایم کرنے کے لیے میں پوری تفصیل اون معاملات کی ہمیں بیان کرسکتا ہوں کی طرف کہ ابتدائے سلطنت میں میں نے توجہ کی مفصلہ ذیل قصہ سے معلوم ہوگا کہ میرے زمانہ سے پہلے گورنمنٹ اور اوس کے سرداری حکمون کی کیا کیفیت تھی۔

ایک شخص نے ایک باغ بنوانے کا ارادہ کیا اور چند آدمیوں کو اوسکا ٹھیکہ دیکر اونہیں پیشگی روپیہ دیدیا اس شرط پر کہ فلاں تاریخ تک باغ تیار ہو جائے۔ ٹھیکہ داروں نے روپیہ خرچ کردیا اور باغ کا اونہیں مطلق خیال نہ رہا۔ لیکن بروز مقررہ جو کہ باغ بنکر تیار ہونے کا دن تھا وہ سب اوس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ باغ تیار ہے اور ایک قطعہ زمین دکھلانے کے لیئے اوسے لے گئے۔

شخص۔ لیکن اس زمین میں درخت ایک بھی نہیں ہے!

ٹھیکہ دار۔ سوائے درختوں کے اور سب کچھ تیار ہے۔

شخص۔ لیکن باغ کو پانی دینے کے لیے نہر بھی تو نہیں ہے!

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷۔ امیر نے ذکر کیا ہے وہ صرف فوج کے لئے مخصوص تھے۔ عام لوگ علاج کے لیئے دو شفاخانوں میں جاتے تھے۔ ایک میں یونانی دوائیں دیجاتی تھیں اور دوسرے میں مشرقی دوائیں ان دونوں مقامات سے دوائیں بالکل مفت ملتی تھیں۔ اس قسم کے شفاخانے بھی امیر عبد الرحمن خان

جنوب و مشرق کی سرحد پر انگریز قابض تھے - اونھون نے شیر علی خان کو والی مقرر کیا تھا - قندھار مین ابھی تک موجود تھے - لیکن بعدہٗ اونھون نے شیر علی خان کو قندھار سے علیحدہ کردیا اور پنشن دیکر کراچی مین رکھا - ۲۱ - اپریل سنہ ۱۸۸۱ع کو انگریزی فوج نے قندھار خالی کردیا اور میرے حوالہ کیا - مین نے اوسے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنالیا -

جہان تک مین سمجھ سکتا ہون میرا خیال ہے کہ شیر علی خان کے قندھار سے علیحدہ کیے جانے کے اسباب یہ تھے -

(۱) محمد ایوب خان نے تمام ضروری تیاریاں اور انتظام ہرات میں کیے تھے اور قندھار پر حملہ کرنے کیلیے بڑی فوج جمع کی تھی - شیر علی خان مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس لیے کہ ایکمرتبہ پہلے ہی وہ ایوب خان کے ساتھ لڑائی مین کمزور ثابت ہوچکے تھے -

(۲) قندھار کے لوگ اور دیگر سلطان بھی خاص طور پر اوسکے خلاف تھے - وہ نہایت بدنام تھا اور ہمیشہ بغاوت اور قتل ہوجانے کا اوسے خوف و خطر رہتا تھا -

(۳) قندھار کے اپنی قلمرو سے علیحدہ ہونے کی نسبت میں نے کوئی قرارنامہ نہین کیا تھا - وزیرون نے اوسکی علیحدگی منظور کی تھی - لیکن مین اوسے اپنے آباؤ اجداد کا مسکن اور اپنے ملک کے سابق فرمانروا اون کا دارالسلطنت سمجھتا تھا - اسوقت جو انگریزون نے مجھسے اوس قبضہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ - سلطان خان کا بیٹا اور اکبر خان وزیر کا پوتا ہے - یہ صحیح نہین ہے اکبر خان اسکا چچیرا بھائی تھا - کہ دادا - اوسکا باپ سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کا بھائی تھا پوتا تھا جیسا کہ انگریزی مورخون کا بیان ہے - دوسری غلطی یہ ہے کہ سردار سلطان خان اس کا باپ نہین - دوسرے یہ اسحاق خان کے اہلکارون مین سے نہ تھا - امیر عبدالرحمن خان نے روس سے چلتے وقت اوسے اسحاق خان کا مددگار مقرر کیا تھا اور ہرات پر قبضہ کرنے کے لیے امیر نے خود اوسے بھیجا تھا -

کرنے کے لیئے کہا تو مین نے منظور تو کرلیا لیکن بہت سے غور وتامل کے بعد۔

ایک طرف تو مین نے یہ خیال کیا کہ قندہار پر قبضہ کرنے مین بڑا خطرہ ہے اسلیئے کہ ایوب خان شہر پر فوراً حملہ کرنے کے لیئے تیار تہا اور مجھکو اوس کے بچانے کے لیئے تیاری کرنے کا مطلق موقع نہ تہا۔ مین یہ بہی جانتا تہا کہ ملک کی حالت ابہی متزلزل تہی اور پورے طور پر نہین سنبہلی تہی اگر مین کابل چہوڑکر ایوب خان کے مقابلہ کو قندہار گیا تو مہینون مجھے باہر رہنا پڑیگا۔ اور میری غیر حاضری مین خود کابل کو نقصان پہونچنے کا خوف ہوگا۔ دوسری جانب یہ خیال تہا کہ کابل کی سلطنت بلا قندہار کے ایسی ہوگی جیسے چہرے پر ناک نہ ہو یا قلعہ مین دروازہ نہو۔ یہ مجھسے نہین ہو سکتا تہا کہ قوم کے سامنے اپنے آپ کو بزدل و نامرد ظاہر کرون یا اون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہونے دون کہ سابق فرمانرواون کے دار السلطنت پر قبضہ کرنے مین مجھے کسی قسم کا خوف تہا۔ ان دونون پہلوون پر غور کرکے یعنی فوائد و نقصانات دونون پر نظر کرکے مین نے معلوم کیا کہ خطرہ بہت زیادہ تہا تاہم حسب معمول خدا پر بہروسہ کرکے مین نے شہر کو لے لینا منظور کیا اور ہاشم خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا۔

باب پنجم

الحاق ہرات بسلطنت افغانستان

پیشتر کہہ چکا ہون کہ جب مین تخت نشین ہوا تو اوائل میری زندگی بے فکری و اطمینان کی زندگی نہ تہی اور ہر قسم کی مشکلات و امنگیر رہتی تہین۔ اسی حالت مین اسیر ہونیکے بعد

یہ پہلی سخت لڑائی مجھے پیش آئی اور کس کے ساتھ کہ اپنے ہی اقربا اور رعایا اور اپنے ہی لوگوں کے مقابلہ میں۔ کابل میں ابھی اچھی طرح بیٹھے بھی نہ پایا تھا اور نہ خوبی تیاری کا وقت بھی نہ ملا تھا کہ مجھے لڑائی کے لیے مجبور ہونا پڑا۔ محمد ایوب خان انگریزوں سے شکست کھا کر ہرات پر قابض رہا۔ اور اُسی شکست کے دن سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ ایک کثیر فوج جمع کر لی اور ہرات سے قندھار پر چڑھائی کی۔ جیسا کہ اوپر کہہ آیا ہوں مجھے اس کا پہلے ہی سے خوف تھا لیکن اس مصیبت کا سامنا کرنا ضروری تھا۔

چند باتیں ایوب خان کے موافق اور میرے خلاف تھیں اوسکے پاس بہتر اسلحہ و سامان جنگ اور فوج بھی مجھ سے زیادہ تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ جاہل ملاؤں نے مجھ پر جہاد کر کے اعلان دیا تھا جس سے اوسے فائدہ پہونچا۔ اور کہا یہ جاتا تھا کہ میں انگریزوں کا طرفدار ہوں اور میرا مخالف غازی ہے اور اسکے ساتھ بارہ ہزار تعلیم یافتہ سپاہی مفصلہ ذیل افسروں کی کمان میں تھے حسین علی سپہ سالار نائب حفیظ اللہ خان نائب سپہ سالار۔ جنرل تاج محمد خان پسر ارسلا خان ملزئی۔ سردار محمد حسن خان۔ سردار عبداللہ خان پسر سردار سلطان جان و سیر محمد اعظم خان۔ سردار احمد علی خان پسر محمد علی خان۔ نور خان سردار عبدالسلام خان قندھاری اور قاضی عبدالسلام پسر قاضی محمد سعید۔ موسےجان پسر یعقوب و خوشدل خان پسر شیر دل خان کو کئی ہزار سپاہیوں کے ساتھ ایوب خان نے ہرات میں چھوڑا۔ سردار شمس الدین خان و سردار ہاشم خان نے جو قندھار میں میرے گورنر تھے مندرجہ ذیل افسروں کو ایوب خان کے مقابلہ کے لیے مقرر کیا۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار۔ سردار محمد حسن خان پسر سردار خوشدل خان قندھاری اور قاضی سعدالدین خان جو کہ کل وائسرائے ہرات میں معہ سات پلٹن پیدل

دو باتری توپخانہ - چار رجمنٹ رسالہ تین ہزار ملیشیا کے سوار اور سات پلٹن ملیشیا پیدل -

۲۰ جولائی کو دونون فوجون مین بمقام کاریز متصل گرشک مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی یشروع مین تو قندہاری فوج کو فتح نصیب ہوتی معلوم ہوتی تہی اور وہ نہایت دلیری سے لڑی - تقریباً ایوب خان کا پورا رسالہ شکست کہا کر پیچہے ہٹا اور ہر طرف بہاگ نکلا - صرف اسّی سردارون کے قریب تہوڑے سے ساتہیون کے ساتہہ میدان جنگ مین رہ گئے - اِنہون نے خیال کیا کہ بہاگ کر جان بچانا ممکن ہے اسلیئے کہ تمام فوج چہوڑ کر بہاگ گئی تہی اِس وجہ سے لڑکر جان دینے کو بہاگتے ہوئے مارے جانے پر اونہون نے ترجیح دی یکجا ہوکر بڑی دلیری کے ساتہہ وہ قندہاری فوج کے اصل حصہ پر گرے اور سیدہے قاضی سعد الدین سپہ سالار تک پہونچ گئے جو کہ اِن چند بہادرون سے شکست کہا کر قندہار کی طرف بہاگ کہڑا ہوا - سردار عبد اللہ خان اور ایوب خان کی فوج کے چند افسر اس لڑائی مین مارے گئے - اسکے بعد ایوب خان نے آگے بڑہکر شہر قندہار پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا -

میرے افسرون مین سے ہاشم خان و غلام حیدر خان کلات بہاگ گئے اور سردار محمد حسن خان مکہ معظمہ چلا گیا شمس الدین خان خرقہ[۱۱] مین چہپ گیا - محمد ایوب خان نے وعدہ کیا کہ اگر وہ اوس مقدس مقام سے باہر آجائے تو اوسے سزا نہ دیجائیگی لیکن اوس کے نکلتے ہی وعدہ خلافی کی اور اوسے بید لگوائے -

[۱۱] اِس سے وہ خرقہ مراد ہے جسے کہ رسول خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تہا اور مختلف مسلمان بادشاہ نہایت احتیاط کے ساتہہ اوسے رکہتے آئے ہین - اب وہ قندہار مین موجود ہے لوگون کا یقین ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہو اوس کمرے مین چلا جائے جہانکہ یہ خرقہ رکہا ہے تو اوس کو کوئی ہاتہہ نہین لگا سکتا جبتک کہ وہ خود باہر نہ آئے - (مولف)

اس شکست کی خبر سنکر مجھے مجبوراً خود قندہار جانا پڑا اور اپنے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کو شہر کابل کا گورنر اور سپہ اللہ خان کو سپہ سالار فوج مقرر کرکے مین روانہ ہوا۔ میرے ساتھ تقریباً بارہ ہزار فوج تھی اور مفصلہ ذیل افسر تھے۔

غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار۔ فرامرز خان سپہ سالار (غلام حیدر خان مرگیا لیکن فرامرز خان اسوقت ہرات میں ہے)۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار معہ دیگر افسران جنکے نام لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

تقریباً دس ہزار آدمی توخی اور اندر اور دیگر قبائل کے راہ مین مجھسے آملے۔ ایوب خان کی فوج کی تعداد بیس ہزار تھی۔ کئی ملاؤن نے میرے کفر کا فتوی دیدیا تھا یہ کہکر کہ مین انگریزون کا نائب تھا۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ ایوب خان نے جبراً اس فتوے پر ملاؤن سے اوسکی مرضی کے خلاف مہرین کرائی تھین۔

چند روز کے تیز کوچ کے بعد مین تیمور یان نامی گانون تک پہونچگیا جو کہ قندہار سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایوب خان قندہار سے ایک میل آگے بمقام چہل ملا علیم مقیم تھا میرے پہونچنے کی خبر سنکر قندہار کی چھاونی مین واپس گیا۔ ۲۲- ستمبر ۱۸۸۱ء کو قدیم شہر قندہار کے کھنڈرون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی شروع ہونے کے قبل ایوب خان کی چند غلطیون کی وجہ سے اوسکی فوج نے کسی قدر ہمت ہاردی تھی۔ وہ غلطیان یہ تھین۔

(۱) شہر سے باہر نکلکر اوس نے میری فوج کا مقابلہ نکیا اور بجائے مجھپر حملہ کرنے کے مجھکو اپنے اوپر حملہ کرنیکا موقع دیا جسکی وجہ سے فوج پر اوسکی بزدلی ظاہر ہوئی۔

(۲) شہر قندہار کو خالی چھوڑدیا اور چھاونی مین مقیم ہوا۔

(۳) چہل ملا علیم سے واپس گیا۔

(۴) ابتداے جنگ سے اختتام تک خود لڑائی مین شریک نہوا خیمہ گاہ سے نصف میل کے فاصلہ پر کوہ چہل زینہ کی چوٹی سے لڑائی کی کیفیت دیکھتا رہا - ان سب باتون کی وجہ سے فوج کے دل چہوٹے ہو گئے تھے اسلیئے کہ ان سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ خود لڑائی مین شریک ہونے سے ڈرتا تھا -

(۵) سات ہزار سوار کوہ چہل زینہ کے پیچھے اس غرض سے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ نازک وقت پر جبکہ زور شور سے لڑائی ہوتی ہو اونہین جھپٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا جاے -

لیکن عین وقت پر وہ اسقدر گھبرا گیا کہ اون سوارون کا خیال بھی نرہا اور شروع سے اخیر تک اونہین لڑنے کا موقع نہ ملا - وہ برابر پہاڑی کے پیچھے رہے اور ایوب خان نے ایک مرتبہ بھی میدان مین آکر اپنے آدمیون کو ہمت نہ دلائی - باوجود اس کے چند لائق اور دلیر افسر اور بہادر سپاہی بہت اچھی طرح لڑے - اوس کے توپخانے نے بھی جو کہ قدیم قندہار کی پہاڑیون کی چوٹی پر ایک نہایت مستحکم موقع پر نصب کیا گیا تھا خوب کام دیا - پورے دو گھنٹے نہایت سخت لڑائی رہی اور یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ کسے فتح نصیب ہوگی - میری فوج کا میمنہ و میسرہ کسی قدر پیچھے ہٹ چلا تھا - لیکن قلب مین مین خود ایک ہزار باڈی گارڈ کے پیدل سپاہیون کے ساتھ موجود تھا جس سے قلب فوج ہمت پاکر خوب لڑ رہا تھا - ہر سپاہی لڑائی مین اسقدر مصروف تھا کہ میرے چنداردلی بھی لڑنے کے لیئے آگے بڑھتے جاتے تھے اور میرے پاس صرف ایک سائیس رہگیا تھا - اس موقع پر جبکہ مین خوب آگے بڑھ گیا تھا ایوب خان کی فوج مین کمزوری کے آثار نمایان ہونے لگے اور میری وہ چار پلٹنین جو کہ گرشک کی شکست کے بعد محمد ایوب خان کے تابع ہوگئی تھین اور اسوقت اوسکی طرف سے

کر رہی تہیں اوس سے بہر گئین - میری تحت نتیتی سے پہلے تمام تربیت یافتہ سپاہیوں کا عام قاعدہ تہا کہ جب وہ ایک فریق کو کمزور پاتے تہے تو اوسے چہوڑ کر دوسری طرف جا ملتے تہے - اسی لیے ہمنے ان چار پلٹنون سے دیکہا کہ مجہے فتح ہوا چاہتی ہے تو فوراً بندوقین پہیر کر اونہون نے ایوب خان کے اوس حصۂ فوج پر گولیان چلانی شروع کین جو کہ میری فوج سے نہایت سختی سے لڑ رہا تہا - یہ دیکہکر میری فوج کے دل ٹرہے اور آگے بڑہکر اوس نے دشمن پر خوب گولون اور گولیون کا مینہہ برسایا - دشمن کی فوج نے جب یہ دیکہا تو اوس کے پیر اوکہڑ گئے اور سپاہی ہر طرف بہاگ کہڑے ہوے - ایوب خان شکست کہاکر ہرات کی طرف واپس گیا -

کابل سے روانہ ہوتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو حکم دیا تہا کہ ترکستان سے ہرات پر چڑہائی کرے چونکہ میرا خیال تہا کہ ایوب خان اوس شہر کی پوری حفاظت کرکے نہ آیا ہوگا - حکم پاتے ہی سردار عبد القدوس خان نے چار سو سوار چار سو پیدل اور کوہی توپخانہ کی دو توپین لیکر فوراً ہرات پر حملہ کر دیا - نوئی نائب خوش دل خان نے جسے ایوب خان نے شہر کی حفاظت کے لیے چہوڑا تہا تہوڑی فوج مقابلہ کے لیے بہیجی لیکن شکست کہائی اور یہ سپاہی ہرات ہو بہاگے - خوشدل خان میں اتنی ہمت نہ تہی کہ خود شہر کے باہر آکر لڑائی مین شریک ہوتا - اوس کی تدبیر یہ تہی کہ روز تہوڑے سپاہی عبد القدوس خان کے مقابلہ کو بہیجتا تہا جو کہ بلا لڑے عبد القدوس کے سامنے ہتیار رکہدیتے تہے - ۴ - اگست کو عبد القدوس خان نے حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا -

سردار عبد القدوس خان سے ناظرین کی شناسائی کرانا ضرور ہے - جس زمانہ مین کہ انگریز کابل میں تہے وہ محہ سے ملنے کے لیے کابل سے تاشقند روانہ ہوا تہا لیکن جب وہ

سمرقند پہونچا تو مین نے لکہا کہ میرے آنے تک وہین ٹہیرو اسلئے کہ مین خود کابل جانے والا ہون - جیساکہ مین پہلے ذکر کر چکا ہون سردار سرور خان - اسحاق خان اور عبدالقدوس خان کو مین نے ترکستان کے انتظام کے لیئے بہیجا تہا - یہ عبدالقدوس خان آجتک میرے بہترین اور معتبر افسرون مین سے ایک شخص ہے -

ایوب خان کو راہ مین اطلاع ہوئی کہ ہرات ہاتھ سے جاتا رہا اور سردار عبدالقدوس خان اوسپر قابض ہے - یہ سنکر وہ مشہد مقدس کی طرف بہاگ گیا - مین نے فرامرز خان[۵۱] سپہ سالار کو حکم دیا کہ سوار و پیدل و توپخانہ لیکر فوراً ہرات روانہ ہوجائے - قندہار مین تمام ضروری انتظام کر کے مین کابل واپس آیا -

جن ملاؤن نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تہا اونمین سے عبدالرحیم[۵۲] اخوندکا کر (قندہار کا ایک قبیلہ) خرقہ مین جا چہپا تہا - مین نے حکم دیا کہ ایسے سگ ناپاک دل کو ایسے متبرک مقام مین نرہنا چاہیے اور اوسے باہر نکلوا کر مین نے اپنے ہاتہ سے قتل کیا -

کابل پہونچکر مجہے نہایت خوشی ہوئی کہ پروانہ خان[۵۳] میرے نہایت وفادار و معتمد ملازم

۵۱ یہ سب سے زیادہ ہردلعزیز سپہ سالار اور امیر کا معتمد اہلکار ہے - بچپن سے لبطور امیر کے پیش خدمت کے اوسنے پرورش پائی اور اسوقت ہرات کا بڑا شہر اوسکی حفاظت و نگرانی مین ہے -

۵۲ اسکا بیٹا مولوی عبدالرؤف کابل مین ملاؤن کے امتحانات کا اہتمام کرتا ہے اور امیر کے درباریون مین سے ہے -

۵۳ اس شخص پر امیر کو اپنے کسی بیٹے کے اہلکار یا اقربا سے بہی زیادہ اعتبار تہا - امیر کی جلاوطنی کے زمانہ مین وہ برابر ساتہہ رہا اور جب کہ امیر کو روپیہ کی تکلیف تہی تو اوسنے اپنے آپکو لبطور غلام کے فروخت کیا تہا - یہ اوسنے تین یا چار مرتبہ کیا اور امیر نے اخیر مین اوسے آزاد کرایا - آخر دم تک امیر کی تمام رعایا اوس سے از حد محبت کرتی تہی - ۱۸۹۴ء مین اوسنے انتقال کیا - اوسکا ایک بیٹا امیر کا مقرب ہے اور باقی چار بیٹے امیر کے چار بیٹون کے مقرب ہین -

اور حبیب اللہ خان میرے بیٹے نے ایسی خدمات نہایت خوبی سے انجام دیں۔
حبیب اللہ خان ابھی بہت کم عمر تھا لیکن اوسنے ایک بڑا کام یہ کیا کہ سپاہیون مین جا کر
سردارون سے میری خیر خواہی کے لیئے گفتگو کی - یہ فورا گھبرایا اور نہ اوسنے مطلق خوف
کیا اور ہمراہ میرے پروانہ خان - مرزا عبد الحمید خان اور چند دیگر افسرون کی رائے سے
کام لیا جنہین کہ میں نے اوس کام کی اصلاح کا مقرر کیا تھا - میری غیر حاضری مین باشندگان
کوہستان و حصارک - محمود کنری - عبد الرشید - جمعہ خان اور محمد حسین ورد کی نے
لوگون کو بغاوت کے لیئے برانگیختہ کرنے کی کوشش کی لیکن میرے اہلکارون کی
عقلمندی اور دوستانہ سلوک کی وجہ سے اِن سازشون سے کوئی خراب نتیجہ
پیدا نہوا -
محمد ایوب خان کی شکست اور ہرات کی فتح نے مجھے اپنے آبا و اجداد کی پوری
سلطنت کا مالک بنا دیا لیکن ابھی تک بہت کچھ کرنا باقی تھا اور جب تک اُسے
انجام نہ دے لیتا اپنے آپ کو در حقیقت ملک کا مالک یا بادشاہ نہین کہہ سکتا تھا -
پہلے ذکر کر چکا ہون کہ ہر ملا اور ہر قبیلہ و قریہ کا سردار اپنے آپ کو آزاد سمجھتا تھا اور اِس سے
پیشتر دو سو برس تک اِن ملاؤن مین سے بہتسون کی آزادی و خود مختاری اونکا
کوئی بادشاہ نہین توڑ سکا تھا - میر ہائے ترکستان و ہزارہ و سرداران غلزئی -
سب اپنے امیرون سے زیادہ طاقتور تھے اور جب تک کہ اِن لوگون کو اختیارات
حاصل رہے بادشاہ ملک مین انصاف نہین کر سکتا تھا - انکا جور و ظلم قابل برداشت
نہ تھا - ایک تفریح قوانکی یہ تھی کہ زن و مرد کے سر کاٹ کر لوہے کی آتشگون چادرون پر
رکھتے تھے اور دیکھتے تھے کہ وہ کس طرح کودتے اور چلتے ہیں - اِس سے بھی بدتر
رسوم اونمین مروج تہین لیکن مین اونکی تصریح کرنا نہیں چاہتا اس لیئے کہ ناظرین کو

ناگوار خاطر ہوگا - ہر سردار - اہلکار شاہزادہ و بادشاہ کے پاس جلادون قاتلون قزاقون اور چورون کی بڑی جماعتین نوکر تہین - قزاق مسافرون سوداگرون اور ملک کے دیگر متمول تجارت پیشہ لوگون کو قتل کرتے اور اون کا مال و متاع لوٹ لیتے تہے اور یہ مال آقا و ملازمون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر ڈاکو کے پاس علیحدہ علیحدہ گروہ بندوقون سے مسلح رہتے تہے - اگلے باب مین بیان کرونگا کہ سادو اور رحادو دو راہزنون کے ساتھ مجہے کس بری طرح سے لڑنا پڑا اور اونہون نے میری فوج کو کئی بار شکست دی اونہین سے ایک کو مین نے پنجرے مین بند کیا اور وہ اسوقت کوہ لتابند[۱] کی چوٹیون پر لٹک رہا ہے -

بہت سے ملا عجیب و غریب عقائد و مسائل مذہب اسلام کے متعلق سکہلاتے تہے جنکی کہ ہمارے پیشوا رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ وسلم نے کبہی تعلیم نفرمائی حالانکہ یہی مسائل ہر ملک مین تمام اسلامی اقوام کے تنزل کا باعث ہوئے ہین - وہ سکہلاتے تہے کہ لوگون کو کبہی کوئی کام نکرنا چاہیئے صرف دوسرون کے مال سے مستفید ہونا چاہیے اور آپس مین ایک دوسرے کے ساتہ لڑنا چاہیئے -

متذکرہ بالا اشخاص مین سے ہر شخص اپنے تابعین سے علیحدہ محصول و غیرہ وصول کرتا تہا - اسلیئے پہلا کام جو مجہے کرنا تہا وہ یہ تہا کہ ان بے شمار راہزنون - چورون جہوٹے ولیون اور مصنوعی بادشاہون کا خاتمہ کیا جائے - لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ یہ

[۱] اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر اس پہاڑ کی چوٹیون پر چہترے لٹکا دین تو اولاد یا جس چیز کے لیئے دعا کیجائے خدا دیتا ہے - ہندوستان کی سب سے بڑی ملکہ ملکہ نور جہان اسی پہاڑ کی چوٹی پر پیدا ہوئی تہین - جس زمانہ مین کہ اون کے والدین ایران سے ہندوستان نکال دیئے گئے تہے -

آسان کام نہ تھا اور پندرہ سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ان لوگون نے یا تو میری اطاعت قبول کر لی یا ملک چھوڑ دیا اور ملک سے اس طرح گئے کہ یا تو جلاوطن کر دیے گئے یا دوسری دنیا کو سدہارے - اگلے باب مین مین اون لڑائیون کا ذکر کرون گا جو کہ میرے ملک مین تخت نشینی سے لیکر آج تک واقع ہوئین - اس کے بعد اپنی زندگی کے دیگر واقعات بیان کرون گا لیکن سب سے پہلے اسکی ضرورت تھی کہ جو لوگ انصاف تہذیب - ترقی - تعلیم اور لوگون کی آزادی کے مخالف تھے اون سے مطلع صاف کیا جائے -

بہت سے متعصب اور جاہل اشخاص مجہہ پر حرف لاتے ہین اور ان لڑائیون کی وجہہ سے مجہہ پر الزام لگاتے ہین کہ مین لوگون کے ساتھہ نہایت سختی و درشتی کے ساتھہ پیش آیا - لیکن اس زمانہ کی مہذب سے مہذب قومون کی ایسی نظیرین موجود ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتہا کو اوسمین اپنے ہی لوگون سے اس لیئے لڑنا پڑا تہا کہ وہ اوس تہذیب کے معنی نہین سمجھتے تھے - اسی صدی مین انگلستان کے پیشہ ور لوگون نے اپنی گورمنٹ کے خلاف سخت بلوے کیئے - مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری حکومت کے اتنے تہوڑے عرصہ مین میری قوم تہذیب کے زینہ پر اسقدر چڑہ گئی ہے کہ دولتمند و متمول لوگ بحفاظت تمام بلا کسی خوف و خدشہ کے میری عملداری مین ہر جگہہ دن ہو یا رات آجا سکتے ہین - حالانکہ افغانستان کی سرحد پر اون حصون مین جہان کہ انگریزی سلطنت ہے کوئی شخص بلا مضبوط باڈی گارڈ کی حفاظت کے ایک قدم بہی نہین اوٹہا سکتا -

باب دہم
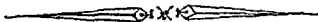
میری تخت نشینی کیوقت ملک کی کیا حالت تھی

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

لوگون کو خیال ہوا ہوگا کہ جس روز سے مجھے تخت ملا اوسی دن سے میرے آرام وخوشی کا زمانہ شروع ہوا لیکن یہ صحیح نہین - برخلاف اسکے اوس دم سے میری آزادی رخصت ہوئی اور وقت و دشواری - ناامیدیان وتفکرات اور رنج والم زیادہ ہوا - ناظرین کو معلوم ہے کہ اپنے والد اور چچا صاحب امیر اعظم خان کے عہد حکومت مین بھی مین معاملات سلطنت مین دخیل تھا اور اونمین حصہ لیتا تھا لیکن تمام ذمہ داری اونکے سر تھی - اس مین کوئی شک نہین کہ جتنی انسان ترقی کرتا ہے اوتنی ہی ذمہ داریان بڑھتی جاتی ہین اور جسقدر ذمہ داریان بڑھتی ہین اوسی قدر تفکرات زیادہ ہوتے ہین -

ہمارا مذہب سکھلاتا ہے کہ بروز قیامت خداوند کریم کے روبرو ہر شخص اپنے افعال کا ذمہ دار ہوگا لیکن بادشاہ صرف اپنے ہی افعال کے ذمہ دار نہونگے - وہ اپنی رعایا کے امن وآسائش کے بھی جوابدہ ہونگے جیسے کہ خداوند نے اون کے سپرد کیا ہے -

حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن شہنشاہ دوجہان اس دنیا کی بادشاہون

سے اولاً سوال کریگا کہ "آج اس دنیا کی بادشاہت کسکی ہے؟" اور سب یکزبان ہوکر جواب دینگے "تیری اے خدا جو کہ سب سے زیادہ طاقتور ہے" پھر خدا پوچھیگا کہ اگر تم سب کو یہ معلوم تھا تو تم نے اون لوگون کے امن و آسائش کی فکر کیون نہ کی جن کو کہ مین نے تمہارے سپرد کیا تھا؟"

یہ سوچکر کہ قیامت کے دن ایسی رعایا کے حفظ و امان کے لئے جوابدہ ہونا پڑیگا اور یہ خیال کرکے کہ میرے ملک کی حالت کسقدر ابتر تھی مین نہایت افسردہ و غمگین ہوا تمام واقعات اور ملک کی حالت دیکھکر مجھے خیال ہوتا تھا کہ تمام انتظام درست کرنا اور ترقی کرنا صرف مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن تھا اور اس کا تو تواب خیال بھی نہ تھا کہ اوس رحمٰن الرحیم کی امداد سے افغانستان میری حکومت کے اتنے تھوڑے سے عرصہ میں ایسی عجیب و غریب ترقی کریگا جیسی کہ اوس نے کی ہے۔ ملک کی تباہی کے اعلیٰ ترین اسباب ہی صرف موجود نہ تھے بلکہ ترقی کے تمام ذریعے تنزل کی سب سے نیچی سطح پر پہونچ گئے تھے حتیٰ کہ اونکے وجود مین بھی شک تھا۔ لیکن چونکہ قادر مطلق نے یہ ذمہ داری مجھے دیدی تھی مین نے اوسکی درگاہ مین عاجزی کے ساتھ دعا مانگی کہ آدمیوں کے اوس گلے کی حفاظت کی مجھے توفیق دے جسکی نگرانی کہ میرے متعلق کی تھی تاکہ اس دنیا مین اور قیامت کے دن مین سرخرو اور سرسبز رہون۔ مین نے ہمت نہ ہاری اور اوس وعدہ پر بھروسہ کیا جو کہ خدا نے کلام پاک مین اپنے حبیب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ اگر مین اوس سب مصیبت اور بدبختی کا ذکر کرون جو کہ ملک پہ طاری تھی تو اوس کے بیان کے لیئے ایک پوری کتاب درکار ہے۔ اس لیئے مین صرف اختصار کے ساتھ بیان کرونگا کہ

میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تھی تاکہ ناظرین کو دلچسپی ہو اور وہ خود مقابلہ کر کے سمجھ سکین کہ اسوقت کی حالت اور ترقی سے اوس زمانہ کی کیفیت سے کتنا فرق ہے -

مین چاہتا ہون کہ اپنی مصیبت و دشواری کے چند اسباب بیان کردن - وہ یہ تھے -

(۱) چونکہ قصر بالاحصار جو کہ میرا آبائی مکان تھا انگریزی فوج نے مسمار کر دیا تھا اور دوسری کوئی عمارت قابل بود و باش نہ تھی اس لیے میری تخت نشینی کے وقت میرے رہنے کیلئے کوئی شاہی مکان نہ تھا اور نہ کوئی اور جائے قیام موجود تھی - کیونکہ افغانستان مین ہوٹل نہین ہین - میرے نزدیک شاید ہی کوئی ایسی نظیر ہو کہ شاہ کے سونے کے لیئے ایک کمرہ تک موجود نہو - نیا محل تعمیر ہونے تک مین خیمون اور رعایا کے خام مکانون مین جو کہ عاریتاً مین نے لیئے تھے مقیم رہا -

اس کتاب کے گذشتہ بابون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ لڑکپن سے میری عادت تھی کہ کھلے میدان مین سویا کرتا تھا اور میرا مکان ہمیشہ باغ مین ہوا کرتا تھا جہانکہ تازہ ہوا بکثرت مل سکے - اس لیئے ان غلیظ اور بند گلیون کے خام مکانون مین رہنا جنمین بکثرت سوراخ تھے اور چوہون کا شور اور اونکی خانہ جنگیان پہلی لڑائیان تھین جو کہ مین نے دیکھین میرے لیئے سخت تکلیف دہ تھا اور اون کے شور کی وجہ سے مین رات بھر نہین سو سکتا تھا -

(۲) سرکاری خزانہ مین ایک حبہ نہ تھا جس سے کہ فوج کی خواہ کسی اور سرکاری ملازم کی تنخواہ ادا کی جاتی اور صرف یہی نہین بلکہ خزانہ کا وجود ہی نہ تھا - ملک کی جمع ایک یا دو سال کی شیر علی خان - یعقوب خان اور انگریزی فوج نے پیشگی ہی وصول کر لی تھی یا قرض لے لی تھی - اسلیئے مین کچھ بھی روپیہ وصول نہین کر سکتا تھا -

(۳) اسلحہ و دیگر سامان حرب جو ملک میں حفاظت امن کے لیے ضروری ہے مطلق نہ تھا - جو تیس برانی افغانی توپیں میں نے انگریزوں سے لی تھیں اور کی ایسی بوسیدہ حالت تھی کہ اگر کسی توپ کی نال پر تو گاڑی نہیں ہے اگر گاڑی ہے تو پہر اونا ہوا ہے یا جو لی پہیے اور گاڑیوں کی یہ کیفیت ہے کہ پہلی بار چلاتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں - اور بعض اگر پوری بھی تہین تو ان کے لیئے گولے نہ تھے - ایک پتھر یا لکڑی کا ٹکڑا بغیر گولہ بارود کی توپ سے زیادہ بکار آمد ہے اس لیئے کہ کوئی سپاہی دشمن کو توپ کی نال سے نہین مار سکتا لیکن لکڑی سے مار سکتا ہے -

(۴) ہرات میری حکومت سے علیحدہ کر کے ایوب خان کے حوالہ کر دیا گیا تہا جو کہ لوگوں کو میرے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دے رہا تہا اور لڑائی کی تیاری کرتا تہا - قندہار کا حاکم انگریزوں نے سردار شیر علی خان کو مقرر کیا تہا - اور وہ بھی لوگون کو اپنی جماعت میں شریک کرنے کے لیئے بہکا رہا تہا میمنہ کا گورنر دلاور خان میرے خلاف سازش کر رہا تہا - خود ملک میں سابق بادشاہوں شاہ شجاع - شیر علیخان اور یعقوب خان کی کمزوری کی وجہ سے ہر سردار سید یا ملا اپنے آپ کو خود مختار تصور کر رہا تہا اور جبراً رعایا سے روپیہ وصول کرتا تہا - بادشاہوں میں اتنی ہمت اور طاقت نہ تھی کہ ایسے عاصیوں کو سزا دیتے اور ملک میں امن و امان قایم کرتے -

شیر علی خان کے دفتر کے کاغذات سے جو کہ اب میرے اہلکارون کے قبضہ میں ہین معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے لیئے جو سزا تھی وہ صرف یہ تھی کہ قاتل پر پچاس روپیہ جرمانہ کیا جاتا تہا جس سے ثابت ہوتا تہا کہ مرد عورت کی جانین بھیڑ بکرے کی جان سے بھی ارزان تہین - اس نرمی کی وجہ سے صرف ایک چھوٹی سی جگہ تجراب سے جس مین بیس ہزار خاندان بستے ہین پچاس ہزار روپیہ سالانہ جرمانہ کا وصول ہوتا تہا - جسکے یہ معنی ہین کہ سال مین ایک ہزار خون کیئے جاتے تھے -

کابل مین خاندان شیر علی خان کے معاونین جاہل ملا اور جھوٹے غازی جن کا صحیح نام

افغانون نے تازہ ہی رکھا ہے لوگون کو میرے خلاف یہ کہکر مبہکا رہے ستھے کہ مین کافر ہون اس لیئے کہ انگریزون کا دوست ہون جو کہ خود کافر ہین اور اس سلیے ہر مسلمان کو مجھ پر جہاد کرنا چاہیئے۔

مقدمات اور عدالت کرنے کا یہ دستور تہا کہ ادنی سے ادنی شخص شاہ کے سامنے عرض معروض کر سکتا تہا اور اس سہل طریقہ سے کہ شاہ کی ریش و دستار پکڑ لیتا تہا جس کے یہ معنی ہوتے ستھے کہ اس ریش کی شرم کر او رمیری فریاد سنو اور شاہ کو مجبوراً سننا پڑتا تہا۔ ایک روز مین حمام جا رہا تہا کہ ایک زن و شوہر دوڑ کر میرے پیچھے حمام مین داخل ہو گئے شوہر نے میری ڈاڑہی آگے سے پکڑ لی اور پیچھے سے عورت نے دستار کھینچنی شروع کی۔ مجھے نہایت تکلیف ہوئی اس لیئے کہ بڑے زور سے وہ میری ڈاڑہی کھینچ رہا تہا۔ چونکہ مجھے اون دونون سے چھٹانے کے لیئے کوئی سنتری وغیرہ اوسوقت قریب نہ تہا مین نے منت کی کہ میری ڈاڑہی چہوڑ دو اس لیئے کہ بغیر ڈاڑہی کھینچے ہوئے مین تمہاری درخواست سن سکتا ہون لیکن بیکار۔ مجھے اوس وقت کسی قدر افسوس ہوا کہ یورپین طرز مین نے کیون نہین اختیار کیا اور ڈاڑہی کیون رکھی۔ اسکے بعد مین نے حکم دیا کہ آئندہ حمام کے دروازہ پر مضبوط پہرہ رہا کرے۔

ایک اور دستور یہ تہا کہ دربار مین جب کبھی مٹھائی کے خوانچے آتے ستھے تو وزرا و دیگر اہلکار بجائے اسکے کہ اپنے حصہ کا انتظار کرین اوس پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑتے تہے تاکہ ہر شخص جسقدر زور آزمائی سے لے سکے حاصل کر لے۔ مین نے اونسین حتی الامکان سمجہایا کہ یہ وحشیانہ حرکت ہے کہ جنگلی جانورون کی طرح اپنے بادشاہ کے روبرو پیش آتے ہو اور اوس مین میری اور تمہاری دونون کی ہتک ہے لیکن اونہون نے مطلق خیال نکیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن مجھے اونکی اس حرکت پر اتنا طیش آیا کہ

پہرے کے سپاہیون کو مین نے حکم دیا کہ جہانتک ہوسکے اونہیں زدوکوب کرین اور بعد کو یہ دیکھکر مجھے کسی قدر ہنسی آئی اور افسوس بہی ہوا کہ پٹھائی کے لیئے اون کے سرپیٹ گئے تہے اور خون بہہ رہا تہا - لیکن اس سزا کا نتیجہ ہوا کہ اُس روز سے یہ احمقانہ بیہودہ حرکت موقوف ہوگئی -

اب میں شاہی صلاح کارون اور ارکین سلطنت کی بڑی دانشمندی کی ایک مثال دیتا ہون - ایک مرتبہ روٹی وغلہ بازار مین نہایت گران فروخت ہونے لگا اور قحط کا خوف پیدا ہوا - میرے مشیر کارون نے جن سے کہ میں نے اوسوقت رائے لی - نہایت زور سے صلاح دی کہ غلہ فروشون کے کان اونکی دکانون کے دروازون پر کیلون سے جڑدئے جائین وہ ڈرکر ضرور غلہ کا نرخ ارزان کردینگے - یہ سنتے ہی میں صلاح سنکر مجہہ سے نرہا گیا اور بے اختیار ہنس پڑا اوس روز سے آجتک مین نے کسی معاملہ مین اپنے صلاح کارون سے مشورہ نہین لیا ہے -

تخت کے دعویدار اس کثرت سے تہے کہ اون سب کے نامون کی فہرست تیار کرنا ناممکن ہے - میرے اہل وعیال روس مین تہے اور اپنے چند معتبر ملازمین کو ملک کے انتظام کے لیئے مجہے دوسرے شہرون مین مجبوراً بہیجنا پڑا تہا - اس لیئے ایسی یاس ومصیبت کی حالت مین میرے پاس کوئی صلاح کار دوست نہ تہا لیکن جسے کہ صرف خدا پر بہروسہ واعتقاد ہے اور سے رنج وتکلیف کے زمانہ مین صرف خدا کا ساتہہ کافی ہے -

علاوہ برین ہمسایہ سلطنتون کی وجہہ سے بہی مین نہایت متردد رہتا تہا - اس لیے کہ اگر ایک کی طرف میری توجہ ذرا بہی زیادہ ہوتی تہی تو دوسری کو شکایت ہوتی تہی -

مورخین وتجربہ کار مدبرین سمجھ سکتے ہین کہ جب کوئی سلطنت ایسی تباہی کی حالت مین ہو اور چھوٹے چھوٹے خودسر سردارون مین تقسیم ہوجاے تو اوسے آپس مین جوڑکر ایک مضبوط حکومت بنانے مین ایک مدت دراز درکار ہے۔ مثلاً مملکت ہندوستان کو دیکھو کہ آخری شاہان مغلیہ کی کمزوری کے سبب سے اوس کی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستین ہنگئی تہین۔ انگریزون کو اوس کے درست کرنے مین کتنا عرصہ لگا۔ کسقدر تکلیف ہوئی۔ کتنی بغاوتین فرو کرنی پڑین باوجودیکہ مدبران انگلسی بے انتہا عقلمند۔ تجربہ کار اور واقف کار تہے۔ اسی طرح حکومت افغانستان کی ایسی نازک حالت تہی کہ جب کبھی اوسکا فرمانروا چند میل بہی دار السلطنت کے باہر جاتا تھا تو واپس آکر کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہہ پاتا تھا اور راوسے خود فرار ہونا پڑتا تہا۔ سپرشیر علی خان نے اپنے آپ مین اتنی طاقت نہ دیکھکر کہ سرداران رعایا سے مقابلہ کرسکین ایک اور طریقہ ایجاد کیا تھا جسے کہ وہ نہایت مدبرانہ کارروائی سمجھتے تہے وہ یہ تہا کہ آپس مین اپنے سردارون اور اہلکارون کو ایک دوسرے سے لڑاو دینا اور کشت وخون کی ہمت دلانا۔ ساتھہ ہی ایک قانون بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو مارنا چاہے تو تین سو روپیہ فی کس خزانہ سرکاری مین جمع کرے اور جتنے دشمنون کو چاہے مار ڈالے۔ شیر علی خان کا خیال تہا کہ اس سے دو فائدے متصور تہے ایک تو یہ کہ باغی سردار آپس مین لڑکر بلا کسی مصیبت کے دفع ہوجاتے تہے۔ دوسرے تین سو روپیہ فی آدمی مفت مین ملتا تہا۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ۔

بقومے کہ نیکی پسندد خداے	دہد خسروے عادل نیک راے
چو خواہد کہ ویران شود عالمے	کند ملک در پنجہ ظالمے

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان اب ویسا افغانستان نہین ہے - تمام ملک میں سال مین کل
پانچ مقدمات قتل کے ہوتے ہیں جو تعداد کہ بہت سی مہذب سلطنتون سے کم ہے
لوگون کا طریقہ معاش نہایت خراب ہوگیا تہا اور چوری ساتین اون مین کثرت سے
پیدا ہوگئی تہیں - جس حالت مین کہ شیر علی خان کے دونون بیٹون یعقوب خان و
ایوب خان نے ہرات مین اپنے والد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو امیر کے
بیٹون کی ایسی اچہی تعلیم دیکہکر خود رعایا نے کیا کچہ عمدہ سبق سیکہے ہونگے - شیخ سعدی
فرماتے ہین ؎

پس از بیگانگان ہرگز منالم	کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

شاہ اور اوسکے خاص اہلکار ہر قسم کی نفس پروری مین غرق تہے اور رعایا علیحدہ مصیبت
مین تہی اس لیئے کہ یہ ظالم افسر بہت زیادہ ٹیکس وصول کرتے تہے - نمازیون کے
معدوم ہونے کی وجہ سے مسجدون مین کتے لوٹتے تہے - جمعہ کو بجائے عبادت
کے قمار بازی فتنہ و فساد ایک دوسرے کو پتہر مارنا اور لہو و لعب کا بازار گرم رہتا تہا اون
قبرستانون مین جو کہ حوالی شہر مین واقع ہین اور حجبہ کہلاتے ہین اکثر لوگ آپس مین
لڑکر زخمی ہوجاتے تہے - خدا سچ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
الحمد للہ اسی ملک نے جس کی کہ ایسی خراب و افسوسناک حالت تہی اب ایسی تعجب
خیز ترقی کی ہے اور وہان ہر طرح کا امن ہے اور رعایا ایسی خوشحال ہے کہ اوس کے
دوست دلی خیر خواہ نہایت خوش ہیں اوسے مضبوط قوم سمجہتے ہین جس سے کہ ضرورت
کے وقت امداد کی امید ہوسکتی ہے اور دشمن اوسے ایک مضبوط اور خوفناک
مخالف خیال کرتے ہین - میری رعایا اسوقت نہایت صلح پسند اور فرمانبردار
ہے اور خوشی سے میرے ہر قسم کے احکام کی تعمیل مستعدی سے کرتی ہے ہر ایک

اورکافرستان کی ڑائیون مین اوسنے اپنی جان نثاری اور وفاداری کا بڑا زبردست ثبوت دیا - اوس نے ثابت کردیا (اور یہ دیکھکر مجھے نہایت مسرت ہوئی کہ ایسا وہ سمجھتی ہے کہ گورنمنٹ کی بہبودی گویا اوس کی اپنی بہتری ہے - اور ایک کے نقصان سے دوسرے کا نقصان ہے - اپنے خرچ سے کثیر التعداد لوگ ہزارہ اور کافرستان مین لڑنے کے لیئے گئے اور گورنمنٹ کے مخالفین کو انھون نے اپنا دشمن سمجھا - ایک مزید ثبوت لوگون کی محبت اور گورنمنٹ کی خیر خواہی کا ۱۸۹۵ء مین دیا گیا اور وہ یہ تھا کہ سرکاری ملازمین - تجار - زمیندار اور ہر طبقہ کے لوگون نے اپنی سالانہ آمدنی کا دسوان حصہ بلا امیری کسی قسم کی درخواست کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا - اور استدعا کی کہ اوس روپیہ سے اسلحہ و دیگر سامان جنگ خریدکیا جائے تاکہ بیرونی حملون سے ملک محفوظ رہے - وہی قوم جو کہ ابتداے حکومت مین میری ہمیشہ مخالف رہی اور بغاوت کرتی رہی جیسا کہ بعد کو مفصل بیان کیا جائیگا آج نہایت صلح پسند مطیع - فرمانبردار - پابند قوانین اور مہذب ہے - یہ لوگ اب ہر قسم کی صنعت و حرفت کے سیکھنے مین مشغول رہتے ہین اور عموماً اپنے ملک کی ترقی اور اپنی بہبودی و سرسبزی کی تدبیرین کرتے ہین - خدا کا شکر ہے کہ ایسی علامتین بھی موجود ہین جنسے کہ آیندہ اور زیادہ ترقی اور بہتری کی اُمید پائی جاتی ہے - جو حالت کہ لوگون کی میری تخت نشینی کے وقت تھی اوس کا ذکر کرچکا ہون اس لیئے اب اون واقعات کا تذکرہ کرونگا جو اوس کے بعد واقع ہوئے -

مین نے اوس نصیحت پر بہت ہی زیادہ عمل کیا جو کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث[۱] مین فرمائی تھی اور جسکی طرف مولانا روم علیہ الرحمتہ

[۱] مسلمانون کے ہان حکم ہے کہ ہر شے خدا کی مرضی و حکم کے تابع ہے لیکن خدا صرف اون لوگون کی مدد کرتا ہے

نے اپنے اس شعر مین اشارہ کیا ہے ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند		با توکل زانوے اشتر ببند

دو واقعات ایسے پیش آئے جس سے مجھے نہایت تشفی ہوئی اس لیے کہ اون سے مجھے امید ہوئی کہ میں اپنی فرمانروائی مین ناکامیاب نہ ہونگا اور اخیر مین مجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ ایک تو یہ تھا۔

ایک شب روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے مجھے دونوں بازو پکڑ کر ایک بادشاہ کے حضور میں لیگئے جو کہ ایک چھوٹے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اونکا چہرہ سیماوی تھا اور اوس سے نرمی اور حلم ظاہر ہوتا تھا۔ ریش گول اور ابرو و مژگان خوبصورت و لمبی تھیں نیلے رنگ کی بڑی ڈھیلی پوشاک زیب بدن اور سفید دستار سر پر تھی۔ اونکی شکل سے کمال خوبصورتی اور نرمی عیاں تھی اونکی داہنی طرف ایک دوسرا لیکن لاغر شخص بیٹھے ہوئے تھے جن کی ریش لمبی اور سفید تھی اور چہرہ سے مہربانی و سمید گی پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد ایک اور صاحب تھے جو کہ اسقدر دراز قد نہ تھے بلکہ میانہ قامت تھے۔ اپنے عمر رسیدہ ساتھی سے انکا رنگ صاف تھا اور ایک قلمدان آگے رکھا ہوا تھا۔ انکی پوشاک کسی قدر دستار دار تھی اور چہرہ رخ کا خمیدہ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ ـ جو خود اپنی مدد کرین۔ اس کی تشریح مفصلہ ذیل قصہ سے ہوتی ہے ایک مرتبہ ایک شخص نماز ادا کرنے کے لیے ایک مسجد میں داخل ہوا جہاں کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ پر چھوڑ دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کس کی حفاظت میں چھوڑا؟ اوس شخص نے جواب دیا کہ توکلت علی اللہ آپنے ارشاد فرمایا اعقلھا وتوکل علی اللہ یعنی اوسکا پیر باندھ دے اور خدا پر توکل کر۔ غرض یہ ہے کہ اسلامی فلسفہ اس بارہ میں سکھلاتا ہے کہ لوگون کو چاہیے کہ حتی الامکان کوشش کرین اور باقی خدا کے سپرد کرین۔ اس بات کی اوسین کبھی امید نہ کرنی چاہیے کہ جو بونے سے گندم پیدا ہوگا۔

جن پر عربی لکہی ہوئی تہی سامنے تہے - بادشاہ کی بائین طرف ایک اور شخص تہے کشیدہ بینی ڈاڑہی سنہری تہی سوجہین ابرو موٹی تہین - اور چہرہ سے مہربانی اور رحمدلی کے آثار نمایان تہے - لیکن اون دونون کی بہ نسبت جنکا مین ذکر کرچکا ہون انمین تدبر زیادہ پایا جاتا تہا اور سب سے زیادہ درازقد ہی تہے اونکے نزدیک ایک درہ بہی رکہا ہوا تہا - اونکے بعد ایک اور شخص تہے نہایت حسین اور شکل وصورت مین بہ نسبت اوروں کے شاہ سے زیادہ مشابہ تہے - قدیم زمانہ کے فوجی افسرون کی طرح اونکی پوشاک تہی اور شمشیر ہاتہہ مین تہی - اونکے چہرہ سے نہایت ہوشیاری پائی جاتی تہی اور اون کا انداز سپاہیانہ تہا لیکن سب سے زیادہ پست قامت تہے - جسوقت کہ مین بادشاہ اور اونکے چار ساتہیون کی خدمت مین حاضر ہوا مین نے دیکہا کہ ایک کہڑکی کہلی جو کہ اسی کمرہ مین لگی ہوئی تہی اور ایک اور شخص سامنے لایا گیا - شاہ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا اور اوس نے جواب دیا "اگر بادشاہ ہوجاؤن تو مین دوسرے مذہبون کے معابد سب منہدم کردونگا - اور اونکی جگہہ مسجدین تعمیر کراؤنگا" اس جواب سے بادشاہ ناخوش نظر آئے اور فرشتون کو حکم دیا کہ اوسے لیجائین جسکی کہ فوراً تعمیل کیگئی - پہر مجہہ سے بہی سوال کیا گیا مین نے کہا - مین انصاف کرونگا اور شرک توڑ کر کلمہ جاری کرونگا" میرا جواب سنکر چارون ساتہیون نے نظر عنایت سے میری طرف دیکہا جس سے معلوم ہوتا تہا کہ میرے بادشاہ بنانے پر وہ رضامند تہے - اوسیوقت میرے دل مین یہ خیال بہی پیدا ہوا کہ وہ بادشاہ سرور دوعالم حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تہے اور جو دو صاحب اونکی داہنی طرف تہے وہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم تہے - اور بائین جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ تہے - اس کے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور یہ خیال کرکے نہایت خوشی ہوئی کہ پیغمبر خدا اور اون کے چارون خلفا نے جن کے متعلق بادشاہان اسلام کی تقرری ہے مجہے امیر منتخب کیا -

دوسرا واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک دن اپنے ہموطنون کی مصیبتیں سنکر مجھے آنا صدمہ ہوا کہ خواجہ احرار کے مزار مقدس پر اونکی روح سے امداد چاہنے کے لئے گیا۔ اپنی زندگی کی مایوسیوں اور تکلیفوں پر خوب رویا اور تھک کر فرش مزار پر سو گیا۔ خواب دیکھتا ہون کہ اون بزرگ کی روح نمودار ہوئی اور مجھسے کہا کہ کابل جا تو امیر ہوگا۔ اس مزار سے ایک جھنڈا لیجا اور اپنی فوج کے سامنے نصب کر دے تجھے ہمیشہ فتح رہیگی۔ میرے پاس جھنڈا اب تک موجود ہے اور میری فوج کو کبھی شکست نہین ہوئی ہے۔

باب یازدہم

میرے عہد حکومت کی لڑائیان

اوسی سال جبکہ ایوب خان کو شکست ہوئی[51] جسکا اوپر ذکر کر آیا ہون ایک دوسرے سردار سے بھی مجھے جنگ آزمائی کرنی پڑی۔ یہ شخص سید محمود باشندۂ کنڑ[52] تھا

[51] سنہ ۱۸۸۱ع میں۔

[52] ہندوستانی سرحد کے قریب کابل کے شمال و مشرق میں ایک صوبہ ہے۔ سید احمد جس نے کہ ہندوستان کی سرحد پر کچھ تکلیف دی تھی اسی سید محمود کا بیٹا ہے۔ گورنمنٹ ہندوستان نے اوسکا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور سنہ ۱۸۹۵ع میں وہ کابل چلا گیا۔ آجکل امیر کے مقربوں میں سے ہے

وزیر محمد اکبر خان کا داماد اور اسلیئے شیر علی خان کی جماعت کا طرفدار تہا - میری تخت نشینی کے وقت اوس نے اپنے آپ کو شاہ کنٹر قرار دیا جو کہ اوس کا علاقہ سمجہا جاتا تہا کنڑ سے چھہ میل کے فاصلہ پر وادی نامی ایک پہاڑی پر اوس نے سکونت اختیار کی تہی اور جب مین قندہار کی طرف روانہ ہوا تو میری کنڑ کی سرکش رعایا سے چار یا پانچ سو ساتہی لیکر میرے ملک پر حملہ کیا - اس بیوقوف کا خیال تہا کہ چار یا پانچ سو آدمیون کی امداد سے جن کے پاس صرف پرانی وضع کی بندوقین تہین بادشاہ بن جائیگا - میری طرف سے سردار عبد الرسول خان اور میر شاکل نے اوس کا مقابلہ کیا لیکن وہ نہ لڑا اور اوسی پہاڑی پر واپس جاکر کنڑ کے جاہل جو شیلے لوگون سے سازش کرتا رہا - اس ذریعہ سے ایک بڑی جماعت اوس کے ہمراہ ہوئی اور چہہ مہینے بعد اوس نے پہر بغاوت کی - اوسوقت مین فتح قندہار سے واپس آچکا تہا - غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار اور عبد الغفور خان کو سید محمود سے مقابلہ کے لیئے مقرر کیا - میرا سپہ سالار میدان جنگ مین گہوڑے سے گر پڑا اور اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن میرے بہادر سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ محمود مجبور ہوکر ہندوستان کی طرف بہاگا - غرضکہ اوسے قطعی شکست ہوئی اور جو لوگ کہ اوسکے مددگار تہے اونکے مکان جلا دیئے گیئے -

اوسی سال یعنی ۱۸۸۱ء مین شیر خان پسر میر احمد غلزائی نے اپنے تئین امیر شیر علی مشہور کیا اور لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ اوسے امیر شیر علی تسلیم کر کے میری مخالفت کرین لیکن زیادہ فساد نہین کرنے پایا تہا کہ قید کر لیا گیا اور اوسی حالت مین مر ہی گیا -

۱۸۸۲ء مین مفصلہ ذیل چہوٹی چہوٹی لڑائیان پیش آئین -

دلاور خان والی میمنہ نے جو اپنے آپ کو ایوب خان اور شیر علی خان کے خاندان کا مددگار سمجہتا تہا جب دیکہا کہ ایوب خان نے مجہسے شکست کہائی اور اب اوس کی آزادی قایم نرہےگی اس لیئے کہ

یہ تنہ میری قلمرو میں تھا تو اوسنے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی کہ مجھسے دور اور علیحدہ رہے اس خیال سے اوس نے پہلے روسی اہلکاروں کو لکھا لیکن اون سے کسی قسم کی اعانت نہ پاکر سر رابرٹ سنڈیمن گورنر جنرل بلوچستان کو خط بھیجا کہ برٹش گورنمنٹ کا تابعدار ہوں امداد کیجائے وہاں سے جواب ملا کہ امیر عبدالرحمن خاں کی اطاعت قبول کرو اسلیے کہ تمہارا ملک کے مطابق سے جو انگریزی گورنمنٹ اور روسی حکومت افغانستان کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دیسکتی ہے اس طرح وہ اپنی حماقت کا ثمرہ پانے کے لیے تنہا چھوڑ دیا گیا میں نے اپنے گورنر ترکستان محمد اسحاق خاں کو ہدایت کی کہ دلاور خاں کی سرکوبی کے لیے فوج بھیج دے جس کی اوسنے تعمیل کی لیکن اعلا لکھا کہ والی شغنان نہایت طاقتور ہے اور اس کا مغلوب ہونا مشکل ہے۔ میرا یقین ہے کہ اسحاق خان مجھسے چال چل رہا تھا اور جس زمانہ میں کہ میں اوسے جانثار وفادار اہلکار تصور کرتا تھا وہ واقعی نمک حرامی کرتا تھا۔ یہ خیال بعد کو صحیح ثابت ہوا۔

میر یوسف علی سردار شغنان اور روشن[1] پر بھی اسی سال فوج کشی کی گئی جس کے اسباب یہ تھے۔

گو میر یوسف علی نے آپ کو آزاد حکمراں قرار دیا تھا تاہم اوسپر اوسنے قناعت نکی۔ اوسنے خیال کیا کہ آیندہ میں اوسکا ملک اپنی عملداری میں شامل کرونگا۔ اسنے روکنے کے لیے اوسنے [illegible] واسطے خوقند سے نامہ و پیام کیا اور نیز گورنمنٹ روس سے ڈاکٹر البرٹ ریگل روسی

[1] وہ چھوٹی پہاڑی ریاستیں ہیں جنکی وسعت پامیر سے [illegible] بالا تک ہے۔ ان دونوں میں نہایت اتفاق ہے۔ میر شاہ یوسف علی انکا سابق فرمانروا شاہ خاموش کی اولاد سے تھا جو کہ بخارا کے ایک درویش گروہ میں اور ان ہی نے اہل شغنان کو مشرف باسلام کیا اور میر اون پر حکمران ہوگئے وسط ایشیا کے دیگر سرداروں کی طرح یہاں کے ولیسی فرمانروا بھی آپکو سکندر اعظم کی اولاد سے کہتے ہیں سکندر ذوالقرنین کے قصے ابتک [illegible] بالا کے چاروں طرف ملک میں مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ سکندر نے

سیاح کی اوسنے شغنان مین دعوت کی اور اوس سے یہ شکایت کی کہ امیر افغانستان میرے ملک کو اپنی عملداری مین شامل کرنا چاہتے ہین اور مین اسپنے تئین زیر حفاظت گورمنٹ روس خیال کرتا ہون اپنی سازشون کی وجہ سے جو تکلیف کہ اوسنے مجھے دی تھی اوسے مین اور زیادہ برداشت نہین کرسکتا تھا اور اسی فکر مین تھا کہ موقع پاکر اوسے اسکی سزا دونگا - اس مرتبہ میرے مخبرون نے جو کہ خوقند - روشن - شغنان اور بخارا مین تھے مجھے اوسکے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ اوس نے روسی گورمنٹ کی اطاعت قبول کرلی ہے - اونھون نے یہہ بھی بیان کیا کہ اوسنے روسیون کو اپنے ملک مین بلایا ہے - یہ سنکر مجھے تشویش ہوئی اسلئے کہ اگر روسیون کا روشن اور شغنان پر قبضہ ہوگیا تو مین اونہین وہان سے نہ نکال سکونگا اور میری گورمنٹ محفوظ نرہے گی - اس لیئے مین نے جنرل قتال خان اور سردار عبداللہ خان گورنر قتاغان کو حکم دیا کہ میر یوسف علی پر فوج کشی کرین - تھوڑی سی لڑائی کے بعد میر قید کرلیا گیا اور معہ اپنے اہل وعیال کے کابل لایا گیا - اس کے بعد مین نے گلعذار خان قندہاری کو وہان کا گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب کہ ایک روسی افسر آئیونوف جسے میر نے فوج کے ساتھہ بلایا تھا پہونچا تو میرا گورنر پہلے ہی سے موجود تھا - اس حصۂ ملک پر روسی دعوی کئی سال تک رہا اور اس کا صاف صاف تصفیہ صرف سر مارٹیمر ڈیورنڈ کی سفارت کے زمانہ مین ہوا جو کہ ۱۸۹۳ء مین کابل آئی تھی -

لقبیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴ - دنیا کے تمام حصے فتح کرنے کے بعد اپنے اکابرین سے صلاح لی اور کہا کہ میرے لیئے ایک ایسی جگہہ تلاش کرو جہان کہ اوس زمانہ کے سلاطین نہ پہونچ سکین تاکہ اپنی اولاد کو مین وہان رکھون - مشیر کارون نے بدخشان کو منتخب کیا - تاریخ رشیدی کی ایک روایت یہہ ہے کہ ایک مشہور ساحر نے جس نے کہ سکندر کی فتح بغداد مین امداد کی تھی خود سکندر پر جادو کیا اور دروازلیجا کر قلعۂ خم مین مقید کیا - کئی سال بعد سکندر کی بیٹی دیوا پری نے جڑیا بنکر اپنے والد کا پتہ لگایا اور سکندر کو رہا کیا تھا

ٹہولیر

ان صوبون پر قابض ہو کر میں نے اوس ظلم و تعدی کو بالکل موقوف کر دیا جو کہ میرے زمانہ مین رعایا پر ہوا کرتا تھا اور غلامی کی سخت و ناقابل برداشت رسم کا بھی خاتمہ کیا وہان کے سابق فرمانرواؤن کی بُری عادات و خصائل کا زائد ذکر مین نہین کرون گا اسلئے کہ گذشتہ کتاب مین اونکی کافی تشریح کر چکا ہون۔

سنہ ۱۸۸۳ء مین شنواری قبیلوں نے جو جلال آباد کے جنوب و مشرق سڑک پیشاور کے اِدھر اُدھر آباد ہیں اور جنہوں نے امیران کابل کو ہمیشہ تکلیف دی ہے مجھے از حد پریشان کیا۔ سالہا سال سے اونکی عادت تھی کہ قافلے لوٹ لیا کرتے تھے مسافروں کو قتل کر ڈالتے تھے اور دہقانون کا مال و متاع اور اونکے گلے چھین لیتے تھے۔ امیر شیر علی خان مرحوم کے زمانہ حکومت مین ان قزاقوں کی لوٹ مار کی وجہ سے پیشاور کی سڑک نہایت خوفناک تھی۔ بلکہ کابل تک ایسی سڑک پر کوئی شخص بلا خوف جان و مال نہیں جاسکتا تھا۔ اسلئے مین نے ضروری سمجھا کہ ان زیادتیون اور خطرون کو ٹھکانے لگانا چاہیے جسکا ہمیشہ اون لوگون کو خوف رہا کرتا تھا جو کہ ان قبیلوں سے کاروبار رکھتے تھے۔

سنہ ۱۸۸۳ء کے موسم سرما میں اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو کابل کا گورنر مقرر کر کے خود جلال آباد گیا تاکہ وہان کی انتظامی حالت درست کرون اور امن و امان قائم کرون لہٰذا مین نے شنواریوں کے سردار اور ملاؤن کو طلب کیا اور اون سے نہایت نرمی اور ملائمت سے دوستانہ طور پر یون گفتگو کی کہ خدا اور اوسکے رسول کی مرضی اور احکام کے خلاف ہے کہ تم دوسرے مسلمانون کا مال لوٹو اور راہزنی کرو گو میں نے حتی الامکان اونہین اونکی خراب عادتون سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن اتنے عرصہ دراز سے وہ غارتگری کے عادی ہو رہے تھے کہ میری اصلاح نے

اون پر مطلق اثر نکیا - یہ کہنا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ شاہ احمد جو امیر شیر علی خان کے زمانہ مین جلال آباد کا گورنر تہا اون لوگون کو ہمیشہ سزا دیا کرتا تہا جو کہ شنواریون کی لوٹ مار کی شکایت کرتے تہے اور اس بنا پر کہ شکایت کرنے والے اوس مین اور شنواریون مین تفرقہ ڈالنے کے لیئے ایسا کرتے ہین -

آخر ش اونکی سرکشی سے عاجز ہوکر اور یہ دیکہکر کہ میری فہمایش کا مطلق لحاظ نہین کرتے اور ملک مین اوسی طرح لوٹ مار جاری ہے مین نے اونکی سرکوبی کے لیئے تیاریان شروع کین - اسی زمانہ مین نور محمد پسر سردار ولی محمد اور صالح خیل قبیلہ کے مشہور ڈاکو ساوو داد و شنواریون سے مل گیئے جسکی وجہ سے اون کی جمعیت میری فوج کے مقابلہ مین پندرہ ہزار ہوگئی - مین نے غلام حیدر خان کو جو آجکل ترکستان کا سپہ سالار ہے - معہ تین پلٹن پیدل ایک رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانہ کے اون سے لڑنے کے لیئے مقرر کیا - میری رعایا نے جو سڑک پشاور کے قریب و جوار مین آباد تہی درخواست کی کہ اوسے باغیون سے لڑنے کی اجازت دیجائے اسلیئے کہ وہ اون کی لوٹ مار سے تنگ آگئی تہی لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میرا فرض ہے کہ جو لوگ میری رعایا کے امن مین خلل انداز ہون اون کو سزا دون چار لڑائیان چار مختلف مقامات پر ہوئین جن کے نام یہ ہین - حصارک - آچین - منگل - اور منگو خیل - ائین سے ہر لڑائی مین باغیون کو شکست ہوئی اور اون کے بہت سے آدمی مارے گیئے اور زخمی ہوئے - اسکے بعد باقی باغی قبیلون نے میری اطاعت قبول کی - منگو خیل یا تو بالکل مارے گیئے یا تراہ بہاگ گیئے -

مین نے حکم دیا کہ جو باغی لڑائی مین مارے گیئے تہے اون کے سرون سے دو بڑے بڑے مینار بنائے جائین - ایک جلال آباد مین اور دوسرا شاہ احمد کی سنگو شت کے مقام پر

جس نے کہ اونہین پہنکا یا تہا تا کہ اون میناروں کو دیکہکر لوگوں کو عبرت ہو کہ جو لوگ مسافرون کو قتل کرتے ہین اونکو یہ سزا ملتی ہے - پشتو زبان کا ایک شعر ہے جس سے گذشتہ اریون کی شمائل کا پتہ لگتا ہے - اوسکا ترجمہ یہ ہے -

گر دو صد سال کستی رنج و دہی حرمت خویش را	مار دشنواری و بتقریب تشو و دوست تو

اسی سال یعنی سنہ ۱۸۸۳ء کے آخر مین منگل اور زرمت[۵۱] کے قبیلون نے بغاوت کی - اس بغاوت کے اسباب کا ذکر دوسری جگہہ کیا گیا ہے اور یہی بغاوت آیندہ خانہ جنگیون کا باعث ہوئی - اسکے علاوہ چند فراری[۵۲] ہی لوگون کے بہکانے کے بانی تہے جنرل سیف الدین کو سردار مقرر کر کے ایک فوج کابل سے بغاوت کے فرو کرنیکے لیئے بہیجی گئی یہ جنرل شیر علی خان کے اون کابل اور بیوتوت افسرون مین سے

[۵۱] یہ دو ن صوبے سلطنت افغانستان کے ماتحت کابل کے جنوب و مشرق مین سرحد ہندوستان کے قریب واقع ہین -

[۵۲] فراری کے لغوی معنی بہاگنے والے کے ہین یہ لفظ اصطلاح مین اصطلاح استعمال ہوتا ہے (۱) جو لوگ اپنے ملک سے بہاگ کر اپنی جان بچاتے ہیں اونہیں فراری کہتے ہیں (۲) جو لوگ سرکاری حکم سے جلا وطن کر دیئے جائیں وہ بہی فراری کہلاتے ہیں اور بعض وقت اخراجی - (۳) وہ لوگ جو کہ اپنے سردار یا بادشاہ کے ساتہہ اپنا ملک چہوڑ کر کہیں چلے جائیں اونہین بہی فراری کہتے ہیں مثلاً وہ سب لوگ اعلیٰحضرت اون تک جو امیر کے ساتہہ روس گئے تہے امیر کے فراری کہلاتے ہیں اور نیز وہ لوگ جو اونکے رفیقون کے ساتہہ مثلاً ہمراہی ایوب خان ہندوستان میں یا اسحاق خان کے ساتہہ روس مین ہین دونون کے فراری ہین - (مولف)

سمجھا جو اس امر کے عادی ہو گئے تھے کہ تنخواہ لیا کرین اور کوئی کام نکرین - اسی اصول پر عمل کر کے یہ شخص باغیون سے نہ لڑا اور اسوجہ سے اپریل ۱۸۸۴ء مین قید کر کے کابل واپس لایا گیا دوسری فوج زیر حکم جنرل قتال[۵۱] خان اور ملا جیلی اوسکی جگہہ بھیجی گئی کیقدر لڑائی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی اور اونہون نے میری اطاعت قبول کرلی - اوسوقت سے اب تک وہ میری نہایت صلح پسند رعایا ہین -

۱۸۸۴ء مین یہ ضروری معلوم ہوا کہ دلاور خان والی میمنہ کے حواس درست کئے جائین جس نے کہ اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تہا اور جس کے مقابلہ مین محمد اسحاق خان نے فوج بھیجی تہی جسکا کچھہ نتیجہ نہوا جیسا کہ کسی گذشتہ باب مین ذکر ہوچکا ہے اس مرتبہ مین نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اوسے علیحدہ رہنے کا موقع نہ دیا جاے اسلیئے مین نے حکم دیا کہ علیحدہ علیحدہ دو فوجین میمنہ پر چڑہائی کرین - ایک اون مین سے ہرات سے زیر کمان بریگیڈیر زبردست[۵۲] خان بھیجی گئی جس مین ایک پلٹن ہراتی پیدلون کی دو سو سوار اور چہہ توپین تہین -

---

۵۱ ۱۸۹۵ء مین قضا کی - یہ مشہور سپہ سالار غلام حیدر خان کا بھتیجا تہا غلام حیدر خان نے بہی ۱۸۹۸ء مین انتقال کیا -

۵۲ - یہ افسر اب ملازمت سے کنارہ کش ہوگیا ہے اوسکے والد میر عالم خان قندہار کے گورنر اور چہوٹے بہائی قابچی باشی یعنی دربار شاہی کے حاجبون کے سردار ہین - یہ ایک دوسرا عہدہ ہے اور اسمین کام صرف شاہی درباریون کے لیے کرسیان وغیرہ آراستہ کرنا اور نیز اون کو حضور مین پیش کرنا ہے جو کہ شاہ سے ملاقات کرنا چاہین - اس محکمہ کا اول افسر میر عرض یا ایشک آقاسی کہلاتا ہے اس عہدہ پر اس وقت سردار عبد القدوس خان فاتح ہرات جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ممتاز ہین - جب سرکاری اہلکار یا سرکاری مہمان یا رعایا مین سے کوئی شخص سردار یا دوسرے ملک کے لوگ اپنے

یلنگ توش خان ایک جمشیدی سردار بھی معہ چہ سو ملیشیا سپاہیون کے زبردست خان کے ہمراہ گیا۔ یہ فوج ہرات سے تاریخ ۱۰ اپریل میمنہ روانہ ہوئی۔ ساتھہ ہی مین نے محمد اسحاق خان کو حکم دیا کہ بلخ سے پانچ ہزار سپاہی لیکر روانہ ہون۔ قلعۂ میمنہ نہایت مستحکم ہے لیکن چار روز کے محاصرے اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد باغیون نے اطاعت قبول کرلی۔ دلاور خان اپنی حرکات بد کی وجہ سے قید کرکے کابل لایا گیا۔ میر حسین خان جو دلاور خان کی قید مین تھا رہا کیا گیا اور بجاے اوس کے میمنہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔

اوسی سال جبکہ درحقیقت مین کابل اور مملکت افغانستان کا معاون تین صوبون کے مالک ہوچکا تھا جو اوس سے علیحدہ ہوگئے تھے یعنی ہرات ایوب خان کے قبضہ میں تھا۔ قندہار شیر علیخان کے پاس تھا اور میمنہ دلاور خان کے پنجہ مین تو مین نے ضروری سمجھا کہ میرے ملک کی حدود کی نسبت دوسری سلطنتون سے تصفیہ ہوجائے۔ اس سرحدی معاملہ کا ذکر مین ایک علیحدہ باب مین کرونگا یہان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹۔ کسی کام کے لیے یا کار سرکار از خود یا امیر کے طلب کردہ ملاقات کے لیے آتے ہین تو دربار کے کمرے کے باہر قیام کے کمرے مین ٹھہرتے ہین اوسوقت نائب حاجب اونکا نام پوچھتا ہے اور ضرورت سوقع ملاقات کی غرض دریافت کرتا ہے۔ نائب صاحب تمام حالات قاپچی باشی سے کہتا ہے یا اگر وہ حیرتیا مہو تو ایشک اقاسی کو اطلاع دیتا ہے جو کہ ہر وقت صبح اور شب کے وقت سے حسا کو سونے تک امیر کے پاس رہتا ہے۔ اسکے بعد امیر کو اطلاع دیجاتی ہے اور وہ شخص یا تو اندر بلا لیا جاتا ہے یا ملاقات سے انکار کردیا جاتا ہے۔ اسلیئے ہر شخص کو امیر تک قاپچی باشی یا ایشک اقاسی کے ذریعہ سے جانا پڑتا ہے۔

مولف

صرف اسلیئے اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسی کے متعلق ایک واقعہ کی وجہ سے ایک لڑائی لڑنی پڑی -

سلطنت برطانیہ وحکومت افغانستان نے روسی گورنمنٹ کے ساتھ ایک سرحدی کمیشن مقرر کی کہ روس وافغانستان کے درمیان حدود بندی کی جائے انگریزی سفارت کے افسر اعلی سر پٹر لمسڈن تھے - اس کے متعلق واقعات متذکرہ ذیل قابل غور ہین -

اولاً یہ کہ روسی گورنمنٹ انگریزون کے ساتھ میرا دوستانہ برتاو دیکھکر زیادہ خوش نہ تھی اور سمجھتی تھی کہ مین اوسکا مخالف ہون - لیکن مین اس کا اعتراف کرتا ہون کہ جو عنایت و مہربانی کہ روسیون نے مجھپر کی جس زمانہ مین کہ مین اونکی عملداری مین تھا اوسے مین ہرگز نہین بھولا ہون - تاہم مجھے انگریزون کے ساتھ دوستانہ سلوک رکھنا فرض ہے اور یہ دو سبب سے - (۱) چونکہ مجھسے اور اون سے اقرارنامہ ہوچکا ہے اور (۲) میرا اور میرے ملک کا اس مین فائدہ ہے -

دوم - روسیون کو بُرا معلوم ہوا کہ گورنمنٹ افغانستان نے اتنی جرارت کی کہ حدود بندی کے ذریعہ سے اونکی دست درازی روکنے کی تدبیر کی -

سوم - وہ چاہتے تھے کہ روس وافغانستان اپنی سرحد کا تصفیہ آپس مین کرلین انگلستان افغانستان کی طرف سے دخل نہ کرسکے -

چہارم - میرا راولپنڈی جانا روس کو نہایت ناگوار ہوا تھا اسلیئے کہ انگریزون کے سنہ ۱۸۸۰ع مین کابل سے چلے آنے پر روسی اخبارون نے مشہور کیا تھا کہ انگریز اپنی خوشی سے اور عبدالرحمن سے صلح و آشتی کے ساتھ وہان سے واپس نہین آئے تھے بلکہ شکست کھاکر بھاگے تھے - میرے راولپنڈی جانے کی ایک خاص

وجہ یہ تھی کہ مین ان غلط بیانیون کی تردید کرنا چاہتا تھا اور روسیون کو دکھلانا چاہتا تھا
کہ مین انگریزون کا دوست ہون - نیز یہ کہ میرے اور سلطنت برطانیہ کے تعلقات
پیشتر سے بھی زیادہ پختہ ہو گیے ہین -

مذکرۂ بالا وجوہ سے اور نیز اوس معمولی پالیسی کی وجہ سے جسکے مطابق روسی
مشرق کی طرف پیشقدمی کرتے ہین - روسی فوج کا ایک دستہ پنج دہ کی طرف
بڑہا - مجھے اس خطرہ کا پہلے سے خیال تھا اور اس لیے مین نے مناسب
سمجھا کہ ایک بڑی فوج بہیجدون کہ روسیون کو پنج دہ پر قبضہ کرنے سے باز رکہے جیسا کہ
مین نے اس سے پیشتر بھی شغنان و روشن کی فوج بہیجکر آئیونوف کو باز رکہا تہا -
لیکن جسقدر زیادہ مین نے اس ضرورت کو انگریزی گورنمنٹ کے ذہن نشین کرنا
چاہا اوسیقدر میری درخواست کی کم شنوائی ہوئی - انگریزون نے جو جواب دیا وہ
یہ تہا کہ چونکہ افغانی فوج کے قبضہ مین ہے - روسیون کی مجال نہین کہ اوسے
چہو سکیں ۔ صرف یہی نہین بلکہ پنج دہ کی حفاظت کے متعلق انگریزون نے یہانتک
اطمینان دلایا کہ بتاریخ ۲۱ نومبر ۱۸۸۴ع - سر پیٹر لمسڈن نے مجھے خط لکھکر ذمہ داری کی
کہ روسی اور افغانی فوجون مین لڑائی نہ ہونے دینگے - اس درمیان مین روسی فوج
تیزی کے ساتہہ آگے بڑہتی گئی - اور ۱۳ مارچ ۱۸۸۵ع کو غزل تپہ پہونچکر اوس مقام
کو مستحکم کیا - افغانی فوج دریاے جیحون کی بائین جانب بمقام آق تپہ تھی - اس
مین صرف ایک سو چالیس توپچی - چار برنجی اور چار کوہی توپین اور تہوڑے پیدل
تھے - ۳۰ مارچ کو افغانی فوج پل خشتی پر تھی اور روسی فوج ایک میل کے فاصلہ
پر غزل تپہ تھی - ۲۹ مارچ کو جنرل کماروف نے افغانی جنرل کو پیغام بہیجا کہ اپنی فوج
دریا کے داہنے کنارہ کی طرف ہٹا لو ورنہ لڑائی ہوگی اور افغانی فوج پر حملہ

کیا جائیگا۔

اسوقت تک انگریزی سفارت کے افسر اور سپاہیون نے میری فوج کے افسرون کو ہر طرح یقین دلایا تھا کہ اگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹو تو خیال نہین کہ روس تم پر حملہ کرے اور اگر بلا تمہاری جانب سے زیادتی ہوئے روسی فوج نے لڑائی چھیڑ دی تو گویا دونون طاقتون مین جو معاہدہ ہے اوس کے خلاف ورزی کارروائی ہوگی جس کا کہ روسیون کو ذمہ دار ہونا پڑے گا۔ میرا جنرل غوث الدین خان جس کو مین نے سخت تاکید کی تھی کہ خلاف صلاح افسران سفارت انگریزی کوئی کام نکرے اونکے وعدون کی وجہ سے مطمئن ہوکر اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ دوسرے دن ۳۰۔ مارچ کو روسی فوج کے پورے بریگیڈ نے اوس تھوڑی افغانی فوج پر حملہ کیا اور انگریزی اہلکار یہ سنکر معہ اپنی فوج اور دوسرے ساتھیون کے ہرات کی طرف بھاگ گئے۔

جنرل غوث الدین خان اور میری فوج کے دیگر افسرون نے انگریزی اہلکارون کو اونکے وعدے یاد دلائے اور کہا کہ ہمین تنہا لڑنے کے لیے نہ چھوڑو لیکن اس سے انگریزون کا بھاگنا موقوف نہ ہوا۔ افغانون نے یہانتک کیا کہ انگریزون سے روسیون کے مقابلہ کے لئیے بندوقین مانگین اسلئیے کہ روسی بریچ لوڈر افغانی بندوقون سے بہتر تھین۔ دوسرے افغانون کی بندوقین اور بارود بارش اور رطوبت کی وجہ سے بھی خراب ہو رہی تھین اور زیادہ لیکار آمد نہ تھین۔ لیکن انگریزون نے جنہون نے کہ امداد کا وعدہ کیا تھا بندوقین دینے سے انکار کیا اور ان تھوڑے سے بہادر افغانون کو تنہا لڑنے اور میدان جنگ مین مارے جانے کے لئیے چھوڑکر آپ بلا تامل ہرات کی طرف بھاگ گئے۔ مین نے ایک اور حکایت بھی سنی ہے گو مین اوس کے صحیح ہونے کی ذمہ داری نہین کرتا وہ یہ ہے کہ انگریزی

فوج اور اہلکار اسقدر خوف زدہ ہوگئے اور گھبراہٹ اور دیوانگی کے ساتھ بھاگے کہ دوست
دشمن میں تمیز نہ کرسکے اور شدت سردی سے اونکے بعض ہندوستانی ملازم
ٹٹوؤں سے گر پڑے اور مرگئے بعض اہلکار بھی اپنے گھوڑوں سے گر کے
لیکن میں اون کے نام نہ لونگا۔ مگر افغانی فوج کے بہادروں نے جنہیں کہ اپنے
افغان ہونے کا فخر تھا اپنی عزت اسی میں سمجھی کہ اسقدر لڑے کہ بہت سے اونمیں
سے مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ لیکن افسوس کہ خراب ہتھیاروں اور اپنی قلیل التعدادی
کی وجہ سے وہ کچھہ نہ کرسکے اور شکست کھا کر صرف تھوڑے سے ہرات پہونچے۔
انگریزوں کے اس سلوک نے افغانوں کے دلوں میں اون کی عزت و وقعت کم کردی
ہے اور اوس کا اثر آجتک باقی ہے۔ میں نے اپنی قوم کو یہ یقین دلانے کی نہایت
کوشش کی کہ اوسوقت مسٹر گلیڈسٹون لبرل پارٹی کا سردار تھا اور انگلستان کی
گورنمنٹ اوسی کے ہاتھہ میں تھی یہی وجہہ تھی کہ ایسی کمزور پالیسی اختیار کی گئی ورنہ انگریز دنیا
نے ضرور روسیوں سے اس کا عوض لیا ہوتا۔ لیکن میری قوم نے اسے باور
نہ کیا اور کہا کہ آیندہ اگر ہم کسی دشمن سے لڑین تو ہمکو کیسے معلوم ہوگا کہ لبرل یا کنسرویٹو
جماعت کی حکومت ہے۔ نیز یہ کہ اگر لبرل پارٹی ہماری مدد نہیں کرسکتی تھی تو انگریزی
فوج اور سرداران سفارت نے ہم سے کیوں نہ کہدیا کہ اخیر وقت میں وہ بھاگ
جائینگے۔ کیونکہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ انگریز وعدہ خلافی کرینگے تو ہم لامحالہ ماتقدم ہم نے
کوئی دوسرا انتظام کیا ہوتا۔ یاد رہے کہ جبکہ ان باتوں کی ابتدا یعنی ۳۰ - مارچ تک
افغانی فوج کابل سے ہرات پنجدہ کی حفاظت کے لیئے باسانی پہونچ گئی ہوتی گو
کابل سے فوج بھیجنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لیئے کہ ہرات اور ترکستان میں
کافی فوج موجود تھی۔ سنو فلنگ روسیوں نے بتاریخ ۳۰ مارچ ۱۸۸۵ع جبراً پنجدہ پر قبضہ

کرلیا اور چونکہ اب تک اوسے واپس لینے کی کسی مین طاقت نہوئی وہ اب تک روسی قبضہ مین ہے -

مین اوس زمانہ مین لارڈ ڈفرن کے ساتھ بمقام راولپنڈی اسی قسم کے معاملات پر بحث کر رہا تھا اور اوسی شام کو جبکہ لارڈ موصوف نے مجھے اس امر کا یقین دلا یا تھا کہ اگر روسی افغانی عملداری مین قدم رکھینگے تو گورنمنٹ انگلس ضرور میری مدد کرے گی روسیون کے پنج دہ لے لینے کی خبر خود لارڈ ڈفرن نے میرے پاس بہیجی - لیکن مین وہ شخص نہین ہون کہ گہبرا جاؤن - آیندہ کے لیے اسے عمدہ سبق سمجھکر مین خاموش ہو رہا[1]-

اوسی ۱۸۸۵ع مین مین نے حکم دیا کہ اہل غلمان زیر حکومت افغانستان لائے جائین

[1] ۱۸۹۵ع مین جبکہ مسٹر کرزن (اب لارڈ کرزن وائسراے ہند) امیر سے گفتگو کر رہے تھے مجھے اپنے فرما نروا یعنی امیر اور اونکے درمیان ترجمان ہونے کا فخر حاصل ہوا - اثناے کلام مین امیر نے واقعہ پنج دہ کا ذکر کسیقدر تیزی اور سختی سے کیا لیکن مذاق و تفریح کے جامہ مین - تعجب کا مقام ہے کہ مسٹر کرزن نے بہی یہی جواب دیا کہ اون کی پارٹی کی اوس وقت گورنمنٹ نہ تھی بلکہ مسٹر گلیڈ سٹون کی - یہ سنکر امیر کہلکہلا کر ہنسے اور کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ مین مغیب نہین ہون اور نہ مجھے الہام ہوتا ہے جو یہ معلوم کرسکون کہ اگر پہر کبھی مجھپر مصیبت آئے تو اوس وقت لبرل یا کنزرویٹو گورنمنٹ ہوگی - پہر ابہی یہ بہی ثابت ہونا باقی ہے کہ وقت پر کنزرویٹو گورنمنٹ لبرل گورنمنٹ کی طرح کارروائی کرے گی یا اوسکے خلاف - امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کے انتظام مین ایک بات نہایت عقلمندی کی یہ ہے کہ جب کبھی غلطیان ہوتی ہین تو ایک نہ ایک پارٹی ایسی ہوتی ہے کہ جسپر تمام الزام عائد کیا جاے -

(مولف)

غاماں اون پہاڑوں کی چوٹی ہے جو کہ صوبہ لغمان[۱] کے شمال و مشرق مین واقع ہے۔ مین یہ چاہتا تہا کہ اہل غلمان میری حفاظت مین امن و امان رہیں اور اپنے ذاتی معاملات مین اونہین آزادی ہو لیکن اس کے ساتھہ ہی اون کا مالک ہونے کی ایک خاص وجہ اور تہی۔ وہ یہ کہ ہر شخص جو کہ جلال آباد[۲] کے قرب و جوار میں بغاوت یا خون کرتا یا دوسرے جرائم کا مرتکب ہوتا وہ اسی کوہ غلمان کی چوٹیون پر پناہ گزین ہوتا تہا۔ کوئی سڑک وہاں تک نہ تہی۔ نہ تو وہان توپین جا سکتی تہین اور نہ سوار اور پیدل چلنے والون کے لیئے نہایت تنگ راستہ تہا جسکی دونون طرف بڑے گہرے غار تہے۔ یہ راستہ اس قدر تنگ تہا کہ ایک ہی وقت مین صرف ایک

[۱] یہ ایک نہایت زرخیز اور شاداب حصہ ملک ہے جو کہ جلال آباد اور کابل کے درمیان لپتاور کی جانب کے شمال میں واقع ہے یہ لغمان کے نام سے مشہور ہے جو کہ لغمان سے بگڑا ہے افغانی مورخوں کا یہ بیان ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو شخص سب سے پہلے زمین پر اوترا وہ حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے مہتر لامک نامی تھے اور اونہی کے نام سے یہ صوبہ مشہور ہے مقامی کے قصبہ مہدرا کے قریب ایک شاہی قبر ہے جو لامک یا لامک پیغمبر کی بیان کی جاتی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ روایت کہان تک صحیح ہے۔ لیکن کابل میں عام طور پر لوگوں کو یقین ہے کہ جب شیطان بہشت سے نکالا گیا تو وادی لغمان میں پہینکا گیا اور اہل کابل کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ لغمان کے لوگ بڑے فریبی اور دغا باز ہوتے ہیں۔ لیکن لغمانی کہتے ہیں کہ شیطان اسمار نامی پہاڑی پر پہلے اوترا جو کہ شہر کابل کے مغرب میں واقع ہے اور اسیلئے کابلی لغمانی کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہیں زیادہ تر لوگون کا یہی یقین ہے کہ سب سے پہلے آدم اللہ کو مقام شیطان زمین پر اوترا میرے نزدیک اہل لغمان افغانستان کی تمام قومون سے کاروبار میں زیادہ ہوشیار ہیں لیکن شیطان واقعی کہاں پہلے اوترا اسکا تصفیہ خود تمہیں کرلینا

[۲] کابل و پشاور کے درمیان یہ خاص شہر ہے اور فوج کا بہت کوارٹر ہے۔ سنا ہشاد اکبر

شخص اوسپر چل سکتا تہا اور ایک بڑی فوج کے مقابلہ مین دو تین آدمی اوپر سے پتہر لڑہکا کر آسانی سے اوس کی پیشقدمی روک سکتے تہے اس لیے کہ کتنی ہی بڑی فوج کیون ہو صرف ایک ایک کر کے اوس راہ سے سپاہی گذر سکتے تہے یہی اہل غلمان کے مضبوط ہونے کا سبب تہا اور یہی وجہ تہی کہ اس سے پہلے کوئی اونہین مغلوب نہین کر سکا تہا۔

میری فوج کے سردار یہ تہے۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار۔ دوست محمد خان جبار خیل جو اسوقت نابینا ہے۔ میر شاگل جو آجکل میری ملازمت مین ہے۔ محمد گل خان جبار خیل جس نے ۱۸۹۶ء مین قیدخانہ مین انتقال کیا۔ اور محمد افضل خان جبار خیل جو نیز انتقال کر چکے ہین۔ اِن کے ماتحت دو قسم کے سپاہی تہے ایک تو باقاعدہ اور دوسرے ملیشیا کے جو کہ پہاڑی قومون کے تہے اور پہاڑ کی چڑہائی مین اونہین خاص ملکہ تہا۔ اندہیرے مین افسرون نے اِن سپاہیون کو رسون کے ذریعہ سے پہاڑیون کی ایک چوٹی پر کہنچا اور اوس راہ کے قریب نہ گیے جس پر کہ باغی قابض تہے۔ اور اس طرح بلا دشمن کو خبر ہوے اونہون نے اپنی فوج ایک جگہہ جمع کر لی اور حملہ کیا۔ باغیون کی تعداد زیادہ نہ تہی صرف ایک ہزار خاندان جو کہ وہان کی پوری آبادی تہی۔ تہوڑی سی لڑائی کے بعد اونہین شکست ہوئی اور اُنہون نے اس وعدہ پر صلح کر لی کہ آئیندہ بے شر و فساد صلح کے ساتہہ زندگی بسر کرینگے۔

لیکن ۱۸۸۶ء مین اونہون نے یہ عہد و پیمان توڑ ڈالا اور وہو کا دیکر میرے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۶ — نے اسے آباد کیا تہا اور پہلے جلال الدین کہلاتا تہا لیکن اب اونہی کے نام سے جلال آباد کہلاتا ہے۔

(سوکنڈ)

لفٹنٹ کرنل اور دو سو سپاہیون کو جو وہاں مقیم تھے قتل کیا - اس مرتبہ میرے سپہ سالار
نے حملہ کرکے اون کا ملک فتح کر لیا اور وہان کے سب باشندوں کو نکالکر ایک شخص
بھی نرہنے دیا - اون کے ملک کے عوض مین اونھیں اور مین گرشک - زرمت اور
خوست مین وطن سے دور دیگئی اور اونکی جگہہ لمغان اور دیگر صوبوں کے باشندے آباد
کیئے گئے - اس طرح اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لیئے تصفیہ[1] ہو گیا -

سنہ ۱۸۸۶ء و سنہ ۱۸۸۷ء کی عام بغاوت

میری تخت نشینی کے زمانہ سے جو لڑائیاں آجتک ہوئیں اون مین سے بعض تو
محض مختصر تھین اور نہایت تیزی کے ساتھہ بلا زیادہ تردد کے معمولی طرح و توجہ کے
ساتھہ طے کردی گئین اور کوئی نتیجہ بد اون سے نمودار نہوا - لیکن چند خراب و خطرناک

[1] افغانستان میں عام طریقہ جلاوطن کرنیکا یہ ہے کہ جب کوئی قبیلہ یا خاندان کسی ایسی سازش
یا بغاوت یا اور کوئی سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے کہ جس سے عام بغاوت کا خوف ہو تو اوسے
اوس صوبہ یا مقام سے جہاں وہ سکونت رکھتا ہے علیحدہ کر دیتے ہیں اور کسی دوسری
جگہہ بھیج دیتے ہیں - اس نئے مقام پر اوسے زمین اور مکان اوسی قیمت کے دیئے جاتے ہیں
جیسے کہ اوس نے وطن میں چھوڑے ہوں - بعض وقت اس قاعدہ کے خلاف جو عملدرآمد
ہوتا ہے مثلاً امیر کے وہ مخالفین جن کے احباب ہندوستان و روس مین اقامت گزیں ہوں
اپنے اون ہی احباب کے پاس بھیج دیئے جاتے ہیں -

(مؤلف)

تھین - علاوہ برین تمام ملک مین عام بغاوت کے آثار معلوم ہورہے تھے جن سے چار لڑائیان پیدا ہوئین اور وہ یہ تھین - (۱) ۱۸۸۱ع مین محمد ایوب خان سے قندہار مین لڑائی ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے - اُس وقت جاہل ملاؤن نے تمام لوگون کو بہکایا تہا کہ جیسے مذہبی لڑائیان لڑین لیکن اس مین انہین ناکامیابی ہوئی (۲) غلزئیون کی بغاوت جس کا ابہی ذکر کرونگا تقریباً دو سال تک قایم رہی (۳) محمد اسحاق خان کی بغاوت ترکستان مین ۱۸۸۹ع مین ہوئی - (۴) ہزارہ جات کی عام بغاوت جو سنہ ۱۸۹۱ع و ۱۸۹۲ع و ۱۸۹۳ع مین ہوئی - ہزارہ جات اور محمد اسحاق خان کی بغاوتون کا حال بعد کو لکہا جائیگا - اس وقت صرف عام غلزئی[۱] بغاوت کی کیفیت سے سروکار ہے -

اس عام بغاوت کے اسباب اور اون سے جو نتائج پیدا ہوئے وہ یہ تھے -

(۱) پہلا سبب جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون یہ تہا کہ شیر علیخان اور یعقوب خان کے زمانہ مین

---

[۱] غل پشتو زبان مین چور کو کہتے ہین اور زی بمعنی بیٹا - اس لفظ کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کیجاتی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک افغان بادشاہ کی لڑکی میر حسین نامی شاہزادہ پر عاشق ہوئی جو کہ جلاوطن کیا ہوا تہا اور بلا اطلاع اپنے والد کے اوس سے شادی کرلی - اس شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا - شاہ نے جب اس لڑکی کی نسبت تحقیقات کی تو اوسکی لڑکی نے کہا کہ چونکہ کوئی شخص نہین جانتا تہا کہ میرا شوہر شاہزادہ ہے اور اسلیئے آپ بظاہر ایک معمولی شخص سے میری شادی کرنے سے انکار کرتے حالانکہ مین جانتی تہی کہ وہ میرا ہم پایہ ہے مین نے آپکو مطلع نکیا - بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمہارے لڑکے کا نام اس صورت مین غلزئی ہونا چاہیئے اور تب سے اوس لڑکے کی اولاد غلزئی کہلاتی ہے اور اس وقت ملک مین ایک بڑی دلیر اور طاقتور قوم شمار کی جاتی ہے - اس قبیلہ مین عموماً عورتین خود اپنے لیئے

اوسکے خراب انتظام اور کمزوری کی وجہ سے تقریباً ہر ملا و خان اپنے آپکو مطلق العنان سمجھتا تھا اور دونوں اپنے تئیں شاہزادے و پیغمبر تصور کرتے تھے خصوصاً غلزئی ملا و خان اس مادہ میں سب سے اول تھے - افغانستان میں سب سے زیادہ طاقتور جنگجو اور جمع تھے - تعداد میں بھی ملک کے سب سے بڑے تین قبیلوں میں انکا شمار تھا یعنی درانی - ہزارہ اور غلزئی ترکمان بھی تعداد میں زیادہ ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہزارہ بھی منگولین قوم سے ہین لیکن افغان قبیلوں مین وہ داخل ہیں اسلیئے کہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں - اور ترکمانوں کی طرح علیحدہ نہیں ہیں - غلزئیوں مین بڑے ذی اختیار و باوقار خوانین تھے اور ایک پاس لڑنے والے لوگ بھی زیادہ تھے - یہ خوانین اور اوسکے سپاہی بڑے ظالم و جابر تھے اور اپنی رعایا کے ساتھ نہایت جور و تعدی کے ساتھ پیش آتے تھے - اونکے بیجا اختیارات - ضرورت سے زیادہ ٹیکس - لوٹ مار و غارتگری - قافلوں پر حملے - آپس کی متواتر خانہ جنگیاں اور عام طور پر خونریزی یہ سب باتین وہاں کے لوگوں کی بد صفتیں عیاں تھیں بلکہ اظہر من الشمس تھین اسلیئے یہ لازمی امر تھا کہ چونکہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے اس قسم کا تماشہ ہرگز جاری نہیں رکھ سکتا تھا مجھسے نفرت کریں اور میری حکومت تہ و بالا کرنے کے لیئے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھیں - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ ؎

اژدہا را بر یاسے راعی زہ مد	اگر بر سر ستر رہ انگو بد بسنگ

(۲) میں نے شیر جان توخی غلزئی کو جس نے سنہ ۱۸۸۱ء میں بغاوت کی تھی قید کیا تھا جسکا کسی پچھلے باب میں بیان ہو چکا ہے اور اسوجہ سے اوس کے اکثر احباب اور رشتہ دار مجھسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ - شوہر منتخب کرتی ہین اور حرم سرامیں بہ نسبت رہتیں شوہر کے انتخاب و نسبت کرنے اور شادی کی رسوم عجیب و غریب و نہایت دلچسپ ہین جس کا ذکر میں نے اپنی کتاب موسومہ "رسوم شادی و طرز معاشرت افغانان" مین کیا ہے اور جسے کو بعد شایع کرنے والا ہون - (مولف)

باہوش تھے۔

(۳) عصمت اللہ خان اور دیگر غلزئی خوانین امیر شیر علی خان کے خاندان کے پیوستہ رشتہ دار تھے اور اسیلئے امیر کے مخالفین سے ملے ہوئے تھے مختلف قبیلوں میں وہ سازش کر رہے تھے۔ جبکہ سپہ سالار عصمت اللہ خان سنہ ۱۸۸۲ء میں گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ غلزئی سردار تھا اور لوگوں کے بہکانے میں شریک تھا۔

(۴) مشک عالم مشہور ملا جسے مین موشی عالم کہا کرتا تھا۔ (اور یہ اوس کے اصل نام کی بہ نسبت زیادہ تر مناسب و موزون تھا اس لیے کہ اوس کا چہرہ بالکل موش کی طرح تھا اور اوسکی حرکات اس سے بھی ذلیل تر) ان مصنوعی غازیون کے ساتھ ملگیا تھا جو کہ رعایا سے جبراً روپیہ لیتے تھے یہ لوگ اپنے تئین غازی اور ملا اس لیے کہتے تھے کہ عوام الناس کی نظرون میں معزز و باوقار معلوم ہون۔ چونکہ وہ خود غلزئی تھے اور مین نے ان بیہودہ باتون کو موقوف کر دیا تھا اونہون نے اپنے اوس اثر کے ذریعے سے جو اونہین قوم غلزئی کے جاہل اور وحشی لوگون پر تھا مجھے تکلیف دینے کی کوشش کی۔ کئی سال تک وہ اس قسم کی سازشین کرتے رہے اور آخرش اونہون نے آتش بغاوت بھڑکائی جس کی وجہ سے بہت کشت و خون ہوا اور ہزار ہا شخص تباہ ہو گئے[۱]

[۱] امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ اس دنیا مین جتنی لڑائیان و کشت و خون جاہل ملاؤن کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی فرقہ کے ذریعے سے نہین۔ اون کا یہ بھی قول ہے کہ افغانستان مین ترقی کے مانع ہمیشہ یہی لوگ رہے ہین اسطرح کہ مذہب کے پیرایہ مین اس قسم کی تعلیم لوگون کو دیتے رہے ہین جو کہ عقائد و اصول اسلام کے بالکل خلاف ہے چونکہ یہ جھوٹے مقتدا ہے مذہب ہین جس قدر جلد نیست و نابود کر دے جائین بہتر ہوگا۔ امیر نے ایک یا دو بار ملاؤن کی ڈاڑھیان ایک دوسرے سے باندھکر پاؤن مین رسی باندھکر کھینچنے کا حکم دیا ہے۔

(مولف)

اونکے خراب انتظام اور کمزوری کی وجہ سے تقریباً ہر فلاوجان اپنے آپ کو مطلق العنان سمجھتا تھا
اور دونوں اپنے تئیں شاہزادے و پیغمبر تصور کرتے تھے۔ خصوصاً غلزئی ملا اور جوان اس بارہ میں
سب سے اول تھے۔ افغانستان میں سب سے زیادہ طاقتور جنگجو اور صحیح تھے۔ تعداد
میں بھی ملک کے سب سے بڑے تین قبیلوں میں انکا شمار تھا یعنی دُرّانی - ہزارہ اور غلزئی تاجکان
بھی تعداد میں زیادہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہزارہ بھی منگول نسل سے ہیں لیکن افغانی قبیلوں میں وہ
داخل ہیں اسلیئے کہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور تاجکوں کی طرح علیحدہ نہیں ہیں۔
ملازمتوں میں بڑے ذی اختیار و باوقار ہوتے تھے۔ اور اونکے پاس لڑنے والے لوگ بھی زیادہ
تھے۔ یہ خوانین اور اونکے سپاہی بڑے ظالم و جابر تھے اور اپنی رعایا کے ساتھ نہایت جور و
تعدی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اونکے یہ اختیارات۔ ضرورت سے زیادہ ٹیکس۔
لوٹ مار و غارتگری - قائم رکھتے تھے - آپس کی متواتر خانہ جنگیاں اور عام طور پر خونریزی یہ سب باتیں
وہاں کے لوگوں ہی پر منحصر عیاں - تھیں بلکہ اظہر من الشمس تھیں اسلیئے یہ لازمی امر تھا
کہ جو ملک میں اپنی آنکھوں کے سامنے اس قسم کا برتاؤ ہرگز روا نہیں رکھ سکتا تھا وہ بہت نفرت
کریں اور میری حکومت تہ و بالا کرنے کے لیئے کوئی دقیقہ - اوٹھا نہ رکھیں - بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ ؎

ازاں مار بر پائے راعی زند	که ترسد سرش را بکوبد بسنگ

(۲) میں نے شیر خان توخی غلزئی کو جسنے ۱۸۸۱ء میں بغاوت کی تھی قید کیا تھا جسکا کسی
پچھلے باب میں بیان ہو چکا ہے اسی وجہ سے اوس کے اکثر احباب اور رشتہ دار مجھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ - شوہر منتخب کرتی ہیں اور ہم سر ایسے بہت نہیں رکھتیں شوہر کے انتخاب و
نسبت کرنے اور شادی کی رسوم عجیب و غریب و نہایت دلچسپ ہیں جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب موسومہ
رسوم شادی و طرز معاشرت اہل افغانستان میں کیا ہے اور جسے کہ عنقریب شایع کرنے والا ہوں (مولف)

ناخوش تھے ۔

(۳) عصمت اللہ خان اور دیگر غلزئی خوانین امیر شیر علیخان کے خاندان کے دوست یا رشتہ دار تھے اور اسیلئے امیر سے مخالفین سے ملے ہوئے تھے مختلف قبیلون مین وہ سازش کر رہے تھے ۔ سبکے سب نے عصمت اللہ خان سنہ ۱۸۸۲ء مین گرفتار کیا گیا تھا ۔ یہ غلزئی سردار تھا اور لوگون کے بہکانے مین شریک تھا ۔

(۴) مشک عالم مشہور ملا جسے مین موش عالم کہا کرتا تھا ۔ (اور یہ اوس کے اصل نام کی نسبت زیادہ تر مناسب و موزون تھا اس لیئے کہ اوس کا چہرہ بالکل موش کی طرح تھا اور اوسکی حرکات اس سے بھی ذلیل تر) اون مصنوعی غازیون کے ساتھہ ملگیا تھا جو کہ رعایا سے جبراً روپیہ لیتے تھے یہ لوگ اپنے تئین غازی اور ملا اس لیئے کہتے تھے کہ عوام الناس کی نظرون مین معزز و باوقار معلوم ہون ۔ چونکہ وہ خود غلزئی تھے اور مین نے ان بیہودہ باتون کو موقوف کر دیا تھا اونہون نے اپنے اوس اثر کے ذریعہ سے جو اونہین قوم غلزئی کے جاہل اور وحشی لوگون پر تھا مجھے تکلیف دینے کی کوشش کی ۔ کئی سال تک وہ اس قسم کی سازشین کرتے رہے اور آخرش اونہون نے آتش بغاوت بھڑکائی جس کی وجہ سے بہت کشت و خون ہوا اور ہزارون شخص تباہ ہو گئے

(۱) امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ اس دنیا مین جتنی لڑائیان و کشت و خون جاہل ملاؤن کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی فرقہ کے ذریعہ سے نہین ۔ اون کا یہی قول ہے کہ افغانستان مین ترقی کے مانع ہمیشہ یہی لوگ رہے ہین اسطرح کہ مذہب کے پیرایہ مین اس قسم کی تعلیم لوگون کو دیتے رہے ہین جو کہ عقائد و اصول اسلام کے بالکل خلاف ہے چونکہ یہ جھوٹے مقتدا سے مذہب ہین جس قدر جلد نیست و نابود کر دے جائین بہتر ہوگا ۔ امیر نے ایک یا دو بار ملاؤن کی ڈاڑھیان ایک دوسرے سے باندھکر یا اونہین رسی باندھکر کھینچنے کا حکم دیا ہے ۔

(موءلف)

خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ افسوس کہ ملاؤں کے اعمال ہمارے مذہب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں۔

(۵) میں نے حکم دیا تھا کہ تمام مالگذاری وصول کیجائے اور لوگ ویسے ویسا ہیں چاہتے تھے۔

(۶) الغرض اس کی طرح ایک ملک میں جو اسکی خراب حالی تھا اور داخلی اخراجات اور بیرسرحدی مقامات کی حفاظت و استحکام کے لئے قلعوں وغیرہ کے بنانے اور درست رکھنے کی اسلئے ضرورت تھی کہ بڑے طاقتور ہمسائے ہمیشہ سو گئے گدھ کی طرح کمزور شکار کے ہضم کرنے کے منتظر و مشتاق رہتے ہیں روپیہ بہت زیادہ درکار تھا۔ تمام ملک کی آمدنی کا تقریبًا نصف حصہ گورمنٹ عطور وظائف کے ملاؤں۔ سیدوں اور دوسرے بے شمار ولیوں اور متبرک میواؤں کو جو پیر کہلاتے تھے دیا کرتی تھی۔ اسکی وجہ سے دوہری تباہی اور کمزوری گورمنٹ کی ہوتی تھی۔ اولاً یہ کہ نصف آمدنی ایسے لوگوں کو دی جاتی تھی جن کو کوئی حق اور سکے لیے کا ۔ تھا اور اسکے عوض کسی قسم کی خدمت نہیں کرتے تھے۔ دوسرے اس سے لوگون کو ترغیب ہوتی تھی کہ کاہلی و بیکاری کی زندگی بسر کریں۔ اور ملامحت سے گورمنٹ سے روپیہ وصول کریں گویا کہ ان بیکار شخصوں کو اس بات کا انعام دیاجاتا تھا کہ وہ ۔ تو اپنی ذات کو کوئی فائدہ دیجا سکتے تھے اور ساہے ملک کو۔ ان وظائف کو جنکا سرکاری خزانہ پر سخت بار تھا میں نے یک قلم موقوف کردیا۔ اور حکم دیدیا کہ تنخواہیں صرف ان لوگوں کو دی جائینگی جو اپنی لیاقت کے مطابق کام بھی کرینگے اور اوسمیں ایسا حق ثابت کرنے کے لئے ایک قسم کا امتحان بھی دینا پڑیگا۔ اس طریقہ سے ان تمام خودمیں حضرات کے وظیفے معہ موشِ عالم کے خاندان اور پیر اس قسم کے دوسرے چوہوں کے موقوف کردئے گئے ۔ یہ روپیہ اون بہادر سپاہیون کو دیا گیا جو کہ ان ذلیل و نقصان رسان چوہوں کے مارنے کے لئے مقرر کئے گئے تاکہ

ناجائز طور پر جبرا روپیہ وصول کرکے لوگون کے مکانون مین سوراخ نکرین۔

اس کارروائی سے ملاؤن - پیشوایانِ دین - اور مصنوعی ولیون مین ایک تہلکۂ عظیم برپا ہوا - بڑے زور شور سے شکایتین ہونے لگین اور جس بغاوت کا مین ذکر کر رہا ہون وہ اسی ظلم کا نتیجہ تہی - لیکن خوش قسمتی سے اس فساد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ کے لیئے تمام چوہون سے نجات ملگئی - پہلی کوشش جوان لوگون نے میری حکومت کے تہ و بالا کرنے کے لیئے کی اوسکی اطلاع مجھے اپریل سنہ ۱۸۸۶ء مین ہوئی جبکہ اونہون نے ایک خط سر اولیور سنجن کے ذریعہ سے ہر مجسٹی ملکہ معظمہ انگلستان کے پاس بہیجا - اس خط مین غلزئیون نے لکہا تہا کہ -

"اگر آپکا کبہی ایسا ارادہ ہو کہ جور و تعدّی سے دبے ہوئے اور شکستہ حال و افسردہ خاطر باشندگان افغانستان کو آپ فائدہ پہونچائین اور اونکی امداد کرین تو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہین ہو سکتا جو کہ اسوقت حاصل ہے - لیکن بلا توقف ہماری مدد کیجیئے گا"

مجھے یہ نہین معلوم کہ یہ خط گورنمنٹ برطانیہ کے کسی معتبر اہلکار تک بہی پہونچا یا نہین لیکن یہ جانتا ہون کہ باغیون کو اس کا کوئی جواب نہ ملا - علاوہ برین اونہون نے ایوب خان کی دعوت کی کہ ایران سے آکر اون کے ساتھہ شریک ہون لیکن ملک مین داخل ہونے کے لیئے اونکی تمام کوششین بیکار ہوئین - اس کی تفصیل آگے چلکر دونگا اور کیا کیا کارروائیان باغیون نے کین اون سے مجھے سروکار نہین - لیکن اسقدر تو یقینی امر ہے کہ جب خفیہ سازشون مین کامیابی نہوئی تب اُنہون نے علانیہ میرے مقابلہ مین ہتیار اوٹہائے جس کا اب ذکر کرتا ہون -

سنہ ۱۸۸۶ء کے موسم خزان مین یہ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ شیر خان پسر میر احمد نے پسر سردار گل محمد خان نبیرۂ سردار کہندل خان قندہاری کو جب کہ وہ قندہار سے کابل

آرہا تھا ایک مقام پر جو کہ موشکی اور چہاردہ کے درمیان واقع ہے قتل کیا اور اوس کی نقدیہ و دیگر اعراب و مال و متاع کو لیگیا - دوسرا حملہ آندری و ہوتکی غلزئیون نے مقام موشکی ایک درانی پلٹن پر کیا جو کہ زیر حکم مرزا سید علی قندہار سے کابل جا رہی تھی اور چونکہ حال ہی مین بھرتی ہوئی تھی اوہاں سی ہتیار نہیں ملے ستے - اس حملہ مین غلزئیون نے ایک سو چالیس سرکاری شتر - اسّی جیسے اور تیس ۳ ہزار روپیہ لوٹے اون کی ان حرکتوں کو سکر اور جیسکہ ہو شک مالم " بھی اوسی قبیلہ کا تھا مین نے جنرل غلام حیدر خان توخی - حاجی گل خان کیمان (اب بریگیڈیر ہے) اور کرنل محمد صادق خان (اب قندہار مین بریگیڈیر ہے) کو معہ دو پلٹن پیدل - چار رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانہ کے اونکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا - یہ فوج غزنی پہونچی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیان دہن شیر و تانی و دیگر مقامات پر ہوئین جن مین باغی شکست کہا کر منتشر ہو گئے -

موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن تمام غلزئی قوم سے میرے خلاف بغاوت کرانے کے لیئے برابر خفیہ تیاریان اور سازشین کرتے رہے اس مین اونہین کامیابی ہوئی اور ماہ مارچ میں ایک عام بغاوت ہوگئی - ملا عبد الکریم پسر مشک عالم نے مارچ ۱۸۸۶ء مین اس مضمون کا اشتہار عام دیا کہ اوس کے پاس بارہ ہزار لڑنے والے موجود ستے اگر اور قومیں بھی شریک ہو جائین تو مزید کامیابی ہوگی -

چونکہ خبر ان سنہ ۱۸۸۶ء کی بغاوتوں میں جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے مجھے معلوم ہوا تھا کہ اہل ہوتکی بھی شریک ستے اسلیئے مین نے سرہنگ سکندر خان (اب رئیس سپہ) اور جنرل ملا حیدر خان کو حکم دیا کہ قندہار سے ہوتکی جائین اور وہان کے باشندون سے ایک تلوار اور ایک بندوق فی مکان بطور جرمانہ کے وصول کرین

سرہنگ کا پہونچنا تہا کہ اہل ہوتکی کا شعلۂ بغاوت بھڑک اُٹھا اور آندر، ہوتکی، ترکی اور دیگر غلزئی فرقون مین عام طور پر بغاوت شروع ہو گئی - اونہون نے اپنے اہل و عیال کو وزیرستان ژوب اور ہزارہ بہیجدیا اور میری فوج سے لڑنے کے لیئے تیار ہوے - اوسوقت غلزئیون کے ملک مین میری فوج مضبوط نہ تہی اور ایسے بڑے بڑے شہر مثلاً غزنی - کلات غلزئی - اور معروف کافی طور پر محفوظ و مستحکم نہ تہے - جنرل غلام حیدر خان کے ساتہہ صرف دو پلٹن پیدل اور تین رجمنٹ سوار تہے - مین نے فوراً حکم دیا کہ چہہ سو پیدل سپاہی زیر کمان کرنل عبدی اوسی ماہ مارچ مین سکندر خان کی امداد کے لیئے جائین - مین نے ملیشیا پیدل اور نوساختہ دُرّانی پلٹن کو بہی حکم دیا کہ سکندر خان سے جا ملے لیکن یہ پلٹن بہت زیادہ مفید ثابت نہ ہوئی - مین نے اور فوج بہی تیزی کے ساتہہ کابل سے جنرل غلام حیدر خان کی کُمک کے لیئے روانہ کی -

ابتدا مین تو باغیون کی خوش قسمتی کا ستارہ اوج پر رہا اور اونہین کامیابی ہوئی - عیسیٰ خان گورنر معروف نے راہ مین شکست کہائی - وہ سکندر خان سے ملنے کے لیئے جا رہا تہا - باغیون کا افسر شاہ خان ہوتکی تہا - ۱۲ - اپریل کو سکندر خان نے بہی مُستقر اوراوسی مقام پر باغیون سے جنگ شروع کی اور پہلے تو شکست کہائی لیکن آخر شکست فتحیاب ہوا -

ساتہہ ہی شمال مین بہی لڑائی ہو رہی تہی جہانکہ جنرل غلام حیدر خان بڑی بہادری سے ترکی اور آندری غلزئیون سے لڑ رہا تہا - سخت لڑائی کے بعد اوسے کامیابی ہوئی اور اپنے باپ سکندر خان سے جا ملا جسے اہل ہوتکی نے شکست دی تہی - یہ دونون فوجین یعنی غلام حیدر خان اور سکندر خان کی ماہ مئی مین ملین اور ان مین چہار

پلٹنیں پیدلوں کی - دو رجمنٹ رسالہ اور اٹھارہ توپین تہیں - ان کے علاوہ بعض وفادار
شخص رعایا مین سے زیرکمان بہلول خان ترکی سرکاری فوج کو امداد دیتے تہے - تمس
کی فوج تیس ہزار تہی جس نے شاہ خان ہوتکی کو اپنا امیر قرار دیا تہا - چارون طرف سے
باغیوں کو مدد پہونچ رہی تہی اور اونکی تعداد بڑہتی جاتی تہی - بیوفا غلزئی اون سے ملتے
جاتے تہے - یہہ بہی افواہ تہی کہ اونہون نے روسیون اور اہل میمنہ و ہرات اور ایوب
خان سے جو ایران میں تہے مدد چاہی تہی اور اہل میمنہ اور ہرات نے جواب موافق
دیا تہا -

میری جو فوج ہرات مین تہی اوس مین زیادہ تر غلزئی تہے - اونہون نے جب سنا
کہ اونکی قوم اور دیگر خویش و اقارب نے سرکشی کی ہے تو وہ بہی بگڑ گئے - اور
۹ جون ۱۸۸۶ء کو ایک کثیر تعداد ملٹریوں کی ہزارہ پلٹن کی جو ہرات مین مقیم تہی قلعہ
مین بغاوت پر آمادہ ہوئی - ان باغیون کی تعداد قریب آٹہ سو کے تہی - اونہون نے
میگزین کا کچہہ حصہ لوٹ لیا اور میرے سپہ سالار کو قلعہ مین گہیر کر قید کر لیا - لیکن میرے
دوسرے سپاہی جو ہرات مین تہے اوسیلئے وفادار رہے اور ان نمکحرامون سے لڑے
جو کہ اون کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر ہرات سے اندر اچلے گئے تاکہ وہان باغیون
سے ملجائیں - بعض ہونا سپاہی ماتیون کی ایک بڑی فوج سے جو کہ مرغاب مین
جمع ہوئی تہی جا ملے جس کی وجہ سے اون مین اور بہی ہمت ہوئی اور میرے باوفا اہلکارون
کو بہت تردد پیدا ہوا - اس بات کا خوف تہا کہ بہت سے لوگ صرف اس کے
منتظر تہے کہ باغیون کو ذرا کامیابی ہو کہ وہ اونکے شریک ہوجائیں - ایسے نازک
وقت پر جبکہ میری فوج کے سکہرام باغیون سے ملگئے تہے نااہل ملاؤن اور میرے
دشمنون نے غلط خبریں اڑا دین کہ ہرات پر باغی قابض تہے اور اہل میمنہ اور ملک

کے دوسرے حصون کے لوگ بہی مجہسے منحرف ہوگیے تہے - لیکن میرے
بہادر جنرل غلام حیدر خان نے جہان کہین اوس سے مقابلہ ہوا دشمن کی فوج کو برا شکست
دیکر منتشر کردیا - اس وقت بہی اوس نے بمقام عشاقر ایک بڑی ہوتکی فوج کو
شکست دی اور اوسے پراگندہ کردیا - پہرا اپنے والد کو وہان چہوڑکر آپ اور زیادہ
شمال کی طرف بڑہا جہانکہ قبیلہ ترکی سے بمقام آب استادہ ایک اور لڑائی ہوئی - یہان
بہی اوسے فتح حاصل ہوئی اور مرغاب کی طرف روانہ ہوا جہانکہ ہزارت کے بہت
سے بگڑے ہوئے سپاہی باغیون سے مل گیے تہے - ماہ جون مین مینے دو پلٹنین
پیدلون کی اور چار سو سوار کابل سے سپہ سالار کی امداد کے لیے بہیجے اور ۲۷ جولائی
کو ان فوجون نے باغیون کے حصہ فوج کو جو پوری فوج سے ملنے کے لیے جارہا تہا
شکست دی - اس کے بعد غلام حیدر خان اوس مجموعی خاص حصہ فوج کی طرف روانہ
ہوا بار برداری اور رسد کا انتظام باغیون کے ہان اس قدر خراب تہا کہ لوگ بہوک
سے قریب المرگ ہوگیے تہے - مختصر یہ کہ قطعی طور پر میری فوج نے اونہین شکست
دی اور گو خفیف لڑائیان ماہ اگست مین برابر ہوتی رہین تاہم وہ کچہہ ایسی قابل توجہ نہین
اسلیئے کہ شکست فاش کہانے کے بعد بغاوت کا عام جوش سرد ہوگیا تہا -
ملا عبدالکریم کرم کی طرف بہاگا اور اوس کا بہائی افضل خان قید ہوا اور مار ڈالا گیا -
مین نے سنا کہ تیمور شاہ غلزئی نائب سپہ سالار نے جسپر کہ ۱۸۸۵ء مین جنگ پنجدہ کے
وقت غفلت کا الزام لگایا گیا تہا - لیکن مین نے اوس کا قصور معاف کردیا تہا - اس
بغاوت مین میرے خلاف خوب حصہ لیا - اوس کے ساتہہ ایک کپتان اور اردلی
بہی تہا - تیمور شاہ بہی گرفتار کیا گیا اور کابل لایا گیا - ۱۳ - جولائی کو مین نے حکم دیا کہ اس
نمکحرامی کی سزا مین وہ سنگسار کیا جائے - اس سے یہ غرض تہی کہ وہ دوسرے فوجی

لوگون کو آیندہ کے لیے تنبیہ ہو کہ یہ نہایت معیوب و ذلیل کام ہے کہ ایک شخص جسے کہ نائب سپہ سالاری کے معزز عہدہ پر ترقی دیگئی ہو اپنے آقا کے خلاف ہتیار اوٹھائے جس کا ترصد سے نکھار رہ چکا ہے۔

جب اس شاندار فتح کے بعد جنرل غلام حیدر خان کابل واپس آئے تو مین نے اونہیں نائب سپہ سالار مقرر کیا۔ اور اونکی خدمات کے صلہ مین ایک ہیرے کا تمغہ دیا۔ علاوہ بریں ایک دن کے کوچ کے فاصلہ پر ایک بڑی فوج زیر حکم پروانہ خاں کابلی سپاہیوں کی اون کے استقبال کے لیے بھیجی۔ اس طرح یہ شر و فساد و غلزئیوں کا ہمیشہ کے لیے فرو ہو گیا۔

ایوب خان باغیون کی فتح کی خبر پا کر بلا علم گورمنٹ ایران وہان سے بھاگا۔ لیکن میرا محکمہ خبر رسانی ایسے عمدہ اور خوش اسلوب اصول پر چلایا جاتا ہے کہ کوئی قابل لحاظ شخص ایران۔ روس۔ ہندوستان یا افغانستان میں ایسا نہوگا جس کی حرکات پر نظر نہ رہتی ہو اور اوسکی اطلاع نہ آتی ہو۔

سلہ دنیا مین کوئی ایسا ملک نہیں ہے اور غالباً روس بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے مگر اس کثرت سے مخبر و جاسوس ہوں اور محکمہ مخبری و سراغ رسانی اس کمال خوبی کو پہونچا ہو جیسا کہ افغانستان مین ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہر مکان میں ایک گوئندہ ہے بی بی کو خوف رہتا ہے کہ اوس کا شوہر کہیں اوسکی مخبری نکرے۔ اور شوہر کو اسی قسم کا خطرہ بی بی کی جانب سے رہتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں کہ بچون نے اپنے والدین کی جاسوسی کی ہے جیسا کہ سردار ولی کی نسبت خود اوسکے بیٹے نے اور مستری قطب کی خود اوسکی بی بی نے مخبری کی حقیقت مین سیکڑون مقدمات سالانہ اس قسم کے ہوتے ہیں جس مین بیٹے دیگر اعزا و اقارب و عزیز ترین احباب گوئندہ گری کرتے ہیں امیر اونہین انعام دیتے ہیں اور مجرم سزایاب ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں

ایوب خان کی حرکات کی خبر پاکر مین نے پوری سرحد پر پہرہ مقرر کیا کہ اگر وہ میرے ملک مین آسئے تو گرفتار کرلو جب وہ سرحد پر بمقام غوریان پہونچا تو میرے سپاہیون کو استقبال کے لیئے مستعد پایا اور بجاسے تخت کابل پانے کے اوسے اپنی جان کے لالے پڑ گیے بمشکل صحراسے خراسان کی طرف بہاگا اور بڑی دقت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۸ - عام طور پر ایک قسم کی دہشت رہتی ہے اور ہر شخص ایک دوسرے سے ڈرتا ہے لیکن امیر کو محض اپنی حفاظت اور لوگون کی سازش و مکر و فریب کے انسداد کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے اس لیئے کہ اہل افغانستان نے گزشتہ زمانہ مین اپنے بادشاہ و خوانین کو قتل کیا ہے اور امیر کے دشمنون سے خواہ وہ ملک مین ہون یا باہر جوڑ توڑ کرتے رہتے ہین - صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی ہے جس سے معلوم ہوجائیگا کہ تمام ملک پر اس طرح نظر رکہنا کسقدر ضروری ہے سنہ ۱۸۹۱ع مین جبکہ تقریباً تمام فوج کابل سے اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے بہیجدی گئی تہی چند جلیل القدر اشخاص نے سازش کی اور قریب سو آدمیون کے اسمین شریک ہوے - اونکا ارادہ تہا کہ ایک شب جیلخانہ مین آگ لگادیجاے جو کہ وسط شہر مین واقع تہا - پولیس کے لوگ اوس کے بجہانے مین مشغول ہوجائینگے چونکہ یہ اونکا کام ہے اور میدان خالی پاکر امیر کو قتل کرڈالینگے - اس کے بعد تمام ملک مین بغاوت پہیلادینا اور شہر لوٹنا آسان کام ہوگا - لیکن چونکہ امیر کے مخبر جیلخانہ مین بہی تہے وقت مقررہ سے صرف چند گھنٹے پہلے اسکی اطلاع ہوگئی تمام لوگ جو اس سازش مین شریک تہے گرفتار ہوگیے اور وہ خط بہی پکڑا گیا جو کہ اونہون نے قیدیون کو لکہا تہا - جو لوگ کہ اس محکمہ کی وجہ سے اور رعایا کی مخبری ہونے کے سبب سے امیر پر طعن و اعتراض کرتے ہین اونہین یاد رکہنا چاہیے کہ امیر کو مجبوراً اپنی و اپنے خاندان کی حفاظت کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے - یہ صحیح ہے کہ ایسی بہی بہت مثالین ہین کہ مخبرون نے غلط خبرین بعض لوگون کے دشمنون سے روپیہ لیکر اونکے خلاف پہونچائی ہین لیکن اگر یہ ثابت ہوجاے تو اون مخبرون کو سخت سزا دیجاتی ہے کشمشن نامی ایک ملا نے ایک بار خود امیر کے بیٹے کے خلاف

اون لوگون کے بیچ سے چھوٹا جو اوسے تاج وتخت دینے کے لیئے منتظر تھے۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے "کیکہ سرخود را لنگ میزند سنگ آزردہ نمیشود ولی سرخود را می شکند"

بہت کچھ مصیبت اور تکلیف کے بعد ایوب خان نے اپنے تئین جنرل میکلین کے سپرد کر دیا جو کہ مشہد مین وائسراے ہند کے ایجنٹ تھے کچھ خط و کتابت کے بعد لارڈ ڈفرن وائسراے نے بڑی عقلمندی کی کہ ایوب خان کو ایران سے ہندوستان بلا لیا جہان کہ وہ اب تک بود و باش کرتا ہے اور میرے بہادر سپاہیون کے نیچہ مین آنے سے محفوظ ہے۔

اسحاق خان کی بغاوت

اب مین اوس تیسری اور سب سے زیادہ قابل لحاظ لڑائی کا ذکر کرون گا جو ۱۸۸۸ء مین واقع ہوئی۔ اس کے اسباب و نتائج آگے چلکر بیان کیئے گئے ہین۔ مین پیشتر لکھ چکا ہون کہ روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے اپنے تئین چچیرے بھائیون سردار عبد القدوس خان۔ سردار سرور خان اور اسحاق خان کو میمنہ کی طرف بھیجا تھا۔ اون کے سفر کی تفصیل گذشتہ بابون مین ہو چکی ہے لیکن اس موقعہ پر اپنے بیوفا و ناراض بھائی اسحاق خان کا کسیقدر حال لکھنا ضرور ہے جو کہ اصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ جاسوس کی لیکن بعد تحقیقات یہ خبر غلط ثابت ہوئی اور وہ توپ کے منہ پر اوڑا دیا گیا۔ (مولف)

باغی تہا - میرے چچا میر اعظم خان کا وہ صلبی بیٹا نہین ہے - اوسکی ماں آرمینیا کی ایک عیسائی لڑکی تہی جو میرے چچا کے حرم مین تہی لیکن اونکی منکوحہ بیبیون سے نہ تہی ناظرین کو معلوم ہے کہ خود اسحاق خان کے والد کی کیسی سیرت وخصلت تہی اونہین یہہ بہی یاد ہوگا کہ والد کے انتقال کے بعد کابل کا تخت دلانے مین مین نے اون کی کیا کیا خدمتگزاری کی میرے والد بادشاہ تہے اور اونکے بعد مجہے اونکا جانشین ہونا چاہیئے تہا لیکن مین نے اپنے چچا کو اسیری دی - اون کی وفات تک جو جو کام مینے اونکے لیئے کیئے اور جس شفقت وعنایت سے اونکے بیٹے اسحاق خان ودیگر بیٹون سے سلوک کیا اوس کے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ پوری کیفیت پہلے بیان ہوچکی ہے - اسحاق خان کی ناسپاسی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہہ تمام احسانات ومہربانیان اوس نے فراموش کردین - یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ ہمارے خاندان مین جو شر وفساد وخرابیان واقع ہوئین اون سب کے بانی میرے چچا میر اعظم تہے جنہون نے میرے والد اور شیر علی خان کو ایک دوسرے کا دشمن بنادیا تہا - یہی مفسدہ پردازی اونکے بیٹے اسحاق خان مین بہی تہی اور ضرور تہا کہ کبہی نہ کبہی وہ رنگ لاتی - جب مین روس سے چلا تو اپنے ساتہیون سے اپنی اطاعت کے لیئے قرآن شریف پر قسمین لین اور محمد اسحاق خان نے بہی میری اطاعت ووفاشعاری اور دمسازی کی قسم کہائی - وہ کلام مجید جس پر محمد اسحاق خان اور اسوقت کے دوسرے اشخاص کی مہرین اور دستخط ہین میرے پاس اس وقت کابل مین موجود ہے - اپنی حکومت کے اول ہی سال جو مین نے اوسے ترکستان کا وائسرائے وگورنر مقرر کیا تو گویا اوس پر اور اوس کی قسم پر پورا اعتبار کیا - جتنے گورنر اور فوجی افسرون کو مین کابل سے ترکستان بہیجا کرتا اونہین سخت حکم تہا

کہ محمد اسحاق خان کو ہمیشہ میرے بہائی اور فرزند کی طرح تصور کرین - بہت دار خطوط
جو وہ مجھے لکھا کرتا تہا وہ ابتک میرے پاس موجود ہین جن مین اطاعت اور وفاداری
کے وعدے کثرت ہین - اوس کا طرز تحریر ہمیشہ ایسا ہوتا تہا جیسا کہ ایک مطیع بیٹا
اپنے باپ کو یا ایک فرمانبردار ملازم اپنے آقا کو لکہتا ہے - خطون پر وہ اسطرح
دستخط کرتا تہا "آپکا غلام وفادار وقائی ودآپکا ملازم محمد اسحاق" اس وجہ سے مین بہی
اوسے اپنے بیٹے اور بہائی کی طرح خطاب کرتا تہا - چونکہ اوس کے مکر و فریب
کا مجھے مطلق شبہ نتہا مین نے عمدہ ترین بندوقین و دیگر اسلحہ جنگ جو
ترکستان مین دستیاب ہوسکتے تہے اوس کی نگرانی مین رکہے اس لیئے کہ وہ
روسی سرحد پر تہا جہانکہ ہر قسم کے ساز و سامان مثلاً سامان جنگ و رسد وغیرہ کا جمع رکہنا
مین مناسب سمجہتا تہا تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے اور اب بہی ایسا ہی کرتا
ہون مجھے یہ کیا معلوم تہا کہ میرے ہی ہتہیار اور میرا روپیہ میرے ہی مقابلہ مین خرچ کیا
جائیگا اور مجھے ہی اپنی ہی بہترین توپون اور بندوقون کے گولون اور گولیون کا سینہ سپر
ہونا پڑے گا - اپنے والد کی طرح وہ بہی غدار نکلا - اول دن سے جو مین نے اوسے
ترکستان بہیجا اوس نے لکہنا شروع کیا کہ فوج کثیر جو آپنے یہان رکہی ہے اوسکا
صرف اسقدر زیادہ ہے کہ ملک کی آمدنی اوس کے لیئے کافی نہین ہے - اسلیئے مین
برابر دوسرے صوبون سے روپیہ جمع کر کے بہیجا کرتا تہا کہ سپاہیون کی تنخواہین ادا کی
جائین - ادہر اسحاق خان برابر روپیہ اور توپین جمع کر رہا تہا اور خفیہ تیاریان
میرے خلاف ہو رہی تہین - اہل ترکستان کے نزدیک وہ اپنے تئین بڑا متقی
اور پرہیزگار مسلمان ظاہر کرتا تہا - علی الصباح اٹہکر مسجد مین نماز پڑہنے جایا
کرتا تہا جس سے مسلمانون کا ایک حصہ ملاؤن کا اوسکے دام فریب مین گرفتار ہوگیا -

یہ لوگ صرف اون اشخاص کا جوکہ پابند صوم وصلوۃ ہون بہت کچھہ خیال کرتے ہین لیکن اون کے افعال پر نظر نہین ڈالتے - ان جاہل ملاؤن کو اون مقدس بزرگ عبد اللہ انصاری[1] کا یہ قول یاد رہا کہ وہ بہت سے روزے رکھنا کہانا بچانے کی غرض سے ہے - بہت نمازین پڑہنا اون کاہل بوڑہون کا کام ہے جو کام سے جان چوراتی ہین - لیکن دوسرون کی مدد کرنا جوانمردون کی سچی عبادت ہے " پہران ہی بزرگ کا قول ہے کہ وہ ہوا مین اڑنا کوئی کرامت نہین اسیلئے کہ غلیظ ترین مکہی اسے کرسکتی ہے - بلا پل یا کشتی کے دریا عبور کرنا بہی کوئی کرامت نہین اسیلئے کہ کتے اور ایک تنکے مین بہی یہ طاقت ہے - پاک لوگون کی اصل کرامت یہ ہے کہ دکہتے دلون مین گہر کرین اور اونکی امداد کرین "

دوسرا فریب جو اس نے جاہل مسلمانون کو دیا وہ یہ تہا کہ علاوہ مذہبی پیشوا بننے کے نقشبندیہ خاندان[2] کے ایک درویش سے بیعت کی - اس صوفیہ فرقہ کی بخارا کے ایک متبرک ولی خواجہ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ نے تیمور لنگ کے زمانہ مین بنیاد ڈالی تہی -

اس مین کلام نہین کہ اس خاندان کے موجد کی تعلیم نہایت متبرک و معقول ہے لیکن بہت سے لوگ جنہین اونکے خاندان کی بیعت کا دعویٰ ہے جہوٹے ہین - اور یہ لوگ صرف اسوجہ سے آدمیون کو مرید کرتے ہین کہ اون سے روپیہ وصول کرین اور خود بیکاری وکاہلی کی زندگی بسر کرین - وہ بالکل بہول جاتے ہین کہ یہ قطعاً ہمارے

---

[1] ہرات کے ایک بڑے فلاسفر - (موکف)

[2] باقی تین فرقے قادریہ چشتیہ اور سہروردی ہین - قادریہ کے بانی حضرت شیر عبد الشیخ رحمتہ اللہ علیہ تہے جنہین سات سو برس کا عرصہ ہوا اور بغداد مین اونکا مزار ہے - چشتیہ کے سرچشمہ حضرت خواجہ

مذہب اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور عمل سے بالکل خلاف ہے اور نیز نقشبندیہ فرقہ کے بانی کے عمل کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نبی معظم خود بہت جفاکش تھے اور خواجہ بہاؤالدین کمہار کا کام کرتے تھے اور دل خدا کی طرف رجوع رہتا تھا۔ متذکرہ ذیل اقتباس سے جو کہ فارسی نظم سے کیا گیا ہے اون کی تعلیم کا انداز معلوم ہوتا ہے اوس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

تم اپنے ہاتھ کام میں لگائے رکھو اور دل خدا کی طرف۔ ظاہرا دنیا کے کاموں میں مشغول رہو اور باطنی شغل یہ ہو کہ اپنی روح کی تعلیم و تربیت کرو اور روحانی دنیا کی چیزوں میں غرق رہو۔ موضکہ دل با یار دوست بکار رہے گا

چونکہ ترکمان خاصکر اسی خاندان کے مرید ہیں اسحاق خان نے بھی اپنی ترکمان رعایا کے خوش کرنے کے لیے اسی خاندان میں بیعت کی۔ مزار شریف کے بوڑھے پیرون نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور اسحاق خان سے کہا کہ خواجہ نقشبند نے تخت کابل تمکو عطا کیا ہے۔ اسحاق خان نے اسپر یقین کیا اور علانیہ اپنے تئین افغانستان کا امیر قرار دیا۔

اس موقعہ پر اس بغاوت سے کے تین سال پیشتر کا ہی کچھہ ذکر کرنا ضرور ہے۔ اوس وقت میرے پاس خبر پہونچی تھی کہ اسحاق خان نے جو فرد حساب میرے پاس بھیجی تھی اوس سے زیادہ روپیہ وصول کیا تھا اور چونکہ صوبہ کی آمدنی تمام اخراجات کے لیے ضرورت سے زیادہ کافی تھی لہذا وہ روپیہ مجھسے طلب کرنا نہیں چاہیئے تھا۔ یہ سنکر مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳ – معین الدین رحمتہ اللہ علیہ ہیں جن کا زمانہ چھہ برس بعد ہے اور اجمیر شریف میں مزار شریف ہے۔ فرقہ سہروردی کے موجد حضرت شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

(مولف)

ایک اہلکار بہیجا کہ ترکستان جاکر اسحاق خان کے حساب کی جانچ کرے اور صحیح رپورٹ پیش کرے - اور گو مجہسے کہا گیا کہ اسحاق خان دہوکا دے رہا ہے تاہم مجہے اوس کے خلاف اس قسم کا یقین نہُوا مختلف موقعون پر اس قسم کی اور بہی رپورٹین ہوئی تہین - لیکن مین نے صرف یہی نہین کیا کہ اون پر مطلق لحاظ نکیا بلکہ سخت ممانعت کردی کہ کوئی اسحاق خان کی شکایت نکرے -

دوسرے سال مین نے اسحاق خان کو لکہا کہ اپنا حساب کتاب بہیجدو اور خود مجہسے آکر ملو - اوس نے آنے سے تو بیماری کے بہانہ سے معافی چاہی اور اپنے ایک مددگار کے ذریعہ سے حساب بہیجدیا - اب مجہے اطلاع ہونے لگی کہ اوس کی سازشین حد سے تجاوز کرگئی ہین - نیز یہ کہ قرآن شریف پر وہ لوگون سے قسمین کہلواتا تہا کہ اوسکی اطاعت کرینگے اور جو ایسا نہین کرتے تہے اونہین سزا دیتا تہا یا خفیہ طور پر قتل کرادیتا تہا - جب مین نے اوسکی علالت کا حال سنا تو اپنے درباری حکیم عبد الشکور خان کو (جو آجکل کابل مین ہے) معالجہ کے لیئے بہیجا - اِس چالاک حکیم نے یہ سمجہکر کہ اسحاق خان کے لوگ ضرور اوس کا خط پکڑ لینگے مجہے لکہا کہ سردار اسحاق خان کو زیادہ تر دماغی عارضہ ہے گویا کنایتًا ظاہر کیا کہ اوسے کوئی مرض نہ تہا صرف مجہسے دشمنی تہی - باوجود اس کے اور اون رپورٹون کے جو مختلف ذریعون سے میرے پاس آتی تہین مین اونکے صحیح ماننے مین ہچکچاتا تہا -

لیکن اوسی زمانہ مین مجہے نقرس نے نہایت تکلیف دی اور کئی مہینے مین بیمار رہا ماہ جون ۱۸۸۸ء مین اپنے موسم گرما والے مکان مین جو کہ کابل سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر لغمان پہاڑیون پر واقع ہے - اس مرض کا دورہ ہوا اور مین سخت بیمار ہوگیا - ماہ اگست تک مین اس مین مبتلا رہا - سوائے حکیمون اور ذاتی ملازمون کے اور کسی

کو میرے پاس آنے کی اجازت تھی - چونکہ بیماری کی حالت مین بھی مین اون لوگون
سے ملاقات کرتا ہون جنہین کہ مجھے کچھہ کام ہوتا ہے اس لیئے اس وقت غلط واقعہ
کی وجہ سے افواہ مشہور ہوئی کہ مین مرگیا اور یہ خبر لوگون سے پوشیدہ رکھی گئی ہے[51] -

نمکحرام اسحاق خان کو جب یہ خبر پہنچی تو اوس نے میرے جانشین اور امیر
ہونے کا دعویٰ کیا - اور میری باوفا رعایا کو یہ دہوکا دیا کہ چونکہ میں اوس سے ہمیشہ مثل بھائی
اور بیٹے کے برتاؤ کرتا تہا تخت نشینی کا اوس کو سب سے زیادہ حق حاصل تہا -
ساتھہ ہی فوراً کابل آنے کا ارادہ ظاہر کیا یہ کہکر کہ ملک انگریزون کے قبضہ مین نہ آجائے
اس لیئے کہ کوئی فرمان روا نہ تہا - اسحاق خان نے واقعی سب انتظام کرنا شروع کیا اور
اپنے نام کا سکہ بنوایا جسپر کہ یہ عبارت لکھی ہوئی تہی -

لا الہ الا اللہ امیر محمد اسحاق خان[52] -

جب مجھے یہ خبر ملی تو مین نے جنرل غلام حیدر خان ارکزئی نائب سپہ سالار
جنرل وکیل خان (جو اپنی بزدلانہ حرکت اور محمد اسحاق خان سے شکست کہا کر بہاگنے
کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا) کمیدان عبد الحکیم خان (پسر جنرل ابو احمد و برادرزادہ جنرل
عمر احمد خان معلم افواج دستیر امیر و نبیرہ جنرل شہاب الدین خان معلم اول توپخانہ
افغانی جو بالفعل کابل مین فیل باتری کے سردار ہین) بریگیڈیر فیض محمد خان (آجکل

---

[51] ڈاکٹر مس ہملٹن ایم - ڈی - کہتی ہین کہ ایسی بیماری کی حالت میں جبکہ وہ معالج تہیں اونہوں نے امیر کو اکثر
دیکھا ہے کہ معماروں کو اپنے کمرے مین روسی جوتے بنانا سکھاتے ہیں اور بعض وقت اپنے ہاتھہ سے
سرخی چونا اور اینٹیں بنا رہے ہیں - بہت سے دیگر لوگ بہی جو خاص ہی ہمیشہ امیر کے ساتھہ رہتے ہیں
اسکے شاہد ہیں کہ امیر میں کام کرنے کا اس قدر مادہ ہے کہ سخت علالت کی حالتون میں بہی وہ بیکار نہیں رہ سکتے - (مولف)

[52] میں نے خود یہ روپیہ دیکہا ہے - (مولف)

امیر کے باڈی گارڈ کے افسر اعلی ہین) کرنل حاجی گل خان - کرنل عبد الحیات خان اور دیگر افسرون کو معہ چار رجمنٹ سوار - تیرہ پلٹن پیدل اور چبیس توپون کے حکم دیا کہ بامیان[۵] کی راہ سے جاکر اسحاق خان کا مقابلہ کرین -

دوسری طرف سردار عبد اللہ خان توخی قتاغان و بدخشان کا گورنر (آجکل امیر کا ذاتی ملازم ہے) مشرق سے بلخ کی طرف روانہ ہوا - ۲۷ ستمبر کو جنرل غلام حیدر خان کی فوج بلخ سے دو کوچ کے فاصلہ پر پہونچی اور اوسی مہینے کی تیسوین تاریخ سردار عبد اللہ خان کی فوج بہی اون سے ملگئی -

۲۹ ستمبر کو وادی غزنی گگ مین تاشقرغان سے تین میل جانب جنوب لڑائی شروع ہوئی - یہ لڑائی نہایت سخت تہی اور اوس نے طول بہی کہینچا اس لیئے کہ اسحاق خان کی فوج جو تعداد مین بیس ہزار سے چوبیس ہزار تک تہی معہ اسحاق خان اور اوس کے بیٹے سردار اسمعیل حتی الامکان اس امر کی کوشان تہی کہ اوسے فتح ہو اس لیئے کہ تمام اُمیدین اس جنگ کے نتیجہ سے وابستہ تہین اور فریقین کی قسمت کا تصفیہ اسی پر تہا - لیکن ناظرین کتاب کو معلوم ہے کہ سردار عبد اللہ خان سے بڑہکر کوئی معتبر و باوفا دوست میرا نہ تہا اور نہ جنرل غلام حیدر خان سے زیادہ تربیت یافتہ و تجربہ کار افسر فوج مین تہا - اِن دونون مین سے کسی کو آسانی سے شکست نہین ہوسکتی تہی - برخلاف اس کے محمد اسحاق خان اپنے باپ کی طرح بزدل تہا

[۵] بامیان وسط افغانستان مین بہت بڑا شہر ہے - غزنی کے قریب واقع ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدہ کے زمانہ مین اسکی نہایت اچہی حالت تہی - بدہ کی ایک بہت بڑی مورت ابتک شہر کے باہر کہڑی ہے - وسط ایشیا کے کہنڈرون مین یہ ایک نہایت مشہور نمونہ صنعت کا خیال کیا جاتا ہے یہ بت اسقدر بڑا ہے کہ سینکڑون کبوترون نے اسکے کانون مین آشیانے بنائے ہین - (موٴلف)

لیکن اوس کے فوجی افسر جو چیدہ اشخاص میرے جی بھیجے ہوئے تھے کہ بوقت ضرورت روسیون کا مقابلہ کریں سب دلیر اور تجربہ کار شخص تھے - مثلاً جنرل محمد حسین خان کرنل فضل الدین خان وغیرہ -

غرض سے رات گئے تک دونون فریقین حملہ طور پر اور استقلال کے ساتھ لڑیں دونوں طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے سہ پہر کے وقت میری فوج کا ایک حصہ زیر کمان سردار عبدالعزیز خان - جنرل وکیل خان - کمیدان محمد حسین اور عبدالحکیم اصل فوج سے علیحدہ ہو گیا - اور اسحاق خان کی فوج سے زیر حکم محمد حسین[1] خان ہزارہ سمت شکست کھائی - ساتھ ہی جب کہ جنرل غلام حیدر خان اور دشمن میں خوب جنگ ہو رہی تھی بعض بکھرام سپاہی جو جنرل محمد حسین سے مل گئے تھے اوس پہاڑی کی طرف تھوڑا دوڑا کر گئے حالانکہ محمد اسحاق خان تھا اس ارادہ سے کہ جا کر اسکی اطاعت اختیار کریں لیکن محمد اسحاق خان نے خیال کیا کہ اوس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ لوگ اوس کے گرفتار کرنے کو آتے ہیں اور بھاگ کھڑا ہوا - اوسکی فوج جنرل غلام حیدر خان سے غروب آفتاب کے بہت عرصہ بعد تک لڑتی رہی یہانتک کہ خوب اندھیرا ہو گیا اور ادھر اسحاق خان حتی الامکان تیزی کے ساتھ بھاگا جاتا تھا - جب اوس کے سپاہیوں کو خبر ہوئی کہ اون کا آقا بھاگ گیا تو اون کے دل بھی ٹوٹ گئے اور شکست کھا کر بھاگے غرضکہ ۲۹ ستمبر کو میرے جنرل غلام حیدر خان کو ایک فتح عظیم حاصل ہوئی -

میری فوج کا دوسرا حصہ جس نے شکست کھائی تھی اس سراسیمگی کے ساتھ

---

[1] یہ جنرل بعد کو قید کر لیا گیا اور کابل میں زیر حراست رہا لیکن ۱۸۹۵ء میں کہیں بھاگ گیا اور اب تک اوسکا پتہ نہیں ہے -

(مولف)

بھاگ کر کابل پہونچکر دم لیا - بہت سے سپاہی تو کابل کے قریب بھی نہ گئے اور اپنے
اپنے گہروں کو دیہات سے چلے گئے - اونہوں نے تمام ملک میں مشہور کر دیا کہ جنرل غلام حیدر
خان مارے گئے میری تمام فوج جو اسحاق خان کے مقابلہ میں بھیجی گئی تہی منتشر ہو گئی
اپنی درحقیقت میری حکومت کا خاتمہ ہو گیا - لیکن میں نے بعض افغانی فرمانرواؤں
کی مثل شیر علی خان اور اپنے چچا اعظم کے - اس معاملہ میں تقلید نہ کی یعنی یہ کہ شکست
کی خبر پاکر میں بھاگ نہ گیا - ایک روز نہایت صبر کے ساتھ انتظار کیا - دوسری صبح کو
شکست یافتہ فوج کے کابل پہونچنے کے بعد خوش قسمتی سے ہماری فتح اور غنیم کے پسپا
ہونے کی خبر پہونچی - اس سے ثابت ہوا کہ فتح خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ گو اولاً
دشمن کی فوج کامیاب ہوئی تاہم چونکہ خداوند تعالےٰ کو منظور تہا کہ میں اوس کے پیدا کیے
ہوئے گلہ کا یعنی اہل افغانستان کا نگہبان رہوں دشمن نے ہزیمت اوٹھائی اور
مجہے فتح نصیب ہوئی -

اسحاق خان کے بعض افسر اوسے فتح کی خوشخبری سنانے کے لیئے گئے لیکن
اوس نے اعتبار نہ کیا اور یہ کہکر اونہیں قتل کر ڈالا کہ وہ فریب دے رہے تہے اور
دہوکا دیکر اوسے بہاگنے سے روکنا چاہتے تہے تاکہ گرفتار کر کے دشمن کے حوالہ
کر دیں -

اپنے بہادر جنرل حیدر خان کو ایسی لاجواب خدمات کے صلہ میں میں نے ایک
اور ہیرے کا ستارہ بہیجا اور ترکستان کا سپہ سالار مقرر کیا جس عہدہ پر وہ اسوقت
تک ممتاز ہیں -

اس فتح کے بعد میں نے ترکستان جانا مناسب و ضروری سمجہا اور وہ چند وجوہ سے
جنمیں سے خاص باتوں کا ذکر کرتا ہوں - (۱) ملک کا انتظام درست کرنے کے لیئے

کیونکہ گذشتہ چند سال سے اسحاق خان پر بالکل دارومدار تھا۔ (۲) سلطان مراد کی طرح نمک حراموں کو جنہوں نے اسحاق خان کو مدد دی تھی ملک سے نکال دینے کے لیئے تاکہ شر و فساد کے اور خیالات باقی نہ رہیں۔ (۳) مجھے خبر ملی تھی کہ ہمسایہ سلطنتوں میں سے ایک سلطنت اس بغاوت میں شریک تھی جس سے کہ محمد اسحاق خان کو بہت مدد ملی تھی۔ (۴) میری فوج متعینہ ترکستان کے بعض معزز و معتبر افسر وفادار تھے اور اگر اسحاق خان اسقدر بزدل نہ ہوتا تو اس کے ضرور شریک ہو گئے ہوتے لیکن خوشی کا مقام ہے کہ ذاتی تحقیقات کے بعد جو کہ میں نے موقع پر کی یہ قصہ غلط ثابت ہوا۔ میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ ہرات تک روسی پیشقدمی روکنے کے لیئے شمالی مغربی سرحد پر مستحکم قلعہ بندی کروں لیکن روپیہ کی کمی کی وجہ سے یہ ارادہ کلی طور پر کامیابی کے ساتھ پورا نہ ہو سکا۔ مجھے امید تھی کہ گورنمنٹ ہندوستان مجھے مالی امداد دے گی لیکن چونکہ یہ نہ ہوا اس لیئے جسقدر روپیہ کہ میں دوسرے اخراجات سے بچا سکا اس کام پر صرف کیا۔ خاص اور نہایت بکار آمد قلعہ جو میں نے بنایا وہ مقام دہ دادی تھا جو کہ مزار شریف[1] کے قریب ہے۔ یہ میری سلطنت میں سب سے بڑا اور سب سے

---

[1] اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو اپنا قائم مقام چھوڑ کر میں ۱۸۸۸ء کے موسم خزاں میں مزار شریف روانہ ہوا اور جولائی ۱۸۸۹ء تک واپس نہ آیا۔ اسی زمانہ میں میرے نہایت باوفا خیر اندیش قدیم ملازم جنرل امیر احمد خان سفیر متعینہ ہندوستان نے قضا کی اور لارڈ لینسڈاؤن نے جو کہ لارڈ ڈفرن کے بعد وائسرائے مقرر ہوئے تھے ایک خط لکھا جس میں کہ افغانستان کے چند داخلی معاملات کے متعلق صلاح و مشورہ دیا تھا۔ میں نے ان کی صلاح نہ مانی جس کی وجہ سے وہ غالباً مجھ سے ناخوش ہوئے لیکن اس معاملہ کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائیگا۔

زیادہ مضبوط قلعہ ہے - ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور اوس کی زد مین وہ گھاٹی ہے جس سے ہوکر روسی عملداری سے بلخ دار السلطنت ترکستان کو خاص سڑک آتی ہے -

سلطان مراو باشندۂ قندز بھاگ کر اسحاق خان سے روسی ترکستان مین جا ملا جہانکہ اتبک وہ متمکن ہے -

جس زمانہ مین کہ مین مزار شریف مین تہا اہل بدخشان نے سرتابی کی - مین نے اونہین سزا دی جس کے بعد اونہون نے مجھے کسی قسم کی تکلیف ندی -

ترکستان کے زمانہ قیام مین ایک اور واقعہ پیش آیا - دسمبر ۱۸۸۸ء مین اپنی فوج کا مزار شریف مین معائنہ کر رہا تہا کہ ایک سپاہی نے مجھ پر گولی چلائی - مین بال بال بچ گیا - جو لوگ کہ اوسوقت موجود تہے اونہین اور مجھکو بہی اپنی جانبری کا اتبک سخت تعجب ہے اسلیئے کہ سمجھ مین نہین آتا کہ جس کرسی پر مین بیٹہا ہوا تہا اوسکی پشت مین کسطرح گولی نے سوراخ کیا اور بجاے میرے جسم مین جانے کے ایک غلام بچے کو سخت زخمی کیا جو کہ میرے پیچھے کہڑا ہوا تہا - مین نے اوس کرسی کو بطور ایک عجیب وغریب شے کے رکھ چھوڑا ہے مین بہاری جسم کا شخص ہون اور کرسی میری نشست کے لیئے بالکل ٹہیک تہی اس لیئے یہ خیال کرکے اور بہی حیرت ہوتی ہے کہ کیون گولی میرے سینہ کے پار نہوئی - میرا یقین ہے کہ اگر خداوند کریم کسی کو بچانا چاہے تو کوئی اوسے نہین مار سکتا ہے

اگر تیغ عالم بجنبد زجاے	نبرد رگے تا نخواہد خداے

اور قرآن شریف مین فرماتا ہے - اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ

میرے بچ جانے کا کوئی دوسرا باعث بہی ضرور ہوگا اور مین خیال کرتا ہون کہ مندرجہ ذیل

تعصب سے اسکی تشریح ہوجائیگی - جب میں لڑکا تھا تو میں نے سنا کہ ایک بزرگ کے پاس ایک تعویذ تھا کہ اوسے کاغذ پر لکھکر دیتے تھے اور جو کوئی اوسے اپنے پاس رکھتا تھا اوسپر گولی یا کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا - اولاً میں نے یقین نہیں کیا کہ اوس میں اسقدر قوت ہے اس لیئے میں نے اوسے ایک بھیڑ کی گردن سے باندھکر آزمائش کی - بھیڑ کو گولی مارنے کی ازحد کوشش کی لیکن کوئی گولی کارگر نہوئی - یہ منطقی ثبوت تھا جس سے ثابت ہوگیا کہ تعویذ میں اس قسم کا اثر ہے - اس لیئے میں نے اوسے اپنے بازو پر باندہ لیا - اور لڑکپن سے آجتک اوسے پہنے ہوئے ہوں - میرا یقین ہے کہ گولی میرے جسم میں ہوکر پار نکل گئی لیکن جسم پر کوئی اثر نہوا -

بدقسمتی سے یہ معلوم ہوا کہ اس سپاہی نے کیوں گولی چلائی تھی اس لیئے کہ ایک حرل ~~بے جو~~ اوسکے پاس کھڑا ہوا تھا تلوار کے ایک ہاتھ میں اوسکا کام تمام کردیا گو میں نے چلاکر کہا کہ ابھی نہ مارو اور تحقیقات ہونے دو چونکہ میرا خیال تھا کہ کسی مضبوط دشمن نے خفیہ طور پر اوسے اس کام پر آمادہ کیا تھا -

دوسرا اہم واقعہ جو پیش آیا وہ یہ تھا کہ میری دو بیبیوں کے بیٹے پیدا ہوئے ایک ۵ ستمبر ۱۸۸۹ع کو اور خلیفہ دوم کے نام پر اوس کا نام محمد عمر رکھا گیا - دوسرا اکتوبر میں پیدا ہوا اور خلیفہ چہارم کے نام پر محمد علی اوس کا نام رکھا گیا - یہ لڑکا اسوقت ترکستان میں ہے تاکہ میری رعایا اوسے دیکھے اس لیئے کہ میں وہاں نہیں رہ سکتا - محمد عمر کسی قدر کم رو ہے - کابل میں رہتا ہے اور کبھی کبھی اپنے بڑے بھائی حبیب اللہ خان کے دربار میں جاتا ہے جس طرح کہ دیگر چھوٹے بھائی جاتے ہیں اور وہاں اول ہی رسوم کا پیرو ہوتا ہے جو کہ میرے دربار سے متعلق[۱] ہیں -

[۱] امیر کا حکم ہے کہ سب بیٹے علیحدہ علیحدہ مکانوں میں شہر کابل میں رہا کریں جہاں سے کہ بہت ...

۲۴ جولائی کو جب مین کابل واپس آیا تو دیکھا کہ میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے اس خوبی ولیاقت سے اور بالکل میری خواہشون کے مطابق فرمانروائی کی تھی کہ مین نے دو اعزازی نشان عطا کیے ایک ملک کے عمدہ انتظام کے لیے اور دوسرا انکی دلیری سے ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لیے جس کے بانی کہ قندہاری دہزارہ پلٹن کے میرے سپاہی تھے۔ اس موقعہ پر انہون نے نہایت شجاعت اسطرح دکھلائی کہ بلاخوف وبیم باغی سپاہیون کے درمیان تنہا چلے گئے جس سے سپاہیون نے سمجھا کہ اون پر اعتبار ہے ورنہ اس طرح تنہا بلا باڈی گارڈ کے ہرگز نہ جاتے انہون نے سپاہیون سے وعدہ کیا کہ تمہاری شکایتین سنی جائینگی اور اس طرح اس فتنہ کو دبا دیا۔ اسیطرح حاجی اور منگل مین بھی جو مختصر کوششین شر و فساد کی ہوئین انہین بھی اسی طریقے سے رفع کر دیا۔ اسوقت سے مجھے اونکی فہم و فراست پر اتنا اطمینان ہے کہ اونہین اجازت دیدی ہے کہ بجائے میرے وہ عام دربار کیا کرین۔ مین نے صرف خارجی معاملات اور بعض اہم داخلی امورات ملک اپنے ہاتھ مین رکھے ہین۔

چونکہ یہ باب صرف لڑائیون و بغاوتون کے بیان کے لیے مخصوص ہے اس لیے دیگر واقعات کی نسبت جن کو اون سے تعلق نہین ہے مین یہان اور زیادہ نہین کہنا چاہتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۲ - ایک بار امیر کی خدمت مین سلام کے لیے حاضر ہوتے ہین اور بعدہٗ حبیب اللہ خان بڑے بھائی کے پاس - یہ نہایت ہوشیاری کا کام ہے اسلئے کہ شاہزادون کو سکھلایا جاتا ہے کہ باپ کے بعد بڑے بھائی قابل تعظیم ہین جو شاہزادہ کہ ۱۸۹۵ء مین انگلستان گیا وہ حبیب اللہ خان کا حقیقی بھائی ہے دوسرے بھائی سوتیلے ہین (مولف)

جنگِ ہزارہ

میرے عہد حکومت میں جو چار بڑی لڑائیاں ہوئیں اون میں سے یہ چوتھی ہے۔ میرے نزدیک اور لڑائیون کی بہ نسبت اسکی وجہ سے میرا رعب طاقت و وقعت اور نیز میری سلطنت کا امن و امان زیادہ ہوگیا۔

(۱) سیکڑون برس سے اہل ہزارہ کی بیعت فرمانروایان کابل کے دلوں میں جمی ہے حتیٰ کہ بادشاہ اعظم نادر شاہ بھی جس نے کہ افغانستان ہندوستان و ایران فتح کیا تھا قوم ہزارہ کو مطیع کرنے سے عاجز رہا (۲) یہ لوگ افغانستان کے جنوبی شمالی اور مغربی صوبوں میں مسافروں کو اوذیتین دیو دیا کرتے تھے جب اونکی لوٹ مار اور غارتگری روک دی گئی تو ملک محفوظ ہوگیا (۳) باہر سے اگر کوئی دشمن افغانستان پر حملہ آور ہوتا تو وہ سب سے پہلے اوسکی امداد کے لیئے مستعد تھے اسلیئے کہ ہر افغان کو وہ کافر سمجھتے تھے۔ اہل ہزارہ خود شیعہ ہیں لیکن اور لوگ سنی ہیں۔ شاہنشاہ بابر سولہوین صدی عیسوی کے شروع میں اپنی تزک میں لکھتے ہیں کہ اس طاقتور قوم سے کھلے میدان میں جنگ آزمائی کرنے سے وہ عاجر تھے۔ میں اون ہی کے الفاظ نقل کیئے دیتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں" جیسے اس طرح لڑائی شروع کی اور شہون مارکر دیکھ لیا پر قبضہ کرلیا او رعلاقہ تک اہل ہزارہ پر ٹوٹ پڑے اور غارتجاہ اونکی سرکوبی کی" تزک بابری سے پایا جاتا ہے کہ اوسوقت بھی قوم ہزارہ مسافروں پر حملہ کیا کرتی تھی اور راہ اس قدر پرخطر تھی کہ بلا کافی حفاظت کے سفر کرنا دشوار تھا۔

اہل ہزارہ وسط افغانستان میں واقع ہیں اور مضبوط ترین گھاٹیاں اور پہاڑون کی چوٹیاں کابل۔ غزنی اور کلات غلزئی سے جانب مغرب ہرات اور بلخ تک

اون کے قبضہ میں ہین - علاوہ اس وسیع خطۂ ملک کے جسے قدرت نے نہایت محفوظ بنایا ہے قوم ہزارہ تمام ملک مین پہیلی ہوئی ہے - اور ہر صوبہ قصبہ و قریہ مین اوس کے لوگ بود و باش کرتے ہین - افغانستان مین ایک مثل مشہور ہے کہ اگر خران ہزارہ تمام کام کرنے کے لیئے نہون تو افغانون کو گدہون کی طرح محنت کرنا پڑے [۱]-

قوم ہزارہ ایک مخلوط قوم ہے اور اہل منگل نے جو ایک فوجی نوآبادی قائم کی تہی اوس کی نسل سے ہے - علامہ ابوالفضل نے سولہوین صدی عیسوی مین لکہا ہے کہ وہ مارین خان چنگیز خان کے پوتے کی فوج کے بچے ہوئے سپاہی تہے افغانستان مین عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے تمام مشرقی حملہ آورون کی عادت تہی کہ ہندوستان جاتے وقت اپنے ساتہیون کو مکانات و زمین پیچہے دیتے جاتے تہے تاکہ راہ کی حفاظت ہو اور یہی وجہ ہے کہ قوم منگل نے افغانستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یعنی مغرب سے مشرق تک ہزارہ آباد کیا جس طرح کہا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے اون لوگون کو جو کہ کافر کے نام سے پکارے جاتے ہین خوقند اور بدخشان سے چترال اور سرحد پنجاب تک آباد کیا -

ناظرین کی اطلاع کے لیئے اس کثیر جفاکش اور بہادر قوم کی جاے سکونت و اصلیت کا اس قدر ذکر کرکے اب مین اسباب و نتائج جنگ پر بحث کرونگا -

گو اہل ہزارہ مسافرون کو لوٹا کرتے تہے تاہم صرف یہی امر اسکے لیئے کافی نہ تہا کہ مین اون کے خلاف کوئی کارروائی کرتا - دوسرے اون کے بعض سردار مجہسے دوستانہ

---

[۱] تمام سخت ترین و ذلیل و ادنیٰ کام ہزارہ کے مزدور کرتے ہین اور کوئی مکان نہوگا جسمین کہ اس قوم کا شخص بحیثیت غلام یا سائیس وغیرہ کے نہو -

(موکیف)

برتاؤ رکھتے تھے جبکی وجہ سے مجھے اونکے ساتھہ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیے تھا لیکن ۱۸۸۸ء مین جبکہ ترکستان کے واقعات کی وجہ سے مین بافسردہ دل وشکستہ خاطر ہوکر ترکستان کی راہ سے مزار شریف جارہا تھا ہزارہ کی ایک قوم شیخ علی نامی نے جوکہ بامیان کے شمال ومغرب مین آباد ہے میری مخالفت کی اور میرے سپاہیون کو رسد کا سامان خرید کرنے سے باز رکھا - اس سے مجھے سفر مین نہایت تکلیف ہوئی - ۱۸۹۰ء مین کابل واپس آتے وقت مین نے سردار عبدالقدوس خان کو بامیان کا گورنر مقرر کیا اور اوسے ہدایت کی کہ ہزارہ کے سردارون کو اکثر بلایا کرین اور وقتاً فوقتاً انعام وخلعت دیکر اونھین آمادہ کرین کہ صلح جوئی کے ساتھہ بود و باش کرین -

فتنہ وفساد کی ابتدا میر قوم ہزارہ کے فرقہ شیخ علی کی جانب سے ہوئی جس نے کو میر حسین اور دیگر خوانین کے بہکانے سے لڑائی شروع کی اور قافلون کو لوٹا - نیز میرے افغانی دستہ فوج پر حملہ کیا - اسوجہ سے مجبور ہوکر مین نے اون پر فوج کشی کی اور اونھین شکست ہوئی بعض اون مین سے مارے گئے - بعضوں نے میری اطاعت قبول کی اور باقی قید ہوکر کابل آئے - مین قیدیون کے ساتھہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور پند ونصیحت کے بعد کہ آیندہ وہ ایسی حرکت نہ کرینگے اور باوفا رعایا رہینگے جلد اونھین اپنے وطن روانہ کردیا -

۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین بعض اہل ہزارہ نے پھر مسافرون پر حملے شروع کیے جبپر میرے فوجی اہلکاران مقیم غزنی نے بعض خوانین ہزارہ خصوصاً سرداران ارزگان کو لکھا کہ چار ہمسایہ سلطنتین اس مین ہماری کمزوری سمجھینگی کہ ہماری رعایا خود آپس مین صلح وآشتی کے ساتھہ نہین رہسکتی - اس سے ہم بدنام ہونگے لہذا مناسب

ہے کہ تم امیر کو اپنا بادشاہ مانو اور جنگجوئی موقوف کرو۔ لیکن اہل ہزارہ تین سو سال پہلے سے اسی طرح قزاقی کرتے آئے ستھے اور کسی بادشاہ سے ہو سکا کہ کامل طور پر اونہیں مطیع کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنے تئیں از حد طاقتور سمجھتے تھے اور اپنی طاقت کا اونہیں بہت زیادہ فخر تہا۔ اس سیلئے اونہوں نے اس خط کا جواب مفصلۂ ذیل الفاظ مین دیا جسپر دو تین درجن خوانین کی مہرین تہین۔

"اگر تم افغانون کو ایک دنیوی امیر کی امداد کا فخر ہے تو ہین اور بہی زیادہ فخر اوس دینی اور روحانی امیر کی مدد کا ہے جو کہ مالک ذوالفقار ہین"

اون کا مطلب یہ تہا کہ چونکہ بحیثیت شیعہ ہونے کے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بعد خدا کے سمجھتے ستھے اس سیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمسے زیادہ مضبوط تھے۔ اسمین کوئی کلام نہین کہ حضرت علیؓ ہمارے روحانی پیشوا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ستھے اور اونکی پاک روح کی امداد بہت بڑی ہے لیکن ساتہ ہی یہ بہی صحیح ہے کہ یہ امداد مفسدہ پردازون کو نہین ملتی۔ اس کے بعد خط مین لکہا تہا۔

"اے اہلکاران افغانی تمنے اپنے خط مین یہ کیونکر لکہا کہ چار سلطنتین تمہاری ہمسایہ ہین پانچ کیون نہ لکہین تاکہ ہم بہی اونمین شامل ہوتے۔ ہم تمکو صلاح دیتے ہین کہ تمہاری بہتری اسی مین ہے کہ ہم سے علیحدہ رہو اور ہمارے معاملات مین دخل نہ دو"

یہ خط دیکہکر مین نے حکم دیا کہ سردار عبدالقدوس خان بامیان سے اور بریگیڈیر زبردست خان ہرات سے فوج لیکر ۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین اہل ہزارہ کی سرکوبی کرین۔ لیکن پوری فوج کی کمان اور تمام اختیارات سردار عبدالقدوس خان کو دئے اہل ہزارہ کے قلعہجات وغیرہ فتح کرنا نہایت دشوار تہا اسیلئے کہ عجیب بموقع پہاڑیان تہین اور سڑکین ندارد تہین۔ لیکن سردار عبدالقدوس خان نہایت دلیری اور

عقلمندی کے ساتھ لڑے اور دشمن کو شکست دیکر شہر ارزگان پر جو کہ مضبوط ترین مرکز ہزارہ کا تھا قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد بہت سے خوانین نے خود میری اطاعت قبول کر لی۔ اور سردار مذکور نے اونہین میرے پاس کابل ملاقات کے لیئے بھیجدیا۔ مین اون سب کے ساتھ جو کہ تعداد مین ایک سو ہو نگے نہایت شفقت و نرمی سے پیش آیا اس لیئے کہ مین جانتا تھا کہ صد ہا سال سے وہ آزاد و خود مختار رہتے تھے مینے اون کے ساتھ درشتی کی اور مہربانی سے اونہین ملانا چاہا۔ سب کو بیش قیمت خلعت عطا کیئے اور ہر ایک کو ایک ہزار سے دو ہزار تنک نقد روپیہ دیا۔ اوہون نے اسے کافی معاوضہ اپنی فصل وغیرہ کے نقصان کا تصور کیا جو کہ اون کو جنگ کی وجہ سے ہوا تھا اور میری اجازت سے اپنے وطن واپس گیئے۔

اس کے بعد موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن موسم بہار ۱۸۹۲ء مین پیشتر سے زیادہ سختی کے ساتھ بغاوت کی محمد اعظم خان ہزارہ نے جسے مین نے سردار کا خطاب اس غرض سے دیا تھا کہ اوسکا درجہ میرے شاہی خاندان کے برابر ہو جائے اور اہل ہزارہ کا وائسرا سے مقرر کیا تھا بے ایمانی کی اور باغیون سے مل گیا اور اس دوسری بغاوت میں تمام معاملہ کی کنجی درحقیقت اوسی کے ہاتھ مین تھی۔ چونکہ یہ ایک معزز اور خاص میرا مقرر کیا ہوا تھا اوس کا اثر عام ہزارہ لوگون پر بہت زیادہ تھا اور اوس کی تحریک سے اون کی ایک بڑی تعداد میری مخالفت پر آمادہ ہو گئی گویا کہ اس مرتبہ پیشتر کی بہ نسبت اس حرکت کی اونکے پاس زیادہ معقول وجہ تھی۔

ایک اور نکمرام قاضی اصغر جو کہ ہزارہ کا مذہبی پیشوا اور سردار سمجھا جاتا تھا اس بغاوت مین اعظم خان کا مددگار و معاون تھا۔ اس مرتبہ اونہون نے کابل قندہار اور ملک کے دوسرے حصون کی راہ مسدود کی اس غرض سے کہ میری فوج کی آمد و رفت

کورو کین - مین نے جنرل میر عطا خان ہزاری کو جو کابل مین ستھے حکم دیا کہ تقریباً آٹھ ہزار فوج لیکر غزنی کی طرف سے دشمن پر چڑھائی کرین - اور محمد حسین خان ایک ہزارہ خان کو جو میرے خاص ملازمون مین سے تہا اور محمد اعظم خان مذکور کا دشمن تہا جنوب ستے بے ایمان سردار اعظم خان پر فوج کشی کرنے کی ہدایت کی باغیون کو شکست ہوئی اور اعظم خان قید ہو کر معہ اہل وعیال کے کابل لایا گیا اور قید خانہ ہی مین مرگیا -

محمد حسین خان ہزارہ جب کابل واپس آیا تو مین اوس سے اس قدر عنایت کے ساتہہ پیش آیا کہ ایک ہیرے کا ستارہ اور کلاہ شاہزادگی عطا کی - اوسکی قوم کے ہر فرد و بشر سے مین نے اوس کی زیادہ عزت کی اور اس قدر کہ اوسے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کیا - چونکہ سردار عبد القدوس خان سخت بیمار ستھے مین نے ادہین کابل بلایا تاکہ درباری حکیم اون کا علاج کرین -

بیوفا محمد حسین خان جسے کہ مین نے گذشتہ جنگی خدمات کے صلہ مین ایسا مرتبہ عالی ہزارہ جات مین دیا تہا اور جسکی ہر طرح عزت افزائی کی تہی میرا مخالف ہو گیا اوس نے صرف اسی پر قناعت نکی کہ نو مفتوح قوم ہزارہ کو بہڑکایا بلکہ بہسود اور سرخ سنگ کی ہزارہ آبادی کو بھی جو کہ غزنی کے شمال و مغرب مین واقع ہے اور ہمیشہ خونریز رعایا رہی ہے بہکا دیا - ان لوگون نے سرکاری سامان جنگ معہ گولہ بارود اور تلوارون کے لوٹ لیا اور آتش بغاوت تمام ملک مین جہان کہین ہزارہ ستھے پہیل گئی حتی کہ بہت سے لوگ جو کابل مین قید ستھے اور نیز وہ جو برابر میری خدمت مین رہا کرتے ستھے اور اونہین مین نہایت معتمد سمجہتا تہا بہاگ گئے اور باغیون سے جا ملے وہ افشار کے لوگ اور دیگر گاؤن کے ہزارہ جو حوالی کابل مین ستھے دشمن سے مل گئے

اور جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں اہل ہزارہ کے تمام ملک میں افغانوں کے ساتھ سلے رہنے کی وجہ سے عام بغاوت کا نہایت بڑا خطرہ تہا۔

اسی زمانہ میں گورنمنٹ ہندوستان زور دے رہی تہی کہ یہ سرداری لارڈ رابرٹس ایک مضبوط دستہ فوج کے ساتہہ میرے ہان سفارت بہیجی جاوے جس سے افغانوں کو ظاہرا یہ معلوم ہوتا کہ چونکہ مین باغیوں کا خود تدارک نہ کر سکا انگریز ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ستہے - دوسری جانب سے مین بہی سرکشی کی آگ سلگ رہی تہی یعنی عمہ احمان ماحوری علیہ پریشان کر رہا تہا اور افواج جلال آباد کو دہمکی دے رہا تہا لیکن گورمنٹ ہندوستان اوس کو سزا دینے کی اجازت نہیں دیتی تہی -

اس عام بغاوت اور تردد کے رفع کرنے کے لیئے مین نے مجبور ہو کر ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا۔

سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ جسقدر فوج جمع کر سکین اوسے لیکر ترکستان سے روانہ ہو جاوین - یہ فوج ہزارہ کے مقابلہ مین شمال و مغرب کی طرف سے اور دوسری فوج ہرات سے زیر کمان قاضی سعد الدین خان گورنر ہرات روانہ ہونے والی تہی - میر سردار عبد اللہ جان کو قندہار سے اور بریگیڈیر امیر محمد جان لگابی کو کابل سے جنوب و مشرق کی جانب سے جانے کی ہدایت کی - یہ طریقہ اس لیئے اختیار کیا گیا کہ سب طرف سے باغیوں پر حملہ کیا جائے۔

دیگر افغان خوانین نے کئی مرتبہ مجہہ سے اجازت چاہی تہی کہ اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے جنہیں کہ دشمن ملک و دین تصور کرتے تہے اپنے خرچ سے دیہاتی لوگون کی فوج جمع کرین - اب تک تو مین نے اونہین اجازت نہین دی تہی لیکن اب عام حکم دیدیا کہ باغیون کی سرکوبی کے لیئے ہر شخص جا سکتا ہے - مسلح موجین

اور والنٹیر جنکی تعداد تیس و چالیس ہزار کے درمیان تھی زیر حکم اپنے متفرق خوانین و سرداروں کے سب طرف سے ملک ہزارہ روانہ ہوے۔

ان والنٹیرون کے پہونچنے سے پہلے ہی اہل ہزارہ کو تین طرف سے سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان ۔ سعد الدین خان اور سردار عبد الله خان نے شکست دی تھی ۔ یہ افسر بریگیڈیر امیر محمد خان کے ساتھ ہوکر لڑنے کے لیئے قریب ارزگان یکجا ہوگئے تھے ۔ امیر محمد خان نہایت دلیری و دانائی سے لڑے اور باغیون کی مجموعی فوج کو شکست دیکر محمد حسین خان نکمرام ہزارہ سردار ۔ رسول خان کیے از مدبرین ہزارہ تاجی خان میر ہزارہ اور محمد حسن ہزارہ جو اپنی شجاعت کی وجہ سے سنگ خورو کے نام سے مشہور تھا اور بعض دیگر میر خوانین اور بہادرون کو قید کرلیا یہ سب قیدی کابل لائے گئے اور ان فتنہ پردازون سے ملک صاف ہوگیا ۔ اب لوگ خاموش مسکین اور صلح پسند رعایا ہین اور بغاوت کا تمام تردد اور خوف جاتا رہا ہے ۔ کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اونہین ہوبکا کر سرتابی پر آمادہ کرے اس لیئے کہ اب اونمین کوئی اس قسم کا آدمی موجود نہین ہے ۔

بریگیڈیر امیر محمد خان جب کابل واپس آے تو مین نے اونہین فوج کا اول جنرل مقرر کیا اور دار السلطنت کابل کی حفاظت معہ شاہی محل و خاندان کے اون کے سپرد کی ۔ افغانستان مین یہ اعلیٰ ترین فوجی درجہ ہے اور کابل کے باہر سپہ سالار سے بھی افضل تر ہے ۔ لیکن ایسی فتح عظیم کے صلہ مین وہ اوس کے مستحق تھے ۔ تمام افسر جو اس لڑائی مین شریک تھے اونہین اون کی خدمات کے مطابق صلہ دیا گیا ۔ بعض اہل ہزارہ نے درخواست کی کہ اونہین اپنے ملک مین دوبارہ ملازمت دیجاے لیکن اوس قصہ کے الفاظ نہایت موزونیت کے ساتھ میرے اور

اہل ہزارہ کے تعلقات ظاہر کرتے ہیں جس کی طرف کہ مندرجہ ذیل شعر میں اشارہ
ہے ۵

تا ترا او مرا ایسر یادست	دوستی من و تو بر بادست ۵

جنگ ہزارہ اخیر لڑائی ہے جو میرے عہد حکومت میں واقع ہوئی - خدا کی ذات
سے امید ہے کہ اب اس ملک میں اس قسم کی لڑائی پھر نہ ہوگی اسلیئے کہ جو پالسی
مین نے اختیار کی ہے اوس سے عام طور پر امن و امان رہنے کا یقین ہے! افغان
رعایا جو انہیں اتنے مہذب ہو گیئے ہین کہ اب سمجھنے لگے ہین کہ امن کے کیا فوائد
ہیں اور خانہ جنگیوں اور بغاوتوں سے کیا نقصان ہے اور مین وثوق سے کہتا ہوں کہ
میری رعایا آیندہ بھی اوسی طرح صلح پسند رہیگی جیسا کہ ہونا چاہیئے -

چونکہ اس باب میں ملک کی داخلی لڑائیوں کا بیان ہے اس لیئے میں نے اون
مختصر چھیڑ چھاڑ کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا جو شنواریوں یا دیگر سرحدی فرقوں یا عمر خان جندول

۵ یہ قصہ امیر کو نہایت پسند ہے اور اکثر اوسے سنایا کرتے ہیں - یہ الفاظ ایک سانپ کے کہلائے
گیئے ہیں جس سے کہ ایک باغبان کے لڑکے کو کاٹا تھا - ایک روز باغبان نے سانپ کو دیکھا اور اوسے مارنا چاہا!
لیکن سانپ اپنے سوراخ کی طرف بھاگا - ابھی نصف باہر ہی تھا کہ باغبان نے اوسکی دُم کاٹ ڈالی اس سے
سانپ اس قدر خوفزدہ ہوا کہ پھر دن کے وقت باہر نہیں نکلتا تھا مگر باغبان چاہتا تھا کہ کسی طرح
اوسے پکڑے اور مار ڈالے اس لیئے ایک روز سوراخ کے پاس گیا اور کہا "میرے عزیز دوست
میں اور باغ کے تمام پھول تمہیں بہت ہی یاد کرتے ہیں - باہر آؤ اور ہم سے ملو تمہارے نہ آنے کا
ہمکو سخت صدمہ ہے" اس تقریر کا جواب سانپ نے وہی دیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے جس کا
مطلب یہ ہے کہ "جب تک تمہیں یاد ہے کہ میں نے تمہارے بیٹے کو کاٹا تھا اور مجھے اپنی دُم کے کٹنے
کا خیال ہے ہم دونوں میں دوستی ہونا ممکن نہیں" (مولف)

سے ہوئی اس لیے کہ وہ چنداں قابل لحاظ نہ تھی - تاہم علاوہ واقعہ پنج دہ کے جو دو تین بار روسیوں اور میرے اہلکاروں سے نوک جھوک ہوئی اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے -
سنہ ۱۸۹۲ء کے موسم بہار میں کرنل یانوف وہی روسی افسر جس نے اگست سنہ ۱۸۹۱ء میں کپتان ینگ ہزبینڈ کو گرفتار کیا تھا شغنان کی طرف بڑھا اور ماہ جولائی میں افغانی دستہ فوج سے جو کپتان شمس الدین خان کے ماتحت سماتاش نامی مقام پر جو یاشیل کول (جھیل) کی مشرقی حد کی طرف واقع ہے اوس سے مقابلہ ہوا - کرنل یانوف نے کپتان شمس الدین خان سے کہا کہ یہ جگہہ خالی کر دو اور یہاں سے چلے جاؤ - کپتان نے کہا میں امیر کابل کا ملازم ہوں اور اس لیے صرف اون ہی کا حکم بجا لا سکتا ہوں نہ کہ کسی روسی افسر کا - یہ سنکر روسی افسر نے اوس کے مُنھہ پر گھونسا مارا - یہ ایسی بےحرمتی تھی کہ میرا افسر کسی طرح ورگزر نہیں کر سکتا تھا - کرنل یانوف اپنی تلوار نکال رہا تھا کہ کپتان نے تمنچہ چلا دیا - لیکن گولی کرنل کو نہ لگی اور اوسکی پیٹی میں لگ کر ایسی اُچٹی کہ ایک سپاہی کو جو کرنل کے قریب کھڑا ہوا تھا زخمی کیا - اسپر لڑائی شروع ہو گئی - چونکہ افغان صرف دس یا بارہ تھے اور کرنل یانوف کے پاس زیادہ فوج تھی اسلیے اوسکا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کرنا ممکن تھا تاہم حسب معمول جیسا کہ قاعدہ ہے کپتان شمس الدین اور اوس کے سپاہی اوسوقت تک لڑے جب تک کہ سب کے سب اوسی جگہہ قتل نہو گئے -

باوجودیکہ روسیوں کی یہ کارروائی خلاف قانون اور نامناسب تھی تاہم برٹش گورنمنٹ نے کوئی کارآمد کارروائی نکی اور میں خود اقرارنامہ کے بموجب براہ راست روسیوں سے گفتگو نہیں کر سکتا تھا - یہ بھی اوسی قسم کا واقعہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ پنج دہ کا تھا -

جنگ ہزارہ کے وقت بھی ایک روسی افسر افغانی عملداری میں چلا آیا اور یہ بالکل

خلاف معاہدہ حرکت تھی لیکن جب اوس سے دیکھا کہ بعض افغانی اہلکار گمراہ ہین تو یہ
کہ انکو معافی چاہی گذشتہ کی حالت میں تھا -

ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء میں یہ سنکر کہ سفارت سر مارٹیمر ڈیورنڈ کابل آرہی ہے روسی اہلکارون
نے ایک دستہ فوج مرغاب کی طرف بھیجا جو کہ بدخشان کا ایک قصبہ ہے اور افغانی فوج کو
دہمکی دی - یہ خبر پاکر میں نے فوراً سر مارٹیمر ڈیورنڈ کو جو جلال آباد پہونچ گئے تھے اور گورنمنٹ
ہندوستان کو اسکی اطلاع دی - سر مارٹیمر نے بہت جلد جواب دیا اور نہایت اصرار
کے ساتھ مجھے مشورہ دیا کہ اپنے جنرل سید شاہ خان کو جو مرغاب کے قریب تھے
ہدایت کیجئے کہ روسیون سے نہ لڑین جو کہ حسب معمول اس قصبہ پر بزور قبضہ کرنا چاہتے
تھے -

لیکن میں جانتا تھا کہ اگر روسیون کی مزاحمت نکی گئی تو یکے بعد دیگرے وہ اسی طرح میرے
شہر و قصبے لے لینگے اور سرحد پر میری فوج پر حملہ کیا کرینگے - خوش قسمتی سے افغان افسرون
نے اس بارہ اونکی تجویز کو تمام کی اور دکھلا دیا کہ ہر مرتبہ یہ ممکن نہین ہے کہ جو چاہیں کرین - جنرل
سید شاہ نے روسی تہدیدون کا مضبوطی سے جواب دیا اور جبکہ روسیون نے دیکھا
کہ افغانی سپاہی لڑائی سے باز نہین رہینگے اور اس بارہ دہوکا دینا ممکن نہیں ہے تو واپس
گئے اور افغانون کو فتح ہوئی - اس فتح سے میری فوج کی وقعت بہت زیادہ ہوگئی ہے
اور اوس وقت سے روسیون نے افغانی عملداری کی سیر موقوف کر دی ہے - یہ آخری
زیادتی اونکی جانب سے تھی -

سنہ ۱۸۹۳ء کے عہدنامہ ڈیورنڈ کی وجہ سے بعض صوبے انگریزون کے دائرۂ اثر
مین آگئے اور اوسکے باشندے گورنمنٹ ہندوستان سے خوب رہے لیکن جو
لوگ میری رعایا قرار پائے وہ خوش قسمتی سے اس عہدنامہ کے پابند ہے اور بلا کسی

قسم کی تکلیف دہی سے کہ میری اطاعت قبول کر لی باستثنا ے وزیریون کے کہ جنھون نے اپنی معمولی چالاکی برتنا چاہی لیکن مجھہ کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکے - صرف ایک قوم نے میرا مقابلہ کیا اور وہ اہل کافرستان[1] تھے -

کافرستان عہدنامہ ڈیورنڈ کی رو سے حکومت افغانستان کا حصہ قرار پایا تھا - مین انکو اُسپر قبضہ کرنا نہین چاہتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ نرمی اور مہربانی سے وہان کے لوگون کو اپنی رعایا بناؤن - اس غرض سے مین نے چند بار اون کے سردارون کو کابل بلایا اور بہت انعام اور زرکثیر دیکر رخصت کیا تاکہ وہ اپنے ہموطنون سے اس کا ذکر کرین لیکن وہ ایسے وحشی تھے کہ ہمسایہ افغانون سے گائین لیکر اپنی بیبیان بدلا کرتے تھے جسکی وجہ سے اکثر قیمت کی نسبت یہ تنازعہ ہوا کرتا تھا کہ گاے زیادہ بیش قیمت ہے یا عورت اونھون نے میری عنایت و مہربانی کی قدر نکی اور جو روپیہ مین نے دیا اوس سے مجھہ ہی سے لڑنے کے لیے بندوقین خریدلین -

اسی زمانہ مین پامر پر قبضہ کر کے روسی کئی اطراف سے کافرستان کے قریب پہونچ گئے اور آگے بڑھتے رہے - مین نے اور انتظار کرنا لاحاصل تصور کیا - جن اسباب نے کہ مجھے ایکبارگی کافرستان پر حملہ کرنے کے لیے مجبور کیا وہ یہ تھے -

(۱) مین نے خیال کیا کہ اگر روسیون نے اچانک کافرستان لے لیا تو یہ کہکر کہ وہ خود سر ملک تھا اپنا حق ثابت کرینگے اور اوس کے بعد اونہین بیدخل کرنا مشکل ہوگا -

(۲) چونکہ بہت سے افغانی قصبے صوبجات پنجشیر لمغان اور جلال آباد مین زمانہ قدیم مین کافرون کے تھے روسی اونہین آمادہ کرینگے کہ اونکی واپسی کا دعوی کرین - اس طریقہ سے گورنمنٹ افغانستان تباہ ہوجائیگی کیونکہ اس ذریعہ سے روسیون کو افغانی معاملات مین دخل دینے کا بہانہ

[1] یہ ملک یا سلسلہ کوہ افغانستان کے شمال و شمال و غرب مین واقع ہے - (دمو کشتہ)

ملجائے گا۔

(۳) یہ کافر قوم یعنی باشندگان کافرستان جو کہ افغانستان کی کل شمال و مغرب کی حد پر مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں عقب میں ہونے کی وجہ سے نہایت باعث تردد و پریشانی ہوسکتے اگر افغانستان اور کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوتی یہ لوگ پہلے ہی ادہیں مفتوح کرنا ضرور تھا کہ تجارت کو ترقی ہوگی اور جلال آباد اسمار اور کابل کی سڑکیں شمالی اور شمالی مغربی قومی مقامات افغانی تک کھل جائینگی۔ اور آخری لیکن بڑی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہمسایہ افغانون سے لڑا کرتے تھے جسکے باعث سے ہر دو جانب کثرت وجوں پڑا کرتا تھا اور غلامی کی زبوں رسم میں ترقی ہوتی تھی یہ لوگ ایسے دلیر تھے کہ مین نے خیال کیا کہ میرے ماتحت ہوکر کچھ عرصہ میں عمدہ سپاہی ثابت ہو گے۔

متذکرہ بالا وجوہ سے مین نے کافرستان کی فتح کا مصمم ارادہ کرلیا تھا لیکن پہلے سے تیاری کرنا ضرور تھا اور یہ سوچنا کہ حملہ کرنے کے لئیے بہترین زمانہ کونسا ہوگا۔ تیاری و ساماں کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا لیکن دوسرا امر نہایت غور طلب تھا۔ بعد جوشنی فکر کے مین نے ارادہ کیا کہ موسم سرما مین پیشقدمی ہونی چاہیے جبکہ کثرت برف و پالے سے پہاڑوں کی چوٹیاں سفید رہتی ہین۔ موسم سرما کو مین نے اس کام کے لئیے کیوں منتخب کیا اس کے وجوہ یہ تھے۔

(۱) مین جانتا تھا کہ کافر میری تربیت یافتہ فوج کے مقابلہ میں کھُلے میدان میں نہ لڑسکیں گے اور نہ لڑنا چاہیں گے بلکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جائینگے جہاں کہ ہماری توپین لیجانا مشکل ہوگا۔

(۲) میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ درے کھُلے رہتے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ روسی عملداری میں چلے جائیں اور روسیوں کو اسپر آمادہ کرنے کی کوشش کریں کہ اونکی طرف سے مداخلت کریں اور اونکا ملک واپس دلادیں۔ اور اس حالت میں روسی خود ملوکتاہی کا دعویٰ

کرینگے اور اوس مین وہ تمام حصۂ ملک جو سرحدی عملداری کے شمالی اور مغربی حدون پر واقع ہے
شامل ہوگا۔

(۳) کافر بہادر اور دلیر ہین اِس لیئے اگر موسم گرما مین حملہ کیا جاتا تو سخت لڑائی ہوتی اور دونون طرف
آدمیون کا سخت نقصان ہوتا۔ اسلیئے مین نے تصفیہ کیا کہ اون پر موسم سرما مین ٹوٹ پڑون جبکہ وہ اپنے
گھرون مین بند رہتے ہین تاکہ اونکو زیادہ لڑنے کا موقع نہ ملے۔

(۴) بعض عیسائی پادریون کی عادت ہے کہ جب موقع پاتے ہین تو ضرور دوسرون کے معاملات
مین دخل دیتے ہین مین نے خیال کیا کہ میرے کافرستان فتح کرنے کے متعلق بھی وہ ضرور بیجا
تکلیف دینگے اِس لیئے یہ ضروری تہا کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے لڑائی ختم کر کے ملک پر قبضہ کرنا
چاہیئے اس سے پہلے کہ اس معاملہ کی خبر مشہور ہو جن لوگون نے انگریزی اخبارون کی نکتہ
چینیان پڑہی ہونگی وہ جانتے ہونگے کہ میرا یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔

لہذا کافرستان پر حملہ کرنے کے لیئے مین نے یہ انتظام کیا کہ موسم خزان مین خاموشی
کے ساتھ کثیر فوج معہ ضروری سامان واسلحہ جنگ ورسد کے چار موقعون پر جمع کی ۔
اصل حصۂ فوج چند فوجی افسران توپخانہ ورسالہ وپلٹن کے ماتحت تہا اور سب کے
سردار کپتان محمد علی خان تھے۔ اس فوج کو حکم دیا کہ پنج شیر ہو کر کلم جائے جو کہ مضبوط ترین
اور وسطی قلعہ کافرستان مین ہے۔ دوسرے حصۂ فوج کو ہدایت کی کہ زیر کمان جنرل
غلام حیدر خان چرخی اسمار و چترال کی جانب سے روانہ ہو - تیسرا حصہ بدخشان سے
زیر حکم جنرل قتال خان پیشقدمی کرے اور ایک چھوٹا حصہ بافسری گورنر لمغان وفیض محمد چرخی
لمغان سے روانہ ہو۔

یہ چارون حصے تیار رہتے اور روانہ ہونے کے لیئے صرف حکم کے منتظر تھے
چونکہ وہ چار مقامات جہانکہ فوج جمع ہوئی سرحد افغانستان پر واقع تھے اور وہان ضروری

فوجی چوکیان تھین کسی نے اس تیاریون کی طرف توجہ کی اور اونھین غیر معمولی نہ سمجھا۔ حملہ ہونے کے وقت تک کسی کو خیال بھی نہ تہا کہ اس سے غرض یہ تھی کہ کافرستان پر اچانک حملہ کیا جائے۔ غرضکہ ۱۸۹۵ء کے موسم سرما مین مین نے احکام جاری کیے کہ چارون فوجین ہر طرف سے ایک ساتھہ کافرستان پر حملہ کرین اور اوسے گہیر لین۔ اسمین نہایت کامیابی ہوئی اور چالیس روز کے عرصہ مین ملک فتح ہوگیا اور سنہ ۱۸۹۶ء کے موسم بہار مین فوج کابل واپس آگئی۔ جب عیسائی پادریون نے سنا تو اونھون نے انگلستان مین بہت کچھہ شور و غل مچایا اور کہا کہ کافر اون کے ہم مذہب یعنی عیسائی تھے حالانکہ مین نے ایک عیسائی بھی اونمین نہ پایا۔ اون کا مذہب جس کا ذکر مین نے ایک علیحدہ کتاب مین کیا ہے عجیب و غریب مجموعہ قدیم بت پرستی اور توہمات کا تہا۔

اون کافرون کو جو کہ بہادری کے ساتھہ آکر قید ہوگئے تھے مین نے اونکے وطن سے علیحدہ کر دیا اور کابل کے قریب لغمان نامی ایک صوبہ بود و باش کے لیے دیا جسکی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے اور موسم اون کے ملک کی طرح ہوتا ہے۔ اونکی تعلیم کے لیے مین نے کئی مدارس قائم کیے ہین لیکن چونکہ یہ ایک نہایت صحیح قوم ہے تقریباً تمام نوجوان فوجی ملازمت کے لیے تعلیم پا رہے ہین۔ پنشن یافتہ افغان سپاہی و دیگر لڑنے والی پٹھان قومین کافرستان مین بکثرت آباد کر دی گئی ہین اور یہ ارادہ ہے کہ شمالی سرحد کی حفاظت کے لیے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مضبوط قلعے بنواؤن۔ جب کافر اسی ملک مین تھے تو یہ کنارہ کمزور اور بالکل نامحفوظ تہا اور اسی لیے روسیون کی مٹھی مین تہا جو گویا آمرے چکے تھے۔ میرا ارادہ ہے کہ قلعہ لنگام کو جو کہ قلب کافرستان مین واقع ہے اور اپنے مضبوط

موقع کی وجہ سے قریب قریب ناممکن الفتح ہے اپنی شمالی سرحدی فوج کے خاص حصہ کا فوجی مقام بناؤن ۔ یہین پر بڑے ذخیرے اسلحہ جنگ وغیرہ کے ہون گے ناظرین کے لیئے یہ بہی خالی از دلچسپی نہوگا کہ قلعہ کلم کے دروازہ پر ایک پتہر ملا جسپر مندرجہ ذیل عبارت کندہ تہی ۔

" شہنشاہ تیمور خاندان مغلیہ کا عظیم الشان بادشاہ پہلا اسلامی فاتح تہا جس نے کہ اس سرکش قوم کے ملک کو اس مقام تک فتح کیا لیکن کلم بر اوسکی مضبوطی کی وجہ سے قابض نہو سکا "

میرے فوجی افسر کپتان محمد علیخان نے اوسی پتہر پر یہ عبارت کندہ کرائی ۔

دو سنہ ۱۸۹۵ء مین بعہد حکومت امیر عبد الرحمن خان غازی تمام کافرستان معہ کلم فتح کیا گیا اور اوس ملک کے باشندون نے سچا و پاک مذہب اسلام اختیار کیا ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی سچائی قایم ہوئی اور جہوٹ جاتا رہا "

جنگ ہزارہ کی طرح اس لڑائی مین بہی افغانستان کے مسلمانون نے بخوشی و رضا لڑنے کے لیئے خواہش ظاہر کی ۔ میرے عہد حکومت کی یہ آخری لڑائی تہی ۔
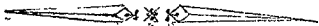
باب دوازدہم

فراری اور جلاوطن اشخاص

ایک اور امر ہے جسے کہ مین اپنی زندگی مین نہایت اہم خیال کرتا ہون اور جو کہ میری وفات کے بعد ممکن ہے کہ میرے بیٹے کے حق تخت نشینی کو تقویت دے۔ مین نے ہر ممکن ذریعہ سے افغانستان کے قریب و جوار کی چھوٹی ریاستون کے فرمانروایان اور خوانین کی تعداد اپنے دربار مین زیادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے مخالفین کے سب سے زیادہ باثر ساتھیون کو ہندوستان یا روس سے جمع کیا ہے۔ اون مین کے زیادہ ترین اشخاص میرے حکم سے میرے بیٹے کے ہمراہ ہین اور اون مین ایسا اختلاط ہے کہ بہت سے اون کے گہرے دوست بھی ہین۔ یہ احباب نہایت مفید ثابت ہونگے۔ حسب الوقت ضرورت بحیثیت تجربہ کار مشیر کارون کے بلکہ اونکا اثر نہایت مفید ہے اور ہوگا جس کے باعث سے میرے خاندان کے ہوا خواہون کی تعداد بڑھ جائیگی۔ ان سردارون کی چار قسمین ہین۔

(۱) وہ جو افغانستان کی تمامی مغربی سرحد کی طرف حکمران تھے اور جو کہ روسیون نے اونکا ملک لے لیا میرے ہان پناہ گزین ہیں۔ مثلاً میر سرابیگ سابق میر اسکے کولاب اور دوسرے خاندان سے میر محمد سابق شاہ درواز اور اوس کے اہل و عیال تورہ اسمعیل روشنی و میر شاہ بخارا اور چند دیگر اشخاص

(۲) بعض میر اور سردار اوس طرف کے مثلاً اہل و عیال میر یوسف علی رئیس جبا مدار و اہل و عیال

ودیگر اعزا سے میر حکیم جن کے ملک کو خود مین نے ابتدائے سلطنت مین لے لیے تھے -

(۳) وہ لوگ جو برطانیہ عظمیٰ سے لڑکر یا اوسکی دوستی سے ناخوش ہوکر میری پناہ مین آگئے ہین جیسے کہ عمرا خان - میر مراد علی ودیگر سرحدی خوانین -

(۴) وہ اشخاص جو افغانستان سے جلاوطن ہین یا جو کہ میرے خاندان کے بعض مخالفین کے ہمدم وحامی ہین - آخرالذکر حضرات کی پانچ قسمین ہین -

(الف) وہ جنکی کہ علیحدہ جماعتین تہین جیسے سردار نور علی خان ودیگر پسران شیر علی خان والی قندہار جو ہندوستان چہوڑکر اب میرے ساتہہ ہین - سردار محمد حسن خان جو کہ شنواری قزاقون سے لڑے (ہندوستان مین بہی رہ چکے ہین لیکن اب میرے دربار مین ہین) سردار ابراہیم خان پسر امیر شیر علی جو ہنوز ہندوستان مین ہے (میرا دوست اور نیشنر ہے) سید احمد خان باشندہ کنڑ جو میرے ساتہہ ہے سردار علی محمد خان اور میرے چچا کے دیگر بیٹے - سردار ولی محمد خان وغیرہ وغیرہ -

(ب) دوسرا حصہ اون لوگون کا ہے جو کہ ایوب خان کے مددگار وہمدم تہے - میرے مخالفین مین سے ایوب خان کے پاس سب سے زیادہ ساتہی تہے - یہ ضروری نہین ہے کہ مین ایک ایک کا نام بتاؤن لیکن سوائے چند اشخاص کے سب نے اوسے چہوڑدیا ہے اور ان چند مین سے اکثر میری طرف سے تنخواہ پاتے ہین اور اوس سے ناخوش ہین -

(ج) وہ جو کہ یعقوب خان کے حامی تہے جنمین سے بعض نے میری ملازمت اختیار کرلی ہے اصل مین کوئی بارسوخ شخص اوس کے ساتہہ نہین ہے اسی طرح سردار ہاشم خان کے ساتہیون نے بہی اوسے چہوڑدیا ہے اور صرف چند معمولی ملازم رہگئے ہین -

(د) چوتہی قسم اون لوگون کی ہے جو ہندوستان روس یا روسی ترکستان مین جلاوطن تہے جنکی ذاتی کوئی پارٹی نہ تہی اور نہ کسی دوسرے کی پارٹی مین شریک تہے - یا تو وہ افغانستان سے کسی وجہ سے بہاگے ہوئے تہے یا اونکی بدچلنی کی وجہ سے مین نے اونہین ملک سے

نکال دیا تھا۔ ان میں سے نکالے ہوؤں میں سے بہت کم ایسے ہیں جنہیں درخواست کرنے پر
میں نے معاف کیا ہو اور وطن واپس آنے کی دعوت نہ دی ہو۔

(۵) پانچویں وہ ہیں جو کہ اسحاق خان کے ہمراہ اوسکی بغاوت فرو ہونے کے بعد ۱۸۸۸ء
میں فرار ہو گئے تھے جیسا کہ پیشتر ذکر کر چکا ہوں۔ اوسکے حقیقی بھائی اس عمل میری ملازمت میں ہیں
اور اوس کے باقیماندہ ساتھیوں کی طرف سے میں غافل نہیں ہوں وہ اپنے وطن واپس جائینگے
اور آیندہ صلح پسند رعایا ہونگے۔

اس طریقہ سے کوئی دعویدار تخت کابل کا ایسا نہیں ہے جس سے کہ میرے
بیٹے کو کسی قسم کا خطرہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ان میں سے زیادہ الا کسی بڑی طاقت
کے بہکانے سے افغانستان سے لڑے تو تنہا بلا فوج یا ساتھیوں کے
کچھ بھی نکر سکیگا۔ میں اہل سیاست کی یہ چالیں خوب سمجھتا ہوں کہ وہ ہمسایہ فرمانرواؤں
کے رقیبوں کو صرف اس غرض سے اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں کہ اگر وہ فرمانرواؤن کے
ساتھ رعایتیں نکریں تو اون مخالفین کے خوف سے اونکے اختیار میں رہیں۔
لیکن جس درخت کی جڑیں کاٹ ڈالی گئی ہوں کھڑا نہیں رہ سکتا اور نہ کوئی عمارت بلا بنیاد
قایم رہ سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے اس پالسی پر بھی عمل کرینگے
اور میری نصیحت مانینگے اور ہمسایہ ملکوں سے جو قابل لحاظ اشخاص یہاں آکر پناہ
لیا چاہیں اونہیں امان دینگے۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ اونکی حمایت اور اون کے
دشمنوں کی مخالفت کرنے میں کارآمد ثابت ہونگے۔

کے چھچورے نوونون کی افراط وتفریط سے پاک ہے اور متانت وسنجیدگی بیان کا ایک اچھا نمونہ ہے نہایت مفید ہو لیکن جو خیالات اوسمین ظاہر کیئے گئے ہین اوجس طریقہ معاشرت کی خوبی اوسمین جہلکائی گئی ہو اوسکے لیئے ہماری قوم ابہی تیار نہین ہے اور اگر میرا قیاس غلط نہو تو کم سے کم پچاس برس تک اوسکیلیئے اور منتظر رہنا چاہیئے۔ بیشک تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اسکو بہت پسند کرینگے...

میری آرزو یہی ہے کہ لوگ آپکی محنت کی داد دین اور اوسکی قدر کرین۔ آنریبل نواب عماد الملک بہادر ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن حیدر آباد دکن آپکا ترجمہ نہایت عمدہ ہو مین نہایت خوشی سے اوسے اپنی محکمہ کی انعامی کتابون مین شامل کرونگا آنریبل جسٹس سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ۔ مین نے آپکا ترجمہ شروع سے اخیر تک دیکہا نہایت عمدہ ہو۔ میری دلی آرزو ہو کہ آپکی محنت وجانفشانی مسلمانونکی بہبودیکا ذریعہ ثابت ہو جناب مولوی احمد انصاری از تعلقہ شولاپور ضلع لنگسگو حیدر آباد دکن:۔ یون تو مین سینکڑون مشہور ناول اور ڈرامے دیکہہ چکا ہون مگر حقیقت یہ ہے کہ ہاجرہ سے بڑہکر اخلاق وتہذیب پر زیادہ مفید اثر ڈالنے والا کوئی ناول یا دفتر پند ونصیحت نہین ہوسکتا۔ مولوی سخاوت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول سہارنپور مجہے ہاجرہ کو پڑہکر نہایت خوشی ہوئی۔ آپکا ترجمہ صحیح اور بامحاورہ ہو اور عام مترجمون کی نفرت انگیز لغویات سے بالکل مبرا ہے۔ خدا آپکو عمر دراز عطا فرماے تاکہ اردو لٹریچر کو اپنی تصنیفات سے زیب وزینت دین۔ تقطیع کلان۔ حجم ۳۰۲ صفحہ۔ قیمت عگا؍ علاوہ محصول

تاریخ جنگ ترکی ویونان ۱۸۹۷ء معہ نقشجات میدان جنگ ومختصر سوانح عمری حضرت سلطان المعظم قیمت عہ؍ علاوہ محصول۔ درخواستین مترجم کے نام آنی چاہئیین

المترجم محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورمنٹ آف انڈیا شملہ

تزک عبدالرحمانی کی قدردانی

مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین - اس سوانح اردو کے ترجمہ مین ایک لطف اور بھی ہے کہ وہ اس محاورہ پیرایہ مین بیان ہوا ہے کہ آدمی کا جی نہین اکتاتا بلکہ پڑھے چلے جانے کو دل چاہتا ہے - ظرافت کے موقع پر ظرافت آمیز ہے - متانت کی جگہ متانت اگر اسے ایک دلچسپ فسانہ کہین تو بجا اور پُر شوق انگیز سچی داستان مانین تو روا ہے -

شیخ عبدالقادر صاحب بی - اے - اڈیٹر اخبار آبزرور لاہور اپنے رسالہ مخزن مین تحریر فرماتے ہین -

اخبار مین دنیا مین امیر عبدالرحمن خان والی افغانستان کی تزک جسمین انھون نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تھے اب ایک مشہور کتاب ہے . . حال مین جناب منشی محمد حسن خان صاحب نے جو گورنمنٹ ہند کے دفتر محکمہ ملٹری مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہین اور جنہین ترجمہ مین خاص مہارت حاصل ہے ایک ترجمہ شائع کیا ہے جسکی جلد اول ہمارے سامنے ہے جسکے قریب ۳۰۰ صفحے ہین - لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور صاف ہے اور کتاب کے شروع مین امیر صاحب مرحوم کی ایک پاکیزہ تصویر لگی ہوئی ہے جو کتاب کی زینت کا باعث ہے ہر طرح سے کتاب ایسی ہے جیسی کہ منشی صاحب موصوف جیسے باذوق کہنہ مشق مولف و مترجم سے توقع ہونی چاہیئے اس سے پہلے کئی اچھی کتابین انکی ہمت سے ترجمہ ہو چکی ہین جن مین ایک تو ہاجرہ قابل ذکر ہے جو کہ ایک مشہور ترکی ناول کے انگریزی ترجمہ سے لیا گیا ہے - اور دوسرے جناب سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ کی مشہور تصنیف "تاریخ اہل عرب"[1] کا ترجمہ ہے -

اخبار عام لاہور مطبوعہ ۲۹ اگست [illegible] کتاب ہذا کے مطالعہ سے ترجمہ کی بو تک نہین معلوم ہوتی بلکہ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل یہ کتاب اردو مین ہی تصنیف ہوئی اور یہی ترجمہ کی اعلیٰ ترین خوبی ہے - ہم لائق مترجم کی محنت کی صدق دل سے داد دیکر انکو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور اردو دان پبلک سے سفارش کرتے ہین کہ اس کتاب کی ایک کاپی خرید کر وہ اس بے اندازہ لطف کو حاصل کرین جو اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے اور [illegible]

[1] یہ ترجمہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے - مترجم